باب ۹ صرف یہی نہیں کہ چند حوصلہ مند بادشاہ ایک دوسرے کے علاقے پر

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ ۵-۲۹؛ نیز دیکھو Jos. Ant. ۱۲، ۳؛ ڈروائے سن ۳، ۳۰-۳۳۔

سکہ جات:۔ انطاکوس اوّل، بابلون $\frac{XXXIX}{LV}$ انطاکوس اول نے سلطنت کے مشرقی حصے پر بطور بادشاہ کے ۲۹۳ ق م سے ۲۸۱ ق م تک بارہ سال حکومت کی۔ وہ سغدیانی سپتامنیس کی بیٹی اپاما کا بیٹا تھا، چنانچہ مشرق میں اُس کا گویا دوسرا گھر تھا۔ اس زمانے میں اُس نے جو سکے ڈھلوائے وہ اسی نوع کے ہیں جیسے سلیوکوس کے سکے۔

انطاکوس کے بعد کے سکوں کے ایک طرف تو فرمانروا کی حلقہ دار آنکھوں والی شبیہہ ہے اور دوسری جانب او مفالوس پر اپولو نظر آتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک تیر ہے، اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انطاکیہ والے اپولو کی شبیہہ ہے۔ تیر گو اس واقعے کی تلمیح ہے کہ اپولو نے اپنے تیروں کو اورونتیس کی طرف پھینک دیا جس کے بعد دافنے نے پتوں کے گھیرے کی شکل اختیار کر لی۔ علاوہ ازیں انطاکوس اول کا یہ سکہ نکوکلیس والئ پافوس کی نقل ہے۔ لیبان (۱، ۷، ۳۰، حاشیہ) کا بیان ہے کہ انطاکوس نے قبرص کے بت خانوں کو تاراج کر دیا، چنانچہ یہ ممکن ہے کہ انطاکیہ میں اپولو کا جو بت تھا وہ اسی جزیرے سے وہاں منتقل کیا گیا ہو۔ (بابلون)۔

اغلباً انطاکوس نے یورپ میں بھی سکے بنوائے ہوں گے، اس لیے کہ ہمارے علم میں تین قسم کے ایسے تانبے کے سکے دستیاب ہوئے ہیں جن پر اُس کا نام ہے اور جو یورپی ساخت کے ہیں؛ اوّل تو وہ سکے جن پر مقدونی ڈھال ایک طرف اور ہاتھی دوسری طرف بنے ہیں؛ دوسرے وہ جن کے ایک طرف زیوس اور دوسری جانب کڑکتی بجلی؛ تیسرے وہ جن کے ایک طرف اپولو اور دوسری جانب پائی کی تصویر ہے۔ دوسری اور تیسری نوع کے سکوں پر کالی دونی سوّر کا جبڑا بھی بنا ہے جو ایتولیہ کی مخصوص علامت ہے۔ یہ ایک دلچسپ واقعہ ہے

قبضہ کرنے کے لئے باہم دست وگریباں ہو رہے ہوں بلکہ یہاں آزاد

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کہ آئندہ چل کر انطاکوس سوم نے ایتولیہ سے جو تعلقات پیدا کئے اُس کی پیش بندی اس سے بہت پہلے ہی کر دی گئی ہے۔ اس میں شبہہ نہیں ہے کہ بابلون نے (XLVIII) یورپ میں انطاکوس کی طرف جو قسمت آزمائیاں منسوب کی ہیں ان میں سے بعض کا کوئی ثبوت نہیں؛ لیکن اس میں بھی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ انطاکوس کے سپاہیوں کا ایک دستہ خود تھرمویلی پر لڑا تھا، چنانچہ اس طرح ایتولیوں کے اس بادشاہ سے تعلقات سمجھ میں آسکتے ہیں۔

انطاکوس دوم؛ بابلون $\frac{LV}{LXIV}$ بعض مرتبہ انطاکوس کی شبیہوں میں اس کی کنپٹی پر پر نظر آتے ہیں جس سے کسی معبود کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ سکوں کے انواع ایک حد تک وہی ہیں جو انطاکوس اوّل کے زمانے میں تھے، سوائے اس کے کہ نشستہ اپولو کے ہاتھ میں تیر کی بجائے کمان نظر آتی ہے۔ ارساگیس نے اس نوع کی نقل پارتھیا میں کی۔ انطاکوس دوم کے زمانے کی انواع جدیدہ: کیمے والا سکہ جس پر ہرقل ایک چٹائی پر بیٹھا نظر آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہرقل سے مقدونیہ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ انطاکوس دوم کا ایک منظور نظر تقیمی سون تھا اور وہ ہرقل کا روپ بھرے نظر آتا ہے۔

دیودوتوس والی بختاریہ نے بھی، جس نے تیوس اے گیوخوس کے نوع کے سکے مسکوک کئے (جن کی خود انطاکوس دوم نے نقل کی) انطاکوس نکانور کے نام پر سکے ڈھالے۔ بابلون XLIII کہتا ہے کہ یہ نکاتور انطاکوس اول ہی ہے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ انطاکوس دوم کا دار الضرب اسکندریہ تروآس تھا، لیکن بابلون کا خیال کہ اُس نے بیرونی ایشیا کے دوسرے مقامات پر بھی سکے ڈھالے، مشتبہہ معلوم ہوتا ہے؛ اس لئے کہ بعض سکوں پر کیزیکوس اور اللہ بندہ

باب ۹

بلدیات کے باہمی جھگڑوں کا بھی پتا چلتا ہے۔ ہم نہایت مسرّت سے حبّ آزادی کے احیاء کو دیکھتے ہیں جو یونان کے مختلف حصّوں میں اپنا سر اٹھاتی ہے، لیکن جس کا گلا یونانیوں کے نفاق وشقاق اور شاہ مقدونیہ کے اقتدار کی وجہ سے گھونٹ دیا جاتا ہے۔ لیکن اس بادشاہ کو ابتداء میں ایک بڑے خطرے سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

انتی گونوس گوناتاس کی قابلیت مسلّمہ تھی۔ اس کا نشو ونما کسی متموّل گھرانے میں نہیں ہوا تھا، نہ اس نے کسی دربار ہی میں پرورش پائی تھی۔ وہ ۳۱۸ ق م میں پیدا ہوا تھا، اور اپنی کم عمری ہی میں اُس نے غالباً اپنے باپ کے ساتھ سیر و سیاحت کر کے دُنیا دیکھی تھی، لیکن اُس کی عالی منش ماں فیلا نے کسی نہ کسی طرح سے اپنے شوہر کی بداخلاقیوں کے متعدی مرض سے اُسے پاک رکھا تھا۔ جنگ اپسوس کے بعد جب یہ "شہروں کا تسخیر کرنے والا" اپنے قلۂ اقتدار سے گرا تو انتی گونوس کی عمر بیس برس کی بھی نہیں تھی اور یہ یقینی بات ہے کہ اُس کے سنجیدہ دماغ پر اس واقعۂ ہائلہ کا یہ اثر پڑا ہوگا کہ کامیابی کی ایک اہم شرط عقل و فراست بھی ہے۔ اُس نے اپنی زندگی کے آئندہ بیس سال یونان میں گزارے اور ان بیس سال میں سے دس برس تک اُس نے اپنے عہد کے متمدن اشخاص کی صحبت حاصل کی اور دس برس وہ بطور بادشاہ کے تخت شاہی پر جلوہ افروز رہا۔ اُسے فلسفے کا ذوق تھا

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ کے علامات ہیں جو ایک دوسرے سے بہت بعید ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ ان دونوں مقامات پر ایک ہی سکّہ ڈھالا جاتا ہو (بابلون LVI بحیثیت "تھیوس" کے بعض مرتبہ انطاکوس کے سر پر ایک ہالہ دکھائی دیتا ہے) بابلون LVI (ایک سکّے کا حوالہ دیتا ہے جس پر حروف "م ی ل" کندہ ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انطاکوس دوم نے ملطہ کی خاص خدمت کی تھی۔

اور وہ رواقین کی صحبت کو پسند کرتا تھا جب وہ بادشاہ بنا تو اُسے
یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی طرح سے اپنے ہم قوموں کی بہتری کی کوشش
کرے۔ اُس نے بدنام خود سر الیولودوروس کے بلند کاساندریہ پر
قبضہ کر کے اپنی سلطنت کے حدود کو وسیع کیا، اور پرھوس کے حملے
تک اُس کی قوت کے استحکام میں مطلق فرق نہیں آیا۔ پرھوس کو یہ
یہ شکایت تھی کہ انتی گونوس نے اٹلی کو کسی قسم کی مدد نہیں بھیجی تھی، اور
اس بہانے سے وہ خود تخت مقدونیہ کا مدعی بن گیا۔ اُس کا خیال ہوا
کہ جب وہ ایک مرتبہ انتی گونوس کے باپ سے مقدونیہ لے چکا ہے
تو وہ اُس کے بیٹے کو بھی نیچا دکھائے گا۔ بہرحال فریقین میں جنگ
شروع ہو گئی جس میں انتی گونوس کی مقدونوی فوج نے پرھوس کی کوئی
خاص مدافعت نہیں کی۔ مقدونیوں پر بہ نسبت اُن کے بادشاہ کے
پرھوس کی شہرت کا کہیں زیادہ اثر تھا، چنانچہ ایک موقع پر ذرا سے
اشارے پر مقدونوی سپاہی پرھوس کی طرف چلے گئے۔ انتی گونوس
کے سب سے وفادار خادم اُس کے اجیر سپاہی تھے، اور جنگ میں
ان کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ الغرض پرھوس پھر ایک مرتبہ مقدونیہ کا حکمراں
بن گیا۔ لیکن اُسے خاموشی کے ساتھ حکومت کرنے کی اتنی ہی کم
خواہش تھی جتنی پولیور کی تیس کو، اور نہ صرف یہ کہ وہ کاروبار سلطنت
میں مطلق کسی قسم کی دلچسپی نہیں لیتا تھا، بلکہ اُس نے اپنے غالوی
اجیروں کی زیادتیوں کے ساتھ رواداری برت کر اور اسے لے گئے یعنی
ایدیسہ کی اور اُس میں مقدونوی بادشاہوں کے جو مقبرے تھے اُنکی
تاراجی کی اجازت دے کر لوگوں کو برافروختہ کر دیا۔ آخر کار اُس نے
بے صبری میں اگر اس ملک میں جسے وہ پورے طور پر زیر نہیں کر سکا
تھا، انتی گونوس کی مخالفت کے لئے اپنے بیٹے بطلیموس کو چھوڑ کر خود
یونان کا راستہ اختیار کیا تاکہ اس حصۂ دنیا میں اپنی شہرت میں چار چاند لگائے۔[۵]

۵ انتی گونوس گوناتاس کے ذاتی خصائص، ٹرن اے سن ۳۴، ۲۴۴، ۳، ۲، ۶۵۲

باب ۹

اس مہم کو کلیونی موس ولد کلیومنیس دوم شاہ اسپارٹا کی وجہ سے مزید تقویت حاصل ہو گئی۔ یہ شخص جبلی طور پر بے چین اور جانبازیوں کا خواہاں رہتا تھا۔ ۳۰۹ ق م میں، جب اُس کے باپ کا انتقال ہوا ہے تو اُسے تخت پر بیٹھنے کی امید تھی، لیکن اسپارٹیوں نے آریوس کو ترجیح دی جو اُس کے بڑے بھائی اکروستاتوس کا بیٹا تھا۔ اس واقعے کے بعد وہ اجیر سپاہیوں کی ٹولیاں لے کر ادھر اُدھر پھرنے لگا۔ اُس نے تارنتوم کی خدمت کی، پھر کورکائرا میں لڑا جہاں اُسے دیمتریوس نے نکال باہر کیا، اور اس کے بعد وہ بیوتیہ پہنچا۔ اپنی سیاحت کے دوران میں اُس نے کبھی اپنی جرأت، بے چینی اور بے پروائی کی خصلت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ آخر کار وہ ایک مرتبہ پھر اسپارٹا گیا جو اس وقت جانبازانہ طرز عمل اختیار کئے ہوئے تھا اور کاساندریہ کے خودسر اپولودوروس کی مدد کے لئے تیار تھا۔ ممکن ہے کہ یہ امید بندھ گئی ہو کہ وہ اپنے وطن مالوف میں نام پیدا کرے گا اور آخر کار آریوس کی جگہ تخت نشین ہو جائے گا۔ لیکن آریوس اپنی جگہ جما رہا، اور جب کلیونی موس اسپارٹا کی طرف ہو کر مسقدونیوں کے خلاف (جن سے اُس نے تروائزین لیا تھا) جنگ آزما ہوا تو یہ ملک چھوڑ کر پرھوس سے جا ملا اس لئے کہ اُسے اس کا یقین تھا کہ پرھوس ہر طرح کی مہم کے لئے تیار ہے، اور اُس سے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ دونوں مل کر اسپارٹا پر تاخت کریں اور اُسے مسخر کر لیں۔ پرھوس فوراً ایک جلیل القدر لشکر لے کر جس میں پچیس ہزار پیدل، دو ہزار سوار اور پچیس ہاتھی تھے، ۲۷۲ ق م میں پیلوپونیز کو چل دیا۔ یہ مہم اس سے پہلے اٹلی اور سسلی والی مہم کی طرح سیاسی اعتبار سے بے نتیجہ ثابت نہیں

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ فون ولاموو تز: "انتی گونوس ساکن کاریستوس" ۲۱۱ وغیرہ؛ دیکھو تحت، حاشیۂ ۹۔

ہوئی۔ پہلی مہم کا مقصد یہ تھا کہ رومنوں کے حلیفوں یعنی اہل قرطاجنہ کو شکست دی جائے۔ پیلوپونیز میں اس وقت بھی ایسے لوگ موجود تھے جو انتی گونوس کے ہمنوا تھے اور جو اُس کے قبضہ مقدونیہ سے بہت پہلے سے آباد تھے۔ اُس کا کورنتھ پر اب بھی قبضہ تھا، اور جوں ہی کلیومنی موس ہٹا، فوراً اسپارٹا نے بھی اس سے مخالفہ کر لیا۔ اب اگر پرھوس نے کلیومنی موس کے ذریعے سے پیلوپونیز پر اپنا اثر قائم کر لیا تو پھر اس کی حکومت مقدونیہ پر بھی بلا شبہہ مستحکم ہو جائیگی۔ اس کے لئے بہترین حکمت عملی یہ ہوتی کہ وہ مقدونیہ سے ہٹتا ہی نہیں اس لئے کہ جوں ہی اُس نے پیٹھ موڑی ہے کہ انتی گونوس نے مقدونیہ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن پرھوس کے لئے ایسی پیش بندی ممکن ہی نہ تھی۔ بہرنہج پہلے تو یہ مہم بہت کامیاب ثابت ہوئی۔ آریوس اُس وقت کریٹ میں گورتی نہ والوں کی ایک جنگ میں اُن کو مدد دے رہا تھا۔ پرھوس نے اسپارٹا کی فصیل کے سامنے ہی اسپارٹا والوں کو شکست دی، اور اگر وہ کلیومنی موس کی صلاح پر کاربند ہوتا اور اسی روز شہر پر دھاوا بول دیتا تو وہ یقیناً اس پر قابض ہو جاتا۔ لیکن اس کی بجائے اُس نے حملے کو اگلے دن کے لئے ملتوی کر دیا اور اگلے دن یہ حملہ بعد از وقت ثابت ہوا۔ اسپارٹیوں میں ان کا پر اتنا جوش پیدا ہو گیا اور مدافعت میں عورتوں تک نے حصہ لیا۔ آخر کار پرھوس کو پسپا ہونا پڑا۔ اُس نے خیال کیا کہ کچھ وقت گزرنے پر وہ پھر حملہ آور ہوگا لیکن رفتہ رفتہ اسپارٹیوں کو مدد مل گئی۔ آریوس واپس آگیا۔ اُدھر انتی گونوس نے بحری قزاقوں کے سردار امی نیاس کو، جو بڑی جنگ میں بھی حصہ لے سکتا تھا، روانہ کیا اور آخر کار خود پیلوپونیز آکر کورنتھ میں پڑاؤ ڈال دیا۔ آرگوس، پرھوس اور انتی گونوس کے درمیان گویا ڈانواں ڈول تھا، لیکن اکثر آرگوسی انتی گونوس سے زیادہ خوف زدہ تھے اس لئے کہ ان کے نزدیک وہ پرھوس

سے کہیں زیادہ ہوشیار تھا۔ آخر کار آرگوس نے انتی گونوس ہی کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ اس پر پرھوس نے اسپارٹا کا محاصرہ اٹھاکر شمال کا رخ کیا۔ بد قسمتی سے عین اُس موقع پر پرھوس کو ایک اور داغ نصیب ہوا کہ اُس کا بیٹا بطلیموس لقونیہ سے واپسی پر مارا گیا۔ انتی گونوس اور پرھوس دونوں نے میدان آرگوس میں پڑاؤ ڈال دیا، ایک نے شہر کے اس طرف اور دوسرے نے دوسری طرف۔ لطف یہ تھا کہ شہر دونوں میں سے کسی کے سامنے بھی سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ آخر کار پرھوس کے آرگوسی فریق میں اُسے شہر میں داخل ہونے دیا، جس پر فریق ثانی نے انتی گونوس کو بھی بلا لیا اور اُسے قلعوں پر قابض کر دیا۔ جب پرھوس نے دیکھا کہ اُس کے دشمن کا پلڑا بھاری ہو گیا ہے تو اُس نے فوراً شہر کو خیرباد کہنے کی تیاریاں شروع کردیں، اور اپنے بیٹے ہیلے نوس کے پاس، جو شہر سے باہر پڑا ہوا تھا، حکم بھیجا کہ میرے لئے تنگ دروازے میں ہو کر راستہ رکھنا لیکن ہیلے نوس کو غلط فہمی ہوئی اور اُس کی تعمیل کی بجائے اُس نے شہر میں بہت سے مزید سپاہی لا داخل کئے۔ اس طرف یہ سپاہ آرہی تھی اور اُس طرف سے پرھوس کا لشکر شہر خالی کر رہا تھا چنانچہ ان دونوں کی مڈبھیڑ سے بڑا ہی خلفشار مچا، اور اسی خلفشار میں کسی بڑھیا نے، جو کسی مکان کی چھت پر سے دیکھ رہی تھی کہ اُس کا بیٹا خود پرھوس سے دست و گریباں ہے، کھپریل کا ایک ٹکڑا اُٹھا کر مارا جو بادشاہ کے سر میں لگا۔ اس ضرب سے پرھوس گر گیا جس پر ایک مقدونوی مسمّی زوپیروس نے اُس کا سر قلم کر دیا اور اُسے اُٹھا کر انتی گونوس کا بیٹا ہالکیونیوس اپنے باپ کے پاس لایا۔ ظاہر ہے کہ بادشاہ کے مرتے ہی اس کی فوج، جس کا زیادہ تر حصہ اجیر سپاہیوں پر مشتمل تھا تتر بتر ہو گیا۔ فاتح نے ہیلے نوس کو اُس کے بھائی سکندر کے پاس ایپائروس روانہ کر دیا جس سے انتی گونوس سے دوستی تھی۔ اسوقت

دردانی قوم ویراکیوم اور اپولونیہ پر دانت جمائے بیٹھی تھی، اور سکندر ان سے برسرِ پیکار تھا۔ ان دردانیوں نے بہت جلد روما کے ساتھ مخالفہ کر لیا، اور اب روما یونانیوں کے حامی و مددگار کی حیثیت سے تماشاگاہ تاریخ پر نمودار ہوتا ہے۔

اس کامیابی کے بعد اسپارٹا اور انتی گونوس میں نزاعات پیدا ہو گئے۔ اسپارٹا کے لئے یہ ناممکن تھا کہ مقدونیہ کی سیادت کے خاتمے کا خیال بھی دل میں لائے۔ علاوہ ازیں انتی گونوس، ارسطوتی موس جیسے قابل نفرین خودسر کی پشت پناہی کر رہا تھا جو میسینوں کے تعاون سے اسپارٹی فریق کے خلاف ایلس میں برسرِ اقتدار تھا۔ ارسطونیموس اہل ایتولیہ کی (جو ایلس کو دق کر رہے تھے) مخالفت کے باوجود اپنی جگہ جما رہا۔ لیکن آخر کار یہ خودسر ایک سازش کی نذر ہوا اور اسکے بعد ایلس بھی ایتولی لیگ میں شامل ہو گیا[۶]۔

---

۶ پرھوس مقدونیہ و پیلوپونیز میں: ڈرواسے سن ۳، ۱، $\frac{۲۰۲}{۲۲۰}$ ۔ ان واقعات کے اسناد: ڈرواسے سن ۳، ۲۰۸؛ پلوٹارک (جس میں بہت سا مواد نیلارخوس سے ماخوذ ہے)، پوسانیاس ۱، ۱۳ (جس میں ہیئے رونیموس کے ماخوذات قابل وثوق ہیں)؛ جسٹی نوس، کتاب ۲۵، پولیائے نوس۔

اپولونیہ: ڈرواسے سن ۳، ۱، ۲۲۱؛ ارسطوتی موس: ڈرواسے سن ۳، ۱، $\frac{۲۲۳}{۲۲۵}$ ۔ پرھوس کے خصائص: یہ پولیورکی تیس کی طرح بے چین اور بیقرار تھا لیکن سپہ سالاری میں اس سے بڑھ گیا تھا۔ سکندر کے بعد وہ یونانیوں کا سب سے بڑا سپہ سالار تھا، اور اسی سے شہنشاہ ماکسی می لین کی یاد تازہ ہوتی ہے، جسے "سبارز آخری" کہتے تھے، جو پرھوس کی طرح عالی منش تھا، اور اس کی طرح بڑی بڑی مہمات کا نقشہ بنانے میں طاق تھا، اور اپنے ایپا کروسی پیش رو کی طرح بدقسمت بھی تھا۔

ہرکولے نیوم کے ایک مرمری مجموعے میں سکس نے پرھوس کی ایک

پرھوس کی موت سے گویا یونان کا آخری سپہ سالار، جو تھوڑا بہت سکندر سے مشابہ تھا، تماشاگاہ تاریخ سے غائب ہو جاتا ہے۔ اس میں اس بڑے مقدونوی کی بہ نسبت جانشینان و تابعین سکندر کی کہیں زیادہ خصوصیات تھیں۔ وہ غیر معمولی طور پر بہادر تھا، اس کا دماغ نہایت ارفع و اعلیٰ تھا، وہ ایک نہایت قابل فوجی رہبر اور منتظم افواج تھا، اور اس کی شخصیت بغایت درخشاں و تاباں تھی۔ لیکن اس میں سکندر کی وہ خصوصیت نہیں پائی جاتی جس کی وجہ سے اسکی کامیابی کا آفتاب عروج کو پہنچ جاتا یعنی پرھوس کے ارادے اور دور اندیشی کے درمیان مطابقت نہیں تھی۔ وہ اتنا دور اندیش نہیں تھا جتنا مستعد کار، جس کے باعث اس کی دور اندیشی وقتی جذبات سے مغلوب ہو جاتی تھی۔ اس میں اور سکندر میں بڑا بھاری فرق یہ تھا کہ وہ مستقل مزاج ہونے کی بجائے پولیورکیتیس کی طرح تلون کا شکار رہتا تھا۔ سکندر کا یہ اصول تھا کہ جس کام کی ابتدا کی جائے اسے انتہا پر بھی پہنچانا چاہئے بشرطیکہ راستے میں ناقابل حل مشکلات پیش نہ آجائیں۔ اسکے برعکس پرہوس کبھی اٹلی سے سسلی جاتا ہے اور کبھی مقدونیہ سے یونان کا رخ کرتا ہے، اور ہر ملک کو کام ختم کرنے سے پہلے ہی خیرباد کہہ دیتا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ ہر کام کے لئے وہ خود وقت مقرر کر سکتا ہے۔ اس نے اسپارٹا پر یلغار کرنے کو ایک دن کے لئے اس لئے ملتوی کر دیا کہ اس کی رائے میں اگلے دن کی یلغار میں بھی کامیابی کا یقین تھا، اور جب اس نے دیکھا کہ اسپارٹا کا قصہ ایسے طے نہیں ہوتا تو وہ آرگوس چلا گیا۔ اسے دنیوی مکر و فریب بھی کم آتا تھا، اور یہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ شبیہہ دریافت کی ہے؛ "نوادر خانہ نیپلز" ۵۰-۶۱ "شاہ پرھوس کی ایک شبیہہ" Un ritratto del re Pirro "جریدۂ انجمن آثاریات" Bull. Inst. arch ۱۸۹۱ء۔

باب ۹

ایسی صفت تھی جو زمانۂ زیر بحث میں بنہایت ضروری تھی۔ پرھوس کی موت کے وقت اُس کی عمر ۴۷ سال کی تھی۔

پرسوس کو مغلوب کرنے کے بعد انتی گونوس گوناتاس بلا کسی دوسرے سہیم و شریک کے مقدونیہ کا حکمراں بن گیا۔

ہم نے جو امیدیں یونان کے ساتھ وابستہ کی تھیں وہ مندرجۂ بالا واقعات سے پوری نہیں ہوتیں۔ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ دراصل اُن حالات کی صف میں آتا ہے جن کا فیصلہ کُن عنصر چند حوصلہ مند انسانوں کا باہمی جھگڑے پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہم نے آزادی کے جن عناصر کی طرف توجہ دلائی تھی وہ صرف پرھوس اور اسپارٹا کی باہمی آویزش میں نظر آتے ہیں، اور یہاں بھی صرف حملے کے وقتی ردِ عمل کی شکل میں۔ اب جو باتیں ہم بیان کرنے والے ہیں اُن کی سطح اس سے کہیں بلند تر ہے۔ آزادی کے جذبے میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام پاتے ہیں، گو یہاں بھی درباری حکمت عملی کا ہی بالآخر بول بالا ہوتا ہے۔ یہ امر نہایت درجہ قابل افسوس ہے کہ اس عہد کے جو بھی اسناد ہیں ان میں معلومات کا ذخیرہ بہت کم ہے۔

واقعۂ زیر بحث ایک جنگ ہے جس کا مرکز ایتھنز ہے، اور جسے ایک قدیم مصنف نے رواقیوں کے امام زینو کے دوست خریمونیدیز کے نام پہ جو اُسوقت ایتھنزیوں کا رہبر تھا، خریمونیدیزی جنگ کا لقب دیا ہے۔ اس جنگ اور اُسکے تفصیلی واقعات کے متعلق ہمارے پاس واحد ذریعۂ معلومات پیوسانیاس کے ان فقروں پر جو اسپارٹی فرمانرواؤں کے تذکرے کے سلسلے میں اُس نے لکھے ہیں، جسٹی نوس کی چند سطروں پر اور ائی لیانوس میں فلے موِن کی موت کے متعلق ایک سرسری حوالے پر مشتمل ہیں۔ اس کے برعکس ہمارے پاس تک ایتھنز اسپارٹا اور بطلیموس دوم کے درمیان ایک معاہدے کا بیان پہنچا ہے جو ۲۶۷ قم یا ۲۶۶ قم میں ہوا تھا اور جسے خریمونیدیز کی تحریک پر جمعیت عوام

نے منظور کر لیا۔[ے]

وہ محالفہ جس میں ایتھنز اب شامل ہوتا ہے ایک نہایت عجیب و غریب محالفہ تھا۔ قرارداد کے ابتدائی فقروں میں مذکور ہے کہ ایتھنزیوں، اسپارٹیوں اور اُن کے حلیفوں نے ہمیشہ ظالموں کے خلاف آزادی کا علم بلند کیا ہے۔ وہ اب بھی یہی کرنے کے لئے تیار ہیں چنانچہ اب وہ بطلیموس شاہ مصر اور اُس کی بہن کے ساتھ محالفہ کرتے ہیں اس لئے کہ انھیں اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ بطلیموس کے دل کو آزادیٔ یونان کی لو لگی ہوئی ہے۔ اسپارٹیوں کے علاوہ (جن کے بادشاہ آریوس کا نام لے کر تذکرہ کیا گیا ہے) ایلِس، اہل اکائیہ، بعض آرکیڈی بلدیات مثلاً تگیہ، مین تی نیہ، اور خومینوس، فگالیہ، کافیائے، اور چند کریٹی شہروں کے نام زمرۂ اراکین لیگ میں نظر آتے ہیں۔ عجیب بات

[ے] جنگ خریمونیدیز۔ اسناد: پئوسانیاس، ۳، ۶؛ جسٹی نوس ۲۶، ۲ و تمہید ۲۶، ہیگے ساندروس Ath ۶، ۲۵۰ (میئولر ۴، ۴۱۵) میں یہ کلمۂ "خریمونیدیزی جنگ" استعمال کرتا ہے۔ اسے لیانوس، ٹکڑا ۱۱ (وفات قلےمون)۔ اہم نوشتے: "مجموعۂ نوشتہ جات اٹیکا" C. I. A. ۲، ۳۳۲ = ہکس ۱۶۹ = ڈٹن برگر ۴، ۱۶؛ دیوموں: "جریدۂ آثاریات" Dumont : Rev. archéolog سنہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۳۱۹۔ اس نوشتے میں ایتھنزی شہریوں کے اختیاری چندوں کی فہرست درج ہے۔

زمانۂ حال کے مصنف: نیبُور: "جنگ خریمونیدیز" Niebuhr : Ueber den Chrem Krieg.(Kl. hist Schriften) "مختصر تاریخی مکتوبات" جلد ۱؛ گراوئرٹ Grauert: ڈرواسے سن ۳، ۱، ۲۲۵/۲۴۲؛ وا خسموت: "بلدیۂ ایتھنز" ۱، ۶۲۷۔ فون ولاموو تز: "انتی گونوس ساکن کاریستوس" ۲۱۹ وغیرہ، ۲۵۱ وغیرہ؛ گرتیوس کا قول بالکل درست ہے کہ ایتھنز کی قسمت میں لکھا تھا کہ وہ از سر نو محض ایک مقدونوی صوبے کا مستقر بن جائے۔"

یہ ہے کہ کہیں ایتولیوں کا ذکر نہیں ہے حالانکہ وہ ایتھنز اور بالخصوص ایلیس کے ساتھ ضرور ملے ہوئے تھے۔ دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ اس محالفے میں ان حلیفوں کے سب سے بڑے دشمن مقدونیہ کا کہیں بھی ذکر نہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان سب ارکان محالفہ نے یہ طے کیا تھا کہ وہ اس وقت تک کوئی پیش قدمی نہیں کریں گے جب تک کہ انتی گونوس اپنے صریح افعال سے اپنی مخالفت کا مظاہرہ نہ کرے۔ بہرحال انھیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا اس لیے کہ اُس نے بہت جلد ایتھنز پر حملہ کر دیا۔ اسی پر جو جنگ برپا ہوئی اُس کے حالات پوسانیاس بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب اسپارٹا کے تخت پر آریوس ولد اکروتاتوس بیٹھا تھا اُس وقت انتی گونوس نے ایتھنز کے خلاف فوج اور بیڑا روانہ کیا۔ ایتھنز نے اُس کی مدافعت کی، جس پر پیترو کلیس کی سیادت میں مصری بیڑا نمودار ہوا اور ساتھ ہی لکدمونی لشکر میدان کارزار میں اُتر آیا۔ ادھر انتی گونوس اس کوشش میں تھا کہ حلیفوں کو ایتھنز پہنچنے سے باز رکھے، اُدھر پیتروکلیس اپنے ایلچی آریوس کے پاس روانہ کیے اور اس سے یہ کہلوایا کہ اگر اُس نے انتی گونوس پر حملہ کر دیا تو وہ بھی مقدونوی عقب پر دھاوا بول دے گا، لیکن ساتھ ہی اپنی مجبوری ظاہر کی کہ میں اپنی مصری فوج اور ملاحوں سے حملے کا آغاز نہیں کر سکتا۔ لکدمونی سپاہی جنگ کے لیے آمادہ تھے، لیکن جب سامان جنگ ختم ہونے لگا تو آریوس انھیں یہ کہہ کر اسپارٹا واپس لے گیا کہ محض غیروں کی خاطر اس قدر بے پناہ جنگ میں اپنے آپ کو ڈالنا قرین عقل نہیں ہے۔ ایتھنزیوں نے اس لڑائی میں بڑی بڑی قربانیاں کیں اور تا حد امکان برابر لڑتے رہے؛ لیکن بالآخر انھیں انتی گونوس سے ان شرائط پر صلح کرنی پڑی

باب ۹

کہ میوز خانے میں ایک مقدونوی رسالہ رہے گا، لیکن انتی گونوس نے اس رسالے کو بھی بہت جلد واپس بلا لیا۔ اس مقام پر پیوسانیاس کا بیان ختم ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایتھنز یوں کو بھوکا مار کر مغلوب کیا گیا ہو گا۔ ترد گوس کی تمہید سے معلوم ہوتا ہے کہ آریوس کورنتھ کے مقام پر انتی گونوس سے لڑتا ہوا مارا گیا اور موخر الذکر نے بعض غدار کلٹوں کو بمقام مگاراتہ تیغ کیا۔

زمانہ حال میں ان واقعات سے، جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، چند اور واقعات کا استناج کیا گیا ہے۔ گو ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس جنگ کا اصلی مقصد یہ تھا کہ کسی طرح سے ایتھنز پر قبضہ ہو جائے لیکن اس میں شبہہ نہیں کہ انتی گونوس اور بطلیموس کے مابین بلا واسطہ بھی جنگ ضرور ہوئی ہو گی، اور اگر یہ واقعہ ہے تو ممکن ہے کہ پلوٹارک نے تذکرۂ جزیرۂ کوس والے جس بحری معرکے کا حال بیان کیا ہے اُس کا تعلق اسی جنگ سے ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں انتی گونوس ہی مظفر و منصور رہا ہو، اس لیئے کہ دوسرے ماخذ سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ بطلیموس کسی بحری معرکے میں انتی گونوس پر غالب نہیں ہوا۔ اسی جنگ کوس کے مزید حالات کا ایک بڑی حد تک ثبوت مل چکا ہے، اور ہیں نے اُن پر و نیز سلوبیت واقعات پر حواشی میں بحث کی ہے[۵۸]۔ ایتھنز کے مغلوب ہونے پر بھی

---

[۵۸] کوس کی بحری لڑائی۔ اس کی بابت نسبتاً بہترین خیالات فون والاموونز ۲۲۷ میں درج ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ جنگ ۲۶۷ء قم یا ۲۶۶ء قم میں شروع ہوئی۔ ۲۶۵ء قم میں اریوس کا کورنتھ میں خاتمہ ہو جاتا ہے۔ فلےسون تقریباً ۲۶۳ء قم میں محاصرۂ ایتھنز میں کام آتا ہے اور یہ محاصرہ ۲۶۱ء قم میں ایتھنز کے ہتھیار رکھنے پر اُٹھا لیا جاتا ہے۔ مقدونیہ اور مصر کے درمیان جنگ سمندر پر جاری رہتی ہے جس میں کوس کی لڑائی لڑی جاتی ہے اور تقریباً ۲۵۸ء قم میں صلح

مصر و مقدونیہ کے مابین جنگ جاری رہی، لیکن ہمیں اس کا علم

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ - ہو جاتی ہے - اس واقعے کے متعلق بھی کسی نتیجے پر پہنچنا آسان نہیں - پیوسانیاس ۳، ۶ کے مطابق یہ فرض کر لینا پڑے گا کہ جب آریوس نے ایتھنز کو مدد دینے سے انکار کیا تو اُس وقت آریوس بڑی مشکلات میں پھنسا ہوگا - یقیناً یہ ۲۶۵ ق م سے پہلے کا واقعہ ہوگا اس لئے کہ اس سال تو آریوس مارا ہی گیا ہے - تاہم ایتھنز برابر ۲۶۱ ق م تک لڑے جاتا ہے - یہ امر بھی غیر متیقن ہے کہ آیا اُس زمانے میں مقدونیہ کا کاریہ پر قبضہ ہو گیا یا نہیں؛ دیکھو تحت، باب ۱۰، حواشی ۱۲ و ۱۶ -

دوسرے نتائج میں سے جو اس جنگ کے سلسلے میں اخذ کئے گئے ہیں ایک یہ ہے کہ اس جنگ کا حوالہ ایک سکے میں موجود ہے؛ دیکھو سکہ جات قدما" تصویر ۴۱، ۶؛ ہیڈ، صفحہ ۲۰۳؛ یہ ایک چودرہمی ہے جس کے ایک طرف پوسیڈون کا سر اور دوسری طرف اپولو ایک اگر بھاگ پر بیٹھا نظر آتا ہے اور اسی طرف الفاظ "بازی لیوس انتی گونوئے" کندہ ہیں - یہ امر بہت دن تک مابہ النزاع رہا کہ اس سے مطلب کونسی بحری جنگ اور کونسے انتی گونوس سے ہوگا - اِمہوف نے اپنی کتاب "سکہ جات یونان" صفحہ ۱۲۸ میں یہ تاویل کی ہے کہ اس سے مراد گوناتاس اور اُس کی فتح کوس سے ہے - بلاشبہہ ایونز نے اسی بحری لڑائی کو واقعی سنہ سے ذرا پہلے دکھایا ہے ("سواران" ۱۵۰) - اس کے برعکس کنیدوس کے نوشتے میں گوناتاس کے متعلق اسی سے زیادہ عدم تیقن کی کیفیت ہے؛ اس نوشتے کو اوزینر نے Rhein Mus N,.F. ۲۹، ص ۲۵/۵۰ میں نہایت علم آموز انداز سے بحث کی ہے - ظاہر ہے کہ اس نوشتے میں انتی گونوس کو ایپی گونوس کا بیٹا بتایا گیا ہے، اور اس سے ظن غالب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصلی نام ایپی گونوس ہی ہوگا اس لئے کہ (۱) اس زمانے میں یہ بات عین روایت کے مطابق تھی کہ باپ اور بیٹے کا نام ایک ہی ہو، (۲) اگر ایپی گونوس سے مراد ایپی گونوس گوناتاس سے تھی تو جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اُس سے

باب ۹

نہیں کہ ان دونوں ملکوں کے مابین کب اور کن شرائط پر صلح ہو گئی۔ بہر نوع بحیرۂ ایجیئن میں سیادت مصر کی بنیاد اس جنگ کی وجہ سے ہل گئی، اور اگر اس واقعے کو پیش نظر رکھا جائے تو بہ آسانی سمجھ میں آجائیگا کہ کیوں بطلیموس یوئر گی تیس کی تخت نشینی کے وقت مصر کے بیرونی مقبوضات اُس کے باپ کے زمانے سے کم تھے، گو یہ ذرا مشکل سے سمجھ میں آتا ہے کہ مقدونیہ سے مغلوب ہونے پر جزائر مدور، لکیہ اور کاریہ ہی نہیں بلکہ کلیکیہ اور پیفیلیہ بھی اُسکے قبضے سے کیسے نکل گئے ہوں گے [۹]۔

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ آنکھ مچولی کا کھیل مقصود ہے، وہ ہرگز اس کا مطلب نہیں سمجھ سکتا، چنانچہ جو اعزاز اُس کا کیا گیا وہ ایسی حالت میں پردۂ خفا ہی میں رہ جاتا۔

[۹] نی بور Niebuhr کا خیال ہے کہ اسئے لیانوس کے اس ٹکڑے کا تعلق جس میں فلےمون کی وفات کا حال دیا ہوا ہے، ایتھنز کی تسخیر سے ہے، لیکن اس کے استدلال کی بناء اس نوشتے کی غیر مستند ترمیم پر ہے، اور لطف یہ ہے کہ ڑرواۓسن نے اُس کی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ لیکن ٖخسموت نے "بلدیۂ ایتھنز" ۱، ۲۲۸ میں صحیح رائے قائم کی ہے اور اس میں برہنارڈی اور دوسرے مورخوں کا اتباع کیا ہے۔

گوناتاس: آجکل یہ قاعدہ ہو گیا ہے کہ اس کے کسی فعل کو بُری نظر سے نہ دیکھا جائے۔ جنگ خریموندیز میں وہ حق بجانب ہے۔ فون وِلاموونز کہتا ہے کہ "مقدونیہ کو یہ خطرہ تھا کہ جال میں پھنسا کر اُس کا گلا گھونٹ دیا جائیگا" (۲۲۲)۔ یہ واقعے کے خلاف ہے، اس لئے کہ شمال میں ممالکِ زیر بحث کی بڑھتی ہوئی طاقت کی وجہ سے صرف تجارتی جمہوریتیں (مثلاً بیزنطہ، کیزیکوس، ابی دوس وغیرہ) ہی محفوظ ہوئیں، اور اس کی وجہ سے مقدونیہ کی صرف ایشیائی طاقت بن جانے سے باز رکھا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہی گوناتاس

بقیۂ حاشیہ صفحۂ گزشتہ - کا اصلی مقصد تھا، لیکن اس کے سوا کسی دوسرے کو اس میں مطلق کوئی دلچسپی نہیں تھی - اسی طرح ایتھنز کا اقتدار بہت کچھ گھٹ جاتا ہے - فون ولاموو تز کہتا ہے کہ (۲۲۳) کہ ایتھنز تو ایج بطالسہ کی گویا بڑھی ہوئی چوکی تھی"۔ میرے نزدیک یہ رائے صائب نہیں ہے - ایتھنز مصر کا آزاد حلیف تھا اور مصر کا کوئی محافظ جیش ایتھنز میں نہیں تھا، رہا مقدونیہ تو اُس کا کبھی تو ایتھنز پر قبضہ ہو جاتا تھا کبھی نہیں - مقدونیہ پر جو غلط حکم لگایا جاتا ہے وہ ایتھنز کے لئے بالکل درست ہے، یعنی خطرہ یہ تھا کہ ایتھنز اس جال میں آکر گلا گھٹ کر مرجاتا جو اُس کے دشمن مقدونیہ نے اُسے پھانسنے کے لئے بچھایا تھا، اور اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُس زمانے میں وہ مقدونیہ کے برخلاف ایک مظفر و منصور مملکت نہیں رہا تھا - یہ ایک واقعہ ہے کہ ایتھنز کی حکمت عملی سنہ ۲۶۰ قم والی حکمت عملی سے مختلف تھی، اور یہ سنہ ۲۰۰ قم کے واقعات کی مشابہت سے معلوم ہوتا ہے جب اُس نے فیلقوس کے خلاف نہایت شدید مخالفت کی - سنہ ۲۰۰ قم میں مصر کی قوت میں بہت کچھ انحطاط پیدا ہو گیا تھا - سنہ ۲۰۰ میں ایتھنز بلا شبہہ آزادی کے لئے برسر پیکار رہا - تو پھر کوئی امر مانع نہیں معلوم ہوتا کہ سنہ ۲۶۰ قم میں بھی اُس نے مقدونیہ کی پیش بندی کی مخالفت نہ کی ہو - اس میں شک نہیں کہ جمہوریتوں کو بادشاہوں کی دوستی کی ضرورت تھی، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمہوریتیں بادشاہوں کے حکم کے تابع ہوں گی - ہم دیکھتے ہیں کہ رھوڈز کے تعلقات مصر کے ساتھ اچھے ہیں، لیکن باوجودیکہ وہ بطالسہ سے نہایت شریفانہ برتاؤ کرتا ہے تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بطالسہ کے ماتحت تھا، صورت حال یہ ہے تو پھر ایتھنز کیوں مصر کا تابع ہوا؟ اصل میں جمہوریتیں دور اُفتادہ بادشاہوں کی دوستی کا دم بھرتی تھیں بشرطیکہ اس سے فائدہ ہو نقصان نہ ہو، جیسے ایتھنز دیمتریوس کا ہمنوا بن گیا جب کہ سانڈر مقدونیہ پر قابض تھا،

باب ۹

سنہ ۲۵۸ ق م تک رہی ہو گی - اس کی اہمیت کی بابت عام خیال

بقیۂ حاشیہ صفحۂ گزشتہ - لیکن جب دیمتریوس مقدونیہ کے تخت پر بیٹھ گیا تو وہ پرھوس اور مصر کا ساتھ دینے لگا - مملکتی حکمت عملی کی ایک نمایاں خصوصیت ہے کہ کمزور ہمیشہ کسی ایسی قوی مملکت کا ساتھ دینے کو ترجیح دیتا ہے جو اُس سے دور ہو بہ نسبت ایسی مملکت کے جو قریب ہونے کی وجہ سے اُسے گزند پہنچا سکے - خود ہمارے زمانے میں بھی اسکی مثالیں پائی جاتی ہیں - الغرض ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خریمونیدیز کی تجویز عوام جس میں آزادی پر زور دیا گیا ہے اُس میں جنگ لامیہ والی تجویز عوام سے زیادہ منافقت کا پہلو نہیں ہے - دیوڈوروس ۱۸، ۱۰-

اگر یہ درست بھی ہو کہ "گوناتاس ایک بڑا امتولّی تھا" (ڈروائے سن ۳، ۱، ۸۹) تو بھی اوپر کے نتائج صحت پر مبنی ہوں گے - لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ اس کے انتظام میں واقعی کوئی عظمت کا پہلو تھا - وہ عقلمند اور چست و چالاک ضرور تھا، لیکن اُس نے بربریوں کی مخالفت میں کوئی کارنمایاں انجام نہیں دیا (دیکھو اوپر باب ۴، حاشیہ ۶)، حالانکہ اُس کی اس مفروضہ کامیابی ہی کی وجہ سے اُس کے سر پر شہرت کا تاج رکھا جاتا ہے - جب ایک قابل حکمراں کو ایک بڑے فرماں روا کے قالب میں ڈھالا جاتا ہے تو اُس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ موّرخوں نے اُس زمانے کے بادشاہوں کے معیار کو گرادیا ہے - دیکھو فیلقوس اور سکندر کے لئے جو معیار قائم کیا جاتا ہے وہ کس درجہ بلند ہے! فیلقوس نے اپنے مخالفوں میں سے کسی کے خون سے اپنے ہاتھ نہیں رنگے اور سکندر نے اگر رنگے تو اس کے بعد وہ اپنے فعل پر پشیمان بھی ہوا؛ باوجود اس کے اُن کی علی العموم ملامت کی جاتی ہے اور بالخصوص فیلقوس کو تو بغایت مورد الزام بتایا جاتا ہے = اس کے برعکس سنہ ۳۲۳ ق م اور سنہ ۲۸۰ ق م کے درمیان جو بادشاہ ہوئے اُن کے مظالم کی کڑیوں کے لاتناہی سلسلے اور اُس کے جلب اراضی کی حرص و آز کی وجہ سے موّرخوں کے

باب ۹

یہ ہے کہ اس کے بعد مقدونیہ اور مصر کے سیاسی مناقشات میں اب بجائے ایک کے دوسرا پلڑہ بھاری ہوگیا، اور ہمارے نزدیک یہ خیال بالکل حق بجانب ہے۔ کچھ مدت سے شمال میں مصر کا اقتدار بڑھتا جاتا تھا۔ اُس کے تعلقات ہر قلیہ اور بیزنطہ کی تجارتی جمہوریتوں سے اچھے تھے، اور اُس کی پرہوس شاہ ایپائروس سے گہری دوستی تھی۔ اس کے بعد اُس نے بظاہر آزادی یونان کی خاطر اسپارٹا اور ایتھنز سے مخالفہ کرلیا، اور چونکہ انتی گونوس اس کا دل سے خواہاں تھا کہ کسی طرح سے بطلیموس کو زک پہنچے اس لئے یہ یقینی ہے کہ اُسے یہ مخالفہ ایک نظر نہ بھایا ہوگا۔ جنگ خرمیونیدیز میں بطلیموس کو نقصان ہی پہنچا، اور اُس کا یہ نتیجہ واقعی نہایت اہم ہے۔ لیکن ہمیں اس بغاوت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے جس سے اس جنگ کی ابتداء ہوئی تھی اور جس کا اصل باعث خاص ایتھنز تھا۔ لیکن اگر ہم ایتھنز کو بطلیموسی توابع کی محض ایک بڑھی ہوئی چوکی تصوّر کریں تو اس حقیقت پر پردہ پڑجائے گا۔ اس میں شک نہیں کہ ایتھنز نے بطلیموس کا ساتھ دیا اور انتی گونوس کی مخالفت کی، لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ایتھنز مصر کا ماتحت بن گیا تھا، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اُس کی ذہنی اور اخلاقی آزادی اب بھی باقی تھی۔ یونان پر مقدونیہ کا جو دباؤ تھا اُسکا یونان

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ — احساسات کند ہو گئے ہیں چنانچہ وہ اب کوئی خاص التزام نہیں رکھتے، اور اگر کوئی بادشاہ ایسا نمودار ہوتا ہے جو محنتی ہو یا جو بیشمار انسانوں کا خون نہ بہائے یا جو ادبیات کی سرپرستی کرے تو ان مورخوں کی مسرت کی انتہا نہیں رہتی کہ انھیں آخرکار ایک ایسا بادشاہ مل گیا جو بالکلیہ ابلیس کا جامہ نہیں پہنے ہوئے ہے، چنانچہ وہ فوراً اُسے "اعظم" کے لقب سے یاد کرنے لگتے ہیں اور ایسے خصائص اُس سے منسوب کرتے ہیں جنکی ہوا بھی اُسے نہیں لگی تھی۔

میوزخانے سے مقدونوی لشکر کا تخلیہ: پیوسانیاس ۳، ۶، Hier. اور Eus. یوسی بیوس ۲، ۱۲۰ Arm. ol. 131.2۔

باب ۹

ضرور روادار تھا، لیکن بددلی سے، چنانچہ یہ بالکل ممکن ہے کہ ایتھنز میں مقدونیہ کے خلاف ایک زبردست لیگ قائم کرنے کی تحریک کی ابتداء ہوئی ہو۔ الغرض یونانی آزادی کی تحریک کی ابتداء کرنے کا سہرا ایتھنز کے سر بجور کھا جاتا ہے اس میں شبہہ کی بہت کم گنجائش ہے اور نہ ہم اس میں شک کر سکتے ہیں کہ ایتھنز نے اس جنگ میں نہایت بہادری دکھائی گو آخر میں اُسی کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اسکے برعکس ہمارے پاس اس خیال کا ثبوت نہیں کہ انتی گونوس جنگ میں صرف اس لئے شامل ہوا تھا کہ اُسے مصر کی طرف سے خطرہ تھا۔ مصر شمالی ایجین میں ضرور تجارتی آزادی کی حفاظت کرتا تھا، لیکن اس کے جو مقبوضات اس نواح میں تھے وہ کچھ ایسے اہم نہ تھے۔ اور پھر تجارتی راستوں کی آزادی سے مقدونیہ کا کیسے گلا گھونٹا جا سکتا تھا؟ قصہ مختصر ہمیں یہ باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ انتی گونوس ایک ایسا شخص تھا جو محض اپنے بچاؤ کی خاطر کسی جھگڑے میں حصہ لینے پر مجبور کیا جا سکے۔ اصل میں وہ چاہتا تھا کہ شمالی ایجین میں مصری اثر کا خاتمہ کر دے اور یونان کو اپنے اقتدار میں لے آئے۔

ہمیں انتی گونوس گوناتاس سے ایک طرح کی ذاتی دلچسپی پیدا ہوتی ہے اس لئے کہ وہ بطلیموس فلادیلفوس کی طرح عیش پرست ہونے کی بجائے ایک محنتی حکمراں ہے۔ لیکن محض ان اوصاف کے باعث ہمارے لئے اس کا رتبہ زیادہ بڑھانا ٹھیک نہیں، چنانچہ وہ نقطۂ نظر اختیار کر کے جو کسی غیر متعصب پڑھنے والے کے لئے سب سے زیادہ عیاں ہے، محض ایسی تاریخ سے گریز کر کے، جس میں عملی سیاسیات پر زیادہ توجہ کی جاتی ہو اور ذہنی میلانات کا کما حقہٗ اندازہ نہیں کیا جاتا ہو، ہم اس بات کا یقین کریں گے کہ ایتھنز نے یونانی اور مصری مدد سے ایک نہایت قابل تعریف کوشش اس امر کی کی کہ وہ اس جال کے پھندے سے جو جالاک گوناتاس نے

یونان کے چاروں طرف پھیلا دیا تھا، توڑ کر پھینک دیں اور یونانیوں کے مفاد کی خاطر اُس کے حوصلوں کو ایک حد تک محدود کر دیں۔ اس کوشش میں ایتھنز کو خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اس ناکامی کا باعث ایک حد تک آریوس تھا اور نوشتوں کے نقص کے باوجود ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ایتھنز نے اپنا فرض ضرور ادا کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصر نے بھی کوتاہی نہیں کی، اور اگر پتروکلیس نے یہ کہا بھی کہ میں بغیر مدد کے ایتھنز کو رہا نہیں کر سکتا تو یہ بھی ذہن نشین کرنا چاہیئے کہ طویل دیواریں کھنڈر پڑی تھیں جس کی وجہ سے مقدونوی ایتھنز اور سمندر کے درمیان حائل ہو رہے تھے، اور واقعہ یہی ہے کہ بغیر مدد کے پتروکلیس کر ہی کیا سکتا تھا۔ لیکن آریوس نے بھی ہاتھ پاؤں ہلانے سے صاف انکار کر دیا۔ اُس نے اس بے عملی کی جو وجہ بتائی وہ سراسر لغو تھی۔ اگر جنگ کے معنیٰ یہ تھے کہ ایک بے پناہ تنازعے میں شرکت کی جائے (اور واقعہ ہے کہ اسپارٹی فوج کے میدان جنگ میں چلے جانے کی وجہ سے اسپارٹا کے پاس جیش محافظ بالکل نہیں رہا تھا) تو اسپارٹی اس سے اُس وقت بھی واقف تھے جب اُن کی فوج میدان جنگ کی طرف کوچ کر رہی تھی۔ اگر اس فوج کا مقصد ہی یہ نہ تھا کہ جنگ میں شریک ہو تو پھر اُس نے میدان میں جانے کی تکلیف ہی کیوں گوارا کی؟ بلا شبہہ آریوس کو اب بھی اس کا خیال تھا کہ اُس کے جس دوست نے پرھوس کے خلاف اُس کا ساتھ دیا تھا وہ اب بھی اسپارٹی عدیدیت کا بہترین حلیف رہے، اور اُسے زیادہ گزند نہیں پہنچنا چاہیئے۔ بعد میں اُسے انتی گونوس کے خلاف لڑنا پڑا، اور جب وہ اس لڑائی میں کام آیا تو غالباً صرف شاہ مقدونیہ ہی کو اُسکی موت کا افسوس ہوا ہوگا۔

کچھ زمانے کے بعد ۲۵۶ء ق م میں انتی گونوس نے اپنا رسالہ

باب ۹

میوزرخا نے سے واپس بُلا لیا، لیکن مقدونیہ والے بندرگاہوں اور سونیوم میں اڑے رہے تاآنکہ ۲۲۹ء ق م میں اُنھیں اراتوس نے نکال باہر نہ کردیا۔ یہاں ہم اراتوس کی زندگی کے حالات بیان کرنا چاہتے تھے اس لئے کہ وہ اس باب کے سنوی سلسلے میں آتے ہیں، لیکن چونکہ اس سے واقعات مابعد کے اندرونی سلسلے میں خلل واقع ہوگا اس لئے ہم یہ ذکر آیندہ باب کے لئے اُٹھائے رکھتے ہیں اور اس کی بجائے اس وقت مشرق کا رُخ کرتے ہیں تاکہ یہ بتا سکیں کہ انطاکوس دوم "تھیوس" اور بطلیموس فلادیلفوس کے عہد حکومت کے اختتام تک اس حصۂ دُنیا میں کیا ہورہا تھا۔

بتھی نیہ میں نکومدیس کے مرنے کے بعد پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں، اُس نے دو شادیاں کی تھیں، ایک ویتی زیلا کے ساتھ اور دوسری ایتا زیتا کے ساتھ۔ پہلی بیوی سے ایک بڑا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام زیائے لاس تھا؛ اور دوسری سے کئی اولادیں ہوئیں جن میں سے ایک کا نام تبوئے تیس یا زیبوئے تیس تھا۔ اس نے وصیّت کی کہ اس کے بعد تخت ایتا زیتا کی اولاد کو جائے، اور مصر، بیزنطہ، ہرقلیہ اور کیوس سے درخواست کی کہ وہ اس وصیّت کے تکمیلے کی نگرانی کریں۔ لیکن کسی نہ کسی طرح سے زیائے لاس نے تولستو بوئی گالا تائے کی مدد سے اقتدار حاصل کرلیا۔ آخر ہرقلیہ نے بیچ میں پڑکر معاملہ کرایا۔ زیبوئے تیس مقدونیہ چلا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بتھی نیہ میں انطاکوس کا اثر بڑھ گیا ہوگا اس لئے کہ ہمیں یہ فرض کرنا پڑے گا کہ زیائے لاس نے اُس مملکت پر تکیہ کیا جس پر نکومدیس اپنے قائم کردہ ورثا کے مفاد کی نگرانی سپرد کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ ہمیں ان واقعات کی صحیح تاریخ کا علم نہیں۔ نکومدیس غالباً ۲۵۰ء ق م میں مرگیا[۱]

[۱] وراثت بتھی نیہ: پولی بیوس ۴، ۵۰، Memn ۲۲ T. Chil ۳، ۹۶۰

اگر انطاکوس "تھیوس" ایشیائے کوچک میں بالکلیہ ناکام نہیں بھی ہوا، تو مشرق میں اُسے یقیناً بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ سلیوکوس نے پنجاب کو سلطنت ہند کے قبضے میں چھوڑ دیا تھا، اور اب اُسے اس نواح میں مزید رقبہ جات سے دست بردار ہونا پڑا۔ سلیوکوس کی سلطنت میں سے اب دو تین ملوکیتیں بن گئیں، ایک تو بختیاریہ اور ایک پارتھیہ، اور ایک تیسری مملکت یعنی اتروپاتینے کی میدوی سلطنت پہلے سے بہت کچھ قوی ہو گئی۔ اس آخرالذکر سلطنت کے لئے زیادہ وقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں؛ رہیں پہلی دو، تو تیرھویں باب میں مشرقی معاملات کے سلسلے میں ان کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ یہاں میں صرف یہ کہنے پر اکتفا کروں گا کہ بختیاری سلطنت نے یونانی تمدن کی مخالفت نہیں کی درانحالیکہ اتروپاتینے کی میدوی سلطنت کی تقویت کا سبب وہ ردّعمل تھا جو سکندر کے رائج کردہ یونانی عنصر کے خلاف دیسی ایشیائی عناصر

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ ڈرواکے سن ۳۱، ۱/۱۱ ۳ وغیرہ۔ لیکن خدا جانے ڈروائے سن اسے کیوں فرض کر لیتا ہے کہ زیائے لاس کی تخت نشینی سے بتھی نیہ پر مصر کا اثر غالب آگیا؛ مصر نے ضرور تبوئے تیس کی پشت پناہی کی تھی۔ لیکن تبوئے تیس کو نیچا دیکھنا پڑا تھا اور زیائے لاس تخت پر بیٹھ گیا۔ شام سے کبھی یہ درخواست نہیں کی گئی کہ تبوئے تیس کے مفاد کی نگرانی کرے گا۔ پھر ان واقعات کے بعد کیا صحیح نتیجہ یہ نہیں ہوگا کہ بتھی نیہ پر مصر کا نہیں بلکہ شام کا اثر تھا؟ نیز دیکھو Memn ۲۳۔ یہاں بھی سنوی تسلسل غیر متیقّن ہے۔ عام طور پر یہ فرض کیا جاتا ہے کہ زیائے لاس نے سنہ ۲۵۰ سے حکومت کرنا شروع کی، لیکن ڈروائے سن کہتا ہے (۲۵۰) کہ وہ سنہ ۲۶۰ ق م میں تخت پر بیٹھا تھا۔ نیز دیکھو رائے ناش "تین سلطنتیں" Reinach; Trois Roy. ۱۰۰، نیز اس کتاب کا باب ۱۳، حاشیہ ۱۔

باب ۹

کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ خالص ایرانی تمدن کا مظاہرہ اکثر اتروپاتینے میں ہوتا تھا، اور پارتھی ملوکیت، جس کی بنیاد ترکستان کے بربریوں نے ڈالی تھی، فی نفسہ یونانی تمدن کے مخالف نہیں بلکہ صرف سلیوکوسیوں کی حکومت کے خلاف رہی۔ اتروپاتینے کی ملوکیت شمالی و مشرقی ایشیائے کوچک میں ایرانی مذہب کے استحکام کے لئے بہت مناسب تھی[۱۱]۔

اب ہم انطاکوس "تھیوس" اور بطلیموس "فلادیلفوس" کی حکومت کے خاتمے تک پہنچ جاتے ہیں[۱۲]۔ ہمیں یاد ہے کہ وہ ایکدوسرے

---

۱۱ اتروپاتینے: پاؤلی: "محیط" ۴، ۱۶۸۵: فون گٹشمٹ Gutschmidt: "ایران" Iran ۲۱: اتروپاتینے اس لئے قابل لحاظ ہے کہ یہ سکندر کی سلطنت میں پہلی جدید دیسی ملوکیت ہے، اور یونانیت کے خلاف ایک ایرانی ردّ عمل کی پہلی علامت ہے"؛ نیز دیکھو یہی مورّخ، صفحہ ۳۶۔

۱۲ انطاکوس کی حکومت اور لاؤدیس کے جرائم کے لئے مفصلۂ ذیل اسناد قابل لحاظ ہیں: فیلارخوس (۲۳ واں ٹکڑا، Ath ۱۳، ۵۹۳؛ ہیئے رونیموس، Dan ۱۱، ۵، ۶؛ پلینی ۷، ۱۲؛ والیریوس ماکسی موس ۹، ۱۰ وغیرہ؛ جسٹی نوس ۲۷، ۱؛ پولیائے نوس ۸، ۵۰۔ مقابلہ کرو ڈروائے سن ۳، ۱، ۸۷، ۳، جس کا قیاس ہے کہ فلادیلفوس اپنی بیٹی بیرے نیس کی موت تک زندہ تھا؛ لیکن کیوپپ Koepp. کو اس سے اختلاف ہے۔ ("جنگ سوریہ" Die Syr. Kriege صفحہ ۲۲۰) اس کی کیا وجہ ہے کہ بیرے نیس کو اُس کا باپ صرف پیلوزیوم ہی تک لے جاتا ہے؟ کیا جنوبی شام اُس زمانے میں لاگوسیوں کے قبضے میں نہیں تھا؟ یوزے بیوس کہتا ہے کہ لاؤدیس اخائیوس کی بیٹی تھی؛ لیکن پولیائے نوس کہتا ہے (۸، ۵۰) کہ وہ انطاکوس اول کی بیٹی اور انطاکوس دوم کی سوتیلی بہن تھی؛ اور جب سے رائناش نے اپنی کتاب "تین ملوکیتیں"، لکھی ہے (۲۰۵) اُس وقت سے اسی کا اتباع کیا جاتا ہے، گو مہافی اسے تسلیم نہیں کرتا ("سلطنت" ۱۹۶)۔

جنگ وجدال کے ساتھ برسرپیکار تھے۔ ہیئے رونیموس کا بیان ہے کہ جنگ وجدال کا خاتمہ کرنے کے لئے بطلیموس نے اپنی بیٹی بیرے نیس کی نسبت انطاکوس کے ساتھ کی اور اُسے بہت کچھ ساز وسامان ساتھ لے کر پیلوزیوم لایا۔ انطاکوس کی ایک اور بیوی لاؤدیس بھی تھی جو غالباً خود اُس کی بہن بھی تھی، لیکن اس نئی دلھن کے آتے ہی اُس نے لاؤدیس سے علیحدگی اختیار کرلی۔ تھوڑی مدت کے بعد اُس نے اپنا خیال بدل دیا اور لاؤدیس کو واپس بلالیا۔ اب لاؤدیس کے موقع ہاتھ آیا، چنانچہ اُس نے اپنے شوہر کو زہر دیا اور بیرے نیس اور اُس کے شیرخوار بچے کو قتل کرادیا۔ لاؤدیس کی خونخواری اس سے ظاہر ہوگی کہ اُس نے اپنی ملازمہ دانائے کو بھی مرواڈالا حالانکہ وہ اُس کی تمام بدکاریوں کی رازدار تھی۔ دانائے کا واحد قصور یہ تھا کہ اُس نے اپنے عاشق سوفرون کو حقیقت حال سے آگاہ کرکے قتل سے بچالیا تھا۔ اب لاؤدیس کا بیٹا سلیوکوس دوم تخت شام پر بیٹھتا ہے (۲۴۶ یا ۲۴۶ ق م)۔

تقریباً اسی زمانے میں بطلیموس فلادیلفوس بھی راہی ملک عدم ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اپنی زندگی ہی میں اپنی بیٹی کا حشر دیکھ لیا تھا، لیکن اس کے بدلے لینے کا کام وہ اپنے بیٹے کے سپرد کرگیا۔ ہم باب ۱۳ کے اختتام پر پھر فلادیلفوس کے حالات کی طرف رجوع کریں گے۔

باب نہم

مشرق اور یونان ۲۴۶ سنہ ق م سے ۲۲۰ سنہ ق م تک
شام اور مصر کے مابین آویزشیں۔
یونان کی لیگیں
آراتوس، آگس، کلیومنیس، انتی گونوس دوسون

(۱)

عہد زیر بحث کے دوسرے حصے کی تاریخ کے سلسلے میں سب سے پہلے ہم مصر کا بیان شروع کرتے ہیں اس لئے کہ یہی وہ ملک ہے جو صدی کے اس ربع میں فرائض رہبری انجام دیتا ہے۔ اس ملک کا حکمراں بطلیموس سوم "یورگی تیس" (۲۴۶ سنہ ق م تا ۲۲۰ سنہ ق م) تھا جو فلاڈیلفوس کا بیٹا اور سرینہ والی بری نیس کا شوہر تھا۔ اُس نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنی بہن کی موت کا بدلہ لینے کی غرض سے شامیوں پر فوجکشی کی۔ ہمیں اس مہم کی بابت بھی، جسے تیسری جنگ شام کا لقب دیا جاتا ہے، بہت ہی کم معلومات حاصل ہیں [۱]۔ ہم اس سے پہلے ہی

---

[۱] بطلیموس سوم کے لئے دیکھو مہافی: "سلطنت" ۱۹۳/۲۴۲، جہاں وہ اس فرماں روا کے خصائص کا صحیح اندازہ کرنے کی مشکلات بتاتا ہے اور اس

باب ۱ | اسی نوشتے کا ایک اوؤلے (واقع بحر احمر) والے نوشتے کا ذکر کر چکے ہیں؛

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ مسئلے کا حل پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بطلیموس کی پہلی مہم کے موقع پر بری نیس اپنے بالوں کو معبودوں کے نام پر معنون کرتی ہے اور اسی سے ایک کوکبہ کا نام "گیسوئے برنیقہ" پڑ گیا ہے۔ دیکھو مہافی، ۱۹۶۔

ایشیا میں اُس کی مہم۔ ادولے کا نوشتہ؛ دیکھو اوپر باب ۹، حاشیہ ۴۔ یوسے بیوس: "اخبار"، ۱، ۲۵۱ Sch Hieron؛ یوستی نوس ۲۷، ۱؛ App. Syr. ۶۵؛ پولیائے نوس ۸، ۵۰۔ پیٹری ؔ والے ایک پاپی روس میں سے مہافی نے چند اقتباسات لے کر اتھے نایوم ۱۸۹۳ء (۱۰ دسمبر صفحہ ۸۱۸) میں طبع کرائے ہیں۔ عام طور پر اس مہم کے لئے دیکھو مہافی، "سلطنت" ۱۹۷ وغیرہ۔ وہ صفحہ ۲۰۱ پر کہتا ہے کہ بطلیموس سوم بجائے ایشیائے کوچک جانے کے، جہاں وہ وسیع علاقے فتح کر سکتا تھا، مشرق کی طرف، جہاں اُسے کوئی مستقل کامیابی نہیں ہو سکتی تھی، جو گیا، تو اس کی وجہ یہ تھی کہ رھوڈز ایشیائے کوچک میں اُس کا سدِ راہ تھا۔ بطلیموس سوم ۲۴۰ء ق م ہی میں لیسا اور تلمے سوس پر قابض ہو گیا تھا: رادے: "نو آبادیات" Radet : De Colon صفحہ ۳۵ (جہاں نوشتوں کا اتباع کیا گیا ہے)۔ مقابلہ کرو ڈِروائے سن، ۳، ۱، ۳۷۷/۳۹۲، خصوصاً ۳۸۴۔ یوئرگی تیس کے فتوحات کی تصویریں جنہیں روسے لینی اور شامپولیوں نے مصر کے بتکدۂ ایسنے میں دیکھا تھا، اور جن میں ارمنستان، تھریس اور مقدونیہ کے قیدیوں کی شبیہیں تھیں، یہ سب اب نابود ہو چکی ہیں؛ ڈِروائے سن ۳، ۱، ۳۸۴؛ بیڈیکر ۲، ۲۶۲۔ یوسے بیوس کے بیان کے مطابق اُس نے شام و دمشق کو اور ہیئے رونیموس کے بموجب "اضلاع بالائی ماورائے فرات" کو اور پولیائے نوس کے مطابق "ہندوستان تک کے ممالک" کو فتح کیا۔ ایسنے میں جن تھریسی اور مقدونوی قیدیوں کی تصاویر تھیں ممکن ہے کہ انہیں اُس نے ایشیا کے کسی حصّے میں گرفتار کیا ہو۔ اغلب ہے کہ اس مہم کے بعد

باب۱

فقرہ حسب ذیل ہے:۔ "وہ ایشیا کی طرف پیدلوں اور سواروں کی فوج، جہازوں کا بیڑا اور ترو گلودی و حبشی ہاتھیوں کی ٹولی لے کر جنھیں اُسکے باپ نے پکڑ کر جنگ کے لئے سدھایا تھا، ایشیا کی طرف چلا۔ اُسنے پہلے تو دریائے فرات کے اس طرف کے تمام ملکوں اور کلیکیہ، پمفیلیہ، ایونیہ، ہیلیس پونت، تھریس کے علاقوں کو فتح کیا اور وہاں کے تمام لشکروں اور ہندوستانی ہاتھیوں کو نیچا دکھایا اور

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ مدینۃ الفیوم میں ایشیائی نوآبادی قائم ہو گئی ہو، الفیوم میں جو پاپی روس نکلا ہے اُس سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو مہافی کا مضمون لندن کے مستشرقین کی کانفرنس کی روداد میں ۱۸۹۲ء۔

شمال میں شہر اور تھوزیہ؛ بیڈیکر: "فلسطین" ۱۸۱۔

تانس والا نوشتہ؛ ویشر: "جریدۂ آثاریات" Wescher: Rev. Arch ۱۸۶۶ء، صفحہ ۹۴؛ ہکس، ۷۹؛ ایلپسیوس: "حکم کانوپوس"، برلن ۱۸۶۶ء؛ بیڈیکر ۱، ۴۳۳؛ مہافی: "سلطنت" ۲۰۵، ۲۲۶۔ مقابلہ کرو باب ۵، حاشیہ ۱۳؛ باب ۹، حاشیہ ۲؛ معلوم ہوتا ہے کہ بطلیموس اول اور بطلیموس دوم دونوں مسروقہ بتوں کو واپس لے آئے۔

واقعات سرتہ؛ پولی بیوس ۱۰، ۲۵؛ پلوٹارک: "حیات فلوپاتر" ۱، ڈروائے سن ۳، ۱، ۳۰۴؛ مہافی (: "سلطنت" ۲۰۴) ڈروائے سن کی رائے سے اتفاق نہیں کرتا۔

پولیائے نوس ۵، ۱۸ کے بموجب رھوڈز مصری امیر البحر خرمیوندیس کے ساتھ الفی سوس کے قریب لڑا اور کامیاب ہوا۔ خرمیوندیس اس جنگ کے بعد جو اُس کے نام سے موسوم ہے، مصر گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ رھوڈز جیسی تجارت پسند جمہوریہ کو بطلیموس سوم "یوئرگی تیس" کے فتوحات سے ضرور خطرہ محسوس ہونے لگا ہوگا جس کی وجہ سے غالباً اُس کے عہد حکومت میں انھوں نے مصر کے خلاف آزادیٔ بحری کی حفاظت کرنیکی یہ کوشش کی ہوگی۔ مہافی: "سلطنت" ۲۰۱۔

یوئرگی تیس کے زمانے کے نوشتے جو جنوب کے مقبروں سے برآمد ہوئے؛ مہافی: "سلطنت" ۲۰۹۔

جملہ حکمرانوں کو مغلوب کیا۔ اس کے بعد دریائے فرات کو عبور کر کے اور دجلہ و فرات کے دوآبے، سوسستان، فارس، مدیہ اور باختر تک تمام باقی ماندہ اضلاع کو مغلوب کیا اور ان مقدس باقیات کی تلاش کر کے جنھیں ایرانی مصر سے اپنے ساتھ لے گئے تھے، انھیں اور ان سب ملکوں کے خزینے لے کر اپنی افواج کو نہروں میں ہو کر جانے کا حکم دیا۔" یہاں یہ نوشتہ یکایک ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے حاشیے میں اس مہم کے متعلق چند مزید حوالوں کا ذکر کیا ہے۔ مقدس باقیات کی واپسی کا ذکر دیلتائے نیل کے مقام تانس کے ایک مذہبی نوشتے میں بھی ملتا ہے۔ اس جنگ کی ابتدا کی بہت سی تفصیلات جہاں مصریوں کی فتح سلیوکیہ اور اورونتیس والے انطاکیہ میں انکے نہایت جوش و خروش کے ساتھ استقبال کا بیان ہے، حال ہی یا مصری پاپی روس میں منکشف ہوئی ہیں۔ یہاں یہ ذکر کرنا مناسب ہے کہ اذولے کے نوشتے کے بموجب مصر مختلف ممالک کے حکمرانوں کو تسلیم کرتا ہے، اور وسیع رقبوں پر سلیوکیوں کے جو دعاوی تھے انھیں بالکل نظر انداز کر دیتا ہے۔ بلکہ سلیوکیوں کا ذکر تک نہیں کرتا۔

سوال یہ ہے کہ اگر یوئرگی تیس نے اپنے دعوے کے مطابق سکندر کی سلطنت کو از سر نو فتح کر لیا تھا تو پھر یہ اس پر قابض کیوں نہیں رہا؟ یوستی نوس کہتا ہے کہ اندرون ملک کی ایک بغاوت کی وجہ سے اسے مصر واپس آنا پڑا۔ ممکن ہے کہ بالکل اسی طرح جیسے نپولین کے موسکو والی مہم کے زمانے میں جنرل مالے نے پیرس میں اس کے خلاف سازش کی تھی اسی طرح باختر میں بطلیموس کے قیام کے دوران میں اس کی مصری رعایا نے بغاوت کا سامان کرنے کی کوشش کی ہو۔ ڈروائے سن کہتا ہے کہ اسی زمانے میں یونانی ایکلا ئے موس اور دیموفانتیس سرینہ میں جمہوری تحریک کی ابتدا

کررہے تھے۔ یوڑگی تیس کی مہم بلاشبہہ ایک نہایت درخشاں مہم تھی؛ لیکن اس مہم کا مستقل نتیجہ کیا نکلا؟ ادو کے والے نوشتے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے جن بادشاہوں پر حملہ کیا انھیں نیچا دکھایا، لیکن جوں ہی اُن کی پیٹھ مڑی ہوگی، اُن کی مغلوبیت محض الفاظ تک ہی محدود رہ گئی ہوگی، اور مصر حقیقت میں صرف فنیقیہ اور تھریس کے ساحلی علاقے کے چند ایسے مقامات پر غالب رہا ہوگا جہاں تک اُس کے بیڑے کی دسترس تھی، اور یہاں بھی اُسے زیادہ کامیابی نہیں ہوئی ہوگی۔

ہم اس سے واقف نہیں کہ سلیوکوس نے اس حملے کی کس طرح مدافعت کی، لیکن یوستی نوس اُن واقعات کو بیان کرتا ہے جو اس کے بعد ایشیا میں پیش آئے۔ وہ کہتا ہے کہ بطلیموس کے چلے جانے کے بعد سلیوکوس نے باقی شہروں کے مقابلے کے لئے ایک بیڑا تیار کیا، لیکن یہ بیڑا طوفان کی نذر ہوگیا، اور اس مجبور بادشاہ کے ساتھ رحم کھا کر اور ہمدردی کرکے، جس کی جان بس بال بال بچ گئی تھی، باغی بلدیات پھر اُس کے مطیع ہوگئے۔ الفاظ اور عبارت آرا مورخوں کی تصانیف میں جو لغو اور بے بنیاد واقعات دئیے ہوتے ہیں اُن کا یہ فقرہ ایک عمدہ نمونہ سمجھنا چاہیئے۔ یوستی نوس کہتا ہے کہ اس کے بعد سلیوکوس بطلیموس سے از خود جنگ آزما ہوتا ہے لیکن شکست کھا کر انطاکیہ بھاگ جاتا ہے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر پھر یوڑگی تیس کے قبضے سے نکل چکا تھا!)۔ اب وہ اپنے بھائی انطاکوس ہیراکس کی طرف رخ کرتا ہے اور امداد کے معاوضے میں طاروس تک تمام ایشیا (یعنی ایشیائے کوچک) کا اُس سے وعدہ کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایشیائے کوچک میں انطاکوس آزاد تھا۔ اب بطلیموس خوف زدہ ہوکر دس سال کے لیئے سلیوکوس کے ساتھ صلح کرلیتا ہے۔

لیکن ہیئے راکس کا برتاو برادرانہ نہیں تھا؛ اس نے سلیوکوس پر حملہ کر کے غالطیوں کی مدد سے اُسے (تروگوس کی تمہید کے بموجب) انگورہ پر شکست دے دی۔ کہتے ہیں کہ سلیوکوس لڑائی میں کام آیا، جس پر غالطیوں نے اپنے مالک انطاکوس کا خاتمہ بھی کرنا چاہا تاکہ وہ تمام ایشیا پر آسانی کے ساتھ قابض ہو جائیں۔ لیکن انطاکوس نے تحفہ تحائف دے کر انھیں رام کر لیا۔ یوستی نوس کے بیانات کا تتمہ یوسے بیوس کی تالیف کو سمجھنا چاہیئے۔ اُن کا بیان ہے کہ انطاکوس کے ماموں اسکندر نے جو ساردس میں رہتا تھا، اُس کی مدد کی؛ چنانچہ سلیوکوس نے ساروس یا ایفی سس پر قبضہ کر لیا جس کا بطلیموس محاصرہ کیئے ہوئے تھا۔ کاپادوسیہ میں سلیوکوس نے متھرادائیس کے ساتھ ایک بڑی لڑائی لڑی جس میں اس کی طرف کے بیس ہزار سپاہی کام آئے اور وہ خود بھی "غائب ہو گیا" معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی جنگ انگورہ ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ بطلیموس نے شام کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا، لیکن وہ ادرتھوزیہ پر قبضہ نہیں کر سکا اس لیئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اولمپیاد ۱۳۴، ۳ یعنی ۲۴۲ ق م میں) سلیوکوس اُس کی طرف پیش قدمی کر دیتا ہے جب انطاکوس ہیئے راکس افرجیۂ عظمیٰ میں محاصل وصول کرنے کیلئے جا رہا تھا تو اُس کے جیش محافظ یا منظوران نظر نے اسے بربریوں کے سپرد کر دیا، لیکن وہ آنکھ بچا کر فرار ہو گیا؛ اُس نے بطلیموس کی مدد سے اگلے دن انھیں شکست دے دی اور کچھ عرصے بعد نئے لاس والی بتھی نیہ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کر لیا۔ یوستی نوس اور یوسے بیوس کے ان اجزائی بیانات سے ہم اصلی واقعات کی بابت صرف قیاس ہی قیاس کر سکتے ہیں اور صرف ان ہی کے ذریعے سے اندرونی تعلقات کا پتا چلا سکتے ہیں جس کی وجہ سے تقریباً ہر شخص جو اُس عہد کی تاریخ پر قلم اُٹھاتا ہے وہ ایک بالکل ہی مختلف اور غالبیت

لئے ہوئے یہاں تک پہنچ جاتا ہے (دیکھو یادداشت ۲)۔ ان دونوں مورخوں کی تالیفات کے اجزا سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر اور شام کے مابین اور دو سلیوکی بھائیوں کے درمیان جنگ جاری تھی بلکہ میدان کارزار میں غلاطی بھی تھے، اور شاہان پرگامم کے ہاتھوں موخرالذکر کی شکست کھانا پڑی؛ ان سب باتوں کا تعلق تاریخ تمدن یونان کے ایک نہایت اہم باب، یعنی فنون ایشیائے کوچک کے شباب سے ہے۔ بلاشبہہ پرگامم کے نوشتوں کے اجزا سے اس کی بابت کچھ معلومات حاصل ہوتے ہیں؛ لیکن یہاں بھی ہر چیز پر تاریکی چھائی ہوئی ہے اور نہ تو نفس مضمون نہ سنوبت میں کسی قسم کی صفائی یا قطعیت نظر آتی ہے، چنانچہ اگر آج کسی عالم کے قلم سے کوئی قطعی بات نکل جاتی ہے تو اُسے اس کے ثبوت میں بہت سی ایسی باتیں پیش کرنی پڑتی ہیں جن میں بہت کچھ شک و شبہہ کی گنجائش ہے۔ ظاہر ہے کہ اس جگہ ہم اس مضمون پر زیادہ بحث نہیں کر سکتے، اور حاشیۂ متعلقہ میں بھی ہم نے صرف خاص خاص اسناد کا حوالہ دینے ہی پر قناعت کی ہے۔

دوسرے لنہایت دلچسپ واقعے، یعنی بطالسہ کی روز افزوں قوت کو رھوڈزیوں کے روکنے کی کوشش کا بھی قدما بہت ہی کم تذکرہ کرتے ہیں۔ ایفی سوس کے قریب رھوڈزیوں اور مصریوں کے مابین لڑائی ضرور ہوئی، لیکن اُس کے فوری اسباب اور اُس کے نتائج سے ہم واقف نہیں ہیں۔

اب از سر نو سلیوکوس کی طرف آئیے جس کا خطاب کالی نی کوس یا "فاتح عظیم" تھا۔ سوال یہ ہے کہ اس خطاب کا وہ کیسے مستحق ہوا؟ اس کا جواب دینے میں ہمیں مشرق بعید کی تاریخ بتانی پڑتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ سلیوکوس نے دیار مشرقی کی طرف ایک بڑی مہم سر کی، جس کی بابت بھی ہمیں بہت ہی کم معلومات حاصل ہیں۔

باب ۱

استرابو میں تو ساکائے اور یوستی نوس میں پارتھیوں کا ذکر سننے میں آتا ہے۔[1] سلیوکوس نے ارشک شاہ پارتھیا کو مغلوب کیا، اور موخر الذکر یہ خیال کر کے کہ دیودوتوس اول شاہ باختر اس کی مخالفت کریگا امو دریا اور سیر دریا کے دوآبے میں رہنے والی قوم اپاسیاکائے کے پاس بھاگ گیا۔ لیکن ارشک اول اور دیودوتوس اول کے جانشین دیودوتوس دوم کے درمیان سمجھوتہ ہوگیا اور ان دونوں نے مل کر سلیوکوس کو ملک شام کی طرف واپس بھگا دیا۔ ارشک کی اس فتح کو پارتھی قوم ہر سال مناتی تھی۔ الغرض ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کالینی کوس کا جو خطاب سلیوکوس نے اختیار کیا وہ اس کا اتنا ہی مستحق تھا جتنا کوئی دوسرا مشرقی فرماں روا، اور اس "سورما" نے، جو محض اپنی قسمت کی یاوری سے پارتھیوں کے ہاتھوں سے بال بال بچا، اپنی دریائے فرات کے کنارے والی موروثی جاگیر میں جو شہر کالینی کون آباد کیا اس سے آس پاس کے

---

[1] دونوں مدمقابل بھائیوں یعنی سلیوکوس و انطاکوس کے مزید حالات سلیوکوس کی مشرق کی طرف پیش بندی: استرابو، ۱۱، ۱۳، ۵؛ یوستی نوس ۴۰، ۴۱، ۴؛ ڈروائے سن، ۳، ۲، ۴ وغیرہ؛ فون گوٹشمڈ: "تاریخ ایران" V. Gutschmid: Ges. Irans. ۳۳ مقابلہ کرو کیوپ: "بطلیموس اول کی جنگ ہائے سوریہ" Kœpp: Die Syrischen Kriege des ersten Ptol ۱۸۸۴ء صفحہ ۲۰۹-۲۳۰ جہاں اس موضوع کے تصانیف ماقبل پر بحث کی گئی ہے، جن میں سے ڈروائے سن و کیوہلر کی کتاب ممتاز ہے۔ کیوپ نے جو نتائج اخذ کئے ہیں ان کے لئے دیکھو باب ۱۳، حاشیہ ۶۔ نیز دیکھو بیلوخ کا مضمون Rhein. Mus. ۱۸۸۸ء اور میولر = دیپور فیروس: Fr. H. G جلد ۳ صفحہ ۷۰۸ وغیرہ جسے کلنٹن بھی (۳۱۲) ملحوظ رکھتا ہے؛ فرینکل: "نوشتہ جات پرگامم" گیبلر: "ایریتھرائے" صفحہ ۳۹ وغیرہ؛ اس میں جنگ انگورہ کی تاریخ ۲۳۵ ق م بتائی گئی ہے۔

باب ۲

شہروں کے باشندوں پر یقیناً نہایت اچھا اثر پڑا ہوگا۔
بہر نہج سلیوکوس کے عہد حکومت کے آخری حصوں سے کسیطرح وہ اس خطاب کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اول تو اُسے اس کی چچی استراتونیس نے اُسے دق کیا۔ استراتونیس نے پہلے تو دیمتریوس والیِ مقدونیہ کے ساتھ نکاح کیا تھا، اور جب اُس کے شوہر نے اُس سے علیحدگی اختیار کر کے پرھوس کی بھتیجی فتشیہ کو اپنے گھر میں ڈالا تو وہ فوراً شام گئی اور اپنے بھتیجے سے نکاح کرنے کے لیے کہا، اور جب اُس نے اُس سے انکار کیا تو اُس نے مُلک میں خلفشار پیدا کیا اور اسی میں اپنی جان دے دی۔ اُس کی موت کو بادشاہ کے حق میں کامیابی سمجھنا چاہیئے۔ مگر اس کے بعد واقعات نے پیچیدگی اختیار کر لی۔ پہلے تو یوستی نوس کا بیان دیکھیے۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ یوستی نوس اپنے بیانات میں نہایت بے پروائی دکھاتا ہے، چنانچہ وہ اتالوس شاہ برگامم کو یومنیس شاہ بتھی نیہ کہتا ہے، بہر حال اس اتالوس نے انطاکوس اور غالویوں پر حملہ کیا اور انھیں شکست دے کر اُس مُلک کے زیادہ تر حصے پر قبضہ کر لیا۔ اب سلیوکی بھائیوں کو چاہیئے تھا کہ آپس میں صلح کر لیتے، مگر اس کے برعکس اُنھوں نے ایک دوسرے سے برابر لڑائی جاری رکھی۔ انطاکوس اپنے خسر (؟) اریار امنیس والی کاپادوسیہ کے پاس بھاگ گیا، اور جب اس سے کوئی بہتری کی شکل نہ دیکھی تو دربار بطلیموس میں پناہ لی۔ لیکن بطلیموس نے اُسے قید میں ڈال دیا جہاں سے اُس کی ایک محبوبہ نے اُسے قید سے چھڑا لیا، مگر جب وہ فرار ہو رہا تھا تو ڈاکوؤں نے اُس کا کام ہی تمام کر دیا۔ تقریباً اُسی زمانے میں ایک روز سلیوکوس گھوڑے پر سوار تھا کہ گھوڑے نے اُسے گرا دیا اور اُسکا بھی خاتمہ ہو گیا۔ یہاں تک تو یوستی نوس کا بیان تھا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مورخ صرف حسن و عشق کے افسانے تلاش کر لیتا ہے

اور اُسے مختلف واقعات کے باہمی تعلق کا خود بھی پتا نہیں۔ وہ ہم سے یہ نہیں کہتا کہ سلیوکوس کے بعد کون بادشاہ ہوا، اور اسی ضمن میں بانترو گوس کی تمہید سے بھی واقعات پر روشنی نہیں پڑتی۔ ہم نے یوسے بیوس کے جس تذکرے کا اوپر حوالہ دیا ہے اُس میں انھیں جنگوں کی تھوڑی بہت تفصیلات دی ہوئی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ انطاکوس ہیئے راکس اولمپیاد ۱۳۷، ۴ (۲۲۹ ق م) میں اتالوس سے ضلع کولوئے میں جو سارڈس کے قریب واقع ہے برسرپیکار ہوا، لیکن کاریہ میں ایک اور لڑائی کے بعد ۲۲۸ ق م میں تھریس فرار ہونے پر مجبور ہوا اور آخر کار اُس کا انتقال ہو گیا۔ اگلے برس سلیوکوس نے بھی وفات پائی۔ یہ اہم ترین واقعات ہیں جن کا ذکر ہم قدیم تالیفات میں پڑھتے ہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ مؤلفوں نے انھیں توڑ مروڑ دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ زمانۂ حال کے علماء نے ان ٹوٹے پھوٹے اجزاء کو ملا ملا کر مسلسل تاریخ بنا دی ہے، لیکن صرف چند ہی ایسے واقعات ہیں جن کا تیقن ممکن ہے، فہو ہذا:۔

اگر قانونی جواز اور جغرافی اعتبار سے سلطنت کے تخیل کا کوئی سوال اُٹھ سکتا ہو، تو معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت سوریہ کا جائز حکمراں سلیوکوس دوم "کالینی کوس" ("فاتح اعظم") تھا جسے "پوگون" یا "ریشائیل" بھی کہتے تھے۔ اس کا عہد حکومت ایک خلفشار کا زمانہ تھا جس میں کبھی اُس کی قسمت کا پلڑا جھک جاتا تھا کبھی اُٹھ جاتا تھا۔ بطلیموس یوئرگی تیس ("مہربان") بہت سے ان علاقوں میں جن کا سلیوکوس دعویدار تھا، گزرا، اور اغلباً اُس نے بہت سی فتوحات کو اپنے قبضے میں رکھا۔ یہی کیفیت ایشیائے کوچک کی بھی تھی، جس کا دعویدار پوگون کا بھائی انطاکوس ہیئے راکس ("شہباز نما") بھی تھا۔ اس دعویدار نے اپنی بادشاہت کا اعلان

باب ۱

کردیا اور ایشیائے کوچک کی بہت سی آزاد اقوام مثلاً بتھی نیہ والے، کاپادوسیہ والے اور غالطی اُس کے ہمنوا بن گئے۔ اس کے برعکس اتالوس فرمانروائے پرگامم انطاکوس کا مخالف تھا۔ اس حوصلہ مند سردار کے لئے جس کا ساتھ دینے کو کوئی قوم تیار نہیں تھی، وہ شخص جو اپنے آپ کو ایشیائے کوچک کا بادشاہ کہتا تھا وہ بہ نسبت بعید سلیوکوس کے زیادہ خطرناک اور مضرت رساں تھا۔ یوسے بیوس کہتا ہے کہ وہ مُلک جو خاص طور پر ہیئراکس کا مطیع تھا وہ افروجیہ کبریٰ تھا اور اسی سے وہ خراج وصول کرتا تھا۔ مگر اگر افروجیہ کبریٰ سے غالطیہ کو نکال دیا جائے تو باقی رہ ہی کیا جاتا ہے؟ اور اگر یہ باقی ماندہ افروجیہ انطاکوس کا سمجھا جائے تو پھر ایشیائے کوچک میں سلیوکوس کے لئے کیا باقی رہا؟ ہم دیکھ چکے ہیں کہ سلیوکوس کے قبضے میں ساردس نہیں تھا، اور ساحلی شہر یا تو خود مختار تھے ورنہ بطلیموس کے زیر حمایت تھے، اور پرگامم خود آزاد تھا، چنانچہ سلیوکوس اپنا حکم محض مشرقی لیدیہ پر چلا سکتا ہوگا۔ اور پھر جنوب کی طرف بھی سلیوکوس کا علاقہ زیادہ دور تک نہیں جاتا تھا۔ ایشیائے کوچک کے جنوبی ساحلی علاقے کا مغربی حصہ بہ نسبت شامی اثر کے مصری اثر کو زیادہ مانتا تھا، اور سلیوکوس کے قبضے میں شامی ساحل کا بہت ہی کم جزو ہوگا اس لئے کہ خود شہر سلیوکیہ پیئریہ پر مصریوں کا قبضہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعاً سلیوکوس اندرونی سوریہ کے شمالی حصہ اصطخر اور ہمدان تک اندرونی ملک کلیکیہ کے علاقوں پر قابض تھا اور ساحلی لاؤدیسیہ سے بندرگاہ کا کام لیتا تھا۔ دونوں بھائیوں کے خصائص کی بابت کچھ حکم نہیں لگایا جا سکتا: اور ڈرواسے سن نے ان کے موافق جو رائے ظاہر کی ہے اُس کا ثبوت واقعات سے نہیں دیا جا سکتا۔ اگر ہم کالینی کوس جیسے عالی شان خطابات اور ایشیائی مصری طرز کے

باب ۱۰

اعلانات سے چونہ چھپا نہ جائیں تو باقی ماندہ واقعات بس یہ رہجاتے ہیں کہ ہیلیس پونٹ اور سندھ کے درمیانی ممالک کی ملکیت کے لیئے بہت سے دعویدار جنگ آزما ہوئے اور شہر کی صنعتی آبادی کی حفاظت کبھی تو جنگ آزما ہو کر، کبھی اُس حکمراں کے سامنے سر تسلیم خم کر کے کرتے ہیں جو اپنی فوج لیئے نزدیک پڑا ہوا ہو۔ اس حصۂ ایشیا کی یہ صورت حال اُس وقت تقریباً اُسی طرح کی تھی جیسے جنگ سی سالہ کے دوران میں جرمنی کی حالت۔

۲۲۶ء ق م سے ۲۲۳ء یا ۲۲۲ء ق م تک مُلک شام کا حکمراں سلیوکوس سوم "کیراُنوس" یا "سوتر" تھا جو سلیوکوس دوم کا بیٹا تھا۔ اُس نے پرگامم کے حکمرانوں سے ایشیائے کوچک واپس لینے کے لئے زنجیرہ طاروس کو عبور کیا، اور اپنے مقصد کے حصول میں اپنے رشتہ دار اکائیوس کی مدد سے کامیاب ہوا۔ لیکن اسے اس کامیابی کا پھل زیادہ مدت تک نصیب نہیں ہوا اس لیئے کہ اُس کی تھوڑی مدت بعد ہی اُسے نکانور نامی ایک شخص اور اپاتوریوس نامی غالوی نے قتل کر دیا۔ سرکاری فہرست کے مطابق اُس کے بعد اُس کا بھائی انطاکوس سوم "اعظم" جو اس وقت تک بابل میں رہتا تھا، تخت نشین ہوا، لیکن نوشتوں اور سکّوں کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان ایک اور حکمراں انطاکوس نامی بھی تخت نشین ہوا تھا جو سلیوکوس سوم کا بیٹا ہوگا۔ ہم باب ۱۵ میں دیکھیں گے کہ اکائیوس نے آیکواس کے چنگل سے چھڑانے کی کوشش کی، لیکن یہ دعویدار انطاکوس ہیئرداکس کے برابر کامیاب نہیں رہا۔[۳۰]

[۳۰] بھائیوں کی موت یوستی نوس، ۲، ۷، ۳؛ تروگوس تمہید، ۲، ۷؛ ڈرواسے سن ۲۳، ۳، ۱۹، ۲۰۔ رائے ناش (تین سلطنتیں Reinach: Trois Roy. ۱۴) کہتا ہے

باب ا

۲۲۲ ق م میں بطلیموس چہارم "فلو پاتر" مصر کے تخت پر

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ - کریوستی نوس کا یہ خیال غلط ہے کہ ہئے راکس شاہِ کاپا دوسیہ کا داماد تھا؛ اسی خیال کو کلنٹن (۳۱۴) نے بھی ظاہر کیا ہے۔
انطاکوس ولد سلیوکوس سوم کے لیئے دیکھو ڈر وا ئے سن ۳، ۲، ۱۲۱، ۱۳۳-

ڈر وا ئے سن (۳، ۱، ۴۰۰) دونوں بھائیوں کے خصائص نہایت رجائی انداز میں بیان کرتا ہے؛ لیکن ۳، ۲، ۲۲ وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ "یہ دونوں نوجوان ہمارے سامنے ہو کر چھلاوے کی طرح غائب ہو جاتے ہیں"۔

سکّے: بطلیموس سوم "یوئر گی تیس" وہ پہلے تو اپنے باپ کے سکّے قبرص و فینیقیہ میں جاری رکھتا ہے؛ اس کے بعد جب جنگ سوریہ کی وجہ سے وہ مشکلات میں پھنستا ہے (پوُل: فہرست سکّہ جات بطالسہ" Poole : Cat Ptol. تصویر ۳۴) تو مصر میں سکّے بناتا ہے - اس کی بیوی برنیس کے سکّے جن پر لفظ "بازی لیسس" کندہ ہے ان میں سے ایفی سوس والی آٹھ درہمی بھی ہے (فہرست، تصویر ۱۳، ۲؛ دیکھو بابلون: "ذخیرۂ مسکوکیات" Babelon : Mél. numis. پیرس ۱۸۹۳ء صہ ۱/۸ -

بطلیموس چہارم "فلو پاتر"، ("پدر پرست") (۲۲۲/۲۰۴ ق م) نے قبرص میں دیونی سوس کی نوع کے سکّے بنائے، اور اس کا اتباع بطالسہ ۶، ۸، ۹ نے بھی کیا۔

سلیوکوس سوم "کالینی کوس" اور انطاکوس ہئے راکس: بابلون: "شاہانِ سوریہ" LXV LXXX سیلوکوس ۲ کا خطاب "پوگون" پولی بیوس ۲، ۷۱ میں ملتا ہے لیکن اس کے زیادہ تر سکّوں میں اُس کی ڈاڑھی نظر نہیں آتی - ان میں اپولو بجائے بیٹھے ہوئے کے کھڑا نظر آتا ہے - سلیوکوس سوم کے بعض سکّوں کی ہئے رون دوم خودسر سرقوسہ کے سکّوں سے مشابہت؛ تصویر ۶۶ - ارتے مس والے سکّوں کی اسی سے ابتداء ہوتی ہے - بابلون نے جن سکّوں کو ہئے راکس

بٹھا۔ ہم اس کا ذکر ابواب ۱۳ و ۱۵ میں کریں گے۔
مشرق میں تو مختلف حکمراں اپنے معمول کے مطابق ایک دوسرے سے جھگڑوں میں مصروف ہیں۔ یونان میں آزادی کی تحریک برابر رو بترقی نظر آتی ہے۔ اس کی ابتدا تو ایتھنز نے کی تھی، لیکن

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ کی طرف منسوب کیا ہے۔ انھیں بعض مورخ دوسرے حکمرانوں کا بتاتے ہیں۔
سلیوکوس سوم "کیرانوس" کا سرکاری خطاب "سوتر" تھا؛ بابلون XXXIII ۔ دیکھو نوشتہ "مجموعۂ نوشتہ جات یونان" C.I.G ۴۴۵۸ جہاں XXXVII ایک انطاکوس کا ذکر ہے جو بظاہر اُس کا بیٹا معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو ڈروائےسن ۲/۳، ۱۲۱، ۱۳۳، جس سے بابلون متفق ہے۔
یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ ایشیا میں جو سیدان گرم ہو رہا تھا اُس میں مقدونیہ بھی شریک تھا؛ یہ استدلال تروگوس کی تمہید ۲۷ سے کیا جاتا ہے۔ جہاں ایک مشتبہ فقرے میں مذکور ہے کہ بطلیموس نے انتی گونس پر اندروس کے قریب ایک بحری لڑائی میں فتح پائی۔ ایشیا اور جزائر کے ساتھ مقدونیہ کے جو تعلقات تھے وہ نہایت تاریک ہیں۔ نیز دیکھو نیچے، حواشی ۱۱ و ۱۵؛ جہانی: "سلطنت" ۱۵۴۔
؎۵ اس عہد کے خصائص جو اب شروع ہونے والا ہے "اکائیائی لیگ کا آغاز، اگس اور عالی نقش کلیومینیس کے مجوزہ اصلاحات، سپرٹہ کا جمہوری دستور ایپائیروس کی عمومیت، فلوپوئے من کی تخلیقی توانائی، مقدونیہ میں جمہوریہ کی بنیاد اور روما میں برادران گراکی کے خیالات کی ترویج، ان سب امور کو اس قابل یادگار صدی کے ممتاز ترین واقعات سمجھنا چاہیئے"؛ ڈروائےسن ۳، ۱، ۲۲۵۔ یہ تاریخ کا ایک نہایت عالی تخیل ہے۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اس فقرے میں مقدونیہ کا جمہوریہ بن جانا، جسے عام طور پر روما کے ظلم و ستم کا ایک نتیجہ سمجھا جاتا ہے اسے خیالات۔ آزادی کا مظاہرہ بیان کیا گیا ہے۔ کتنا افسوس ہے کہ ڈروائےسن

باب ۱۰

وہ اسے جاری نہیں رکھ سکتا اس لیے کہ وہ مقدونیہ کا طوق غلامی اپنے گلے سے نہیں اُتار سکتا۔ اس کی بجائے پیلوپونیز میدان میں اُترتا ہے اور اس تحریک کی ابتدا؛ شہر میگالوپولس کی طرف سے ہوتی ہے۔ جیسا ہم نے باب ۹ میں کہا تھا، اب ہم اس عہد کے محض سنوی حدود سے باہر نکلتے ہیں تاکہ واقعات کا اندرونی تسلسل ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ ہم جلد ۳، باب ۹ میں دیکھ چکے ہیں کہ میگالوپولس کی تعمیر میں فلسفیانہ خیالات کا بھی حصہ تھا، اور اس شہر کے باشندے سوچ سمجھ کر عمل کرنے میں نہایت ممتاز تھے ابتدا میں تو انھوں نے تھبنز کا اور پھر مقدونیہ کا ساتھ دیا تھا لیکن اب وہ آزادی کے بڑے بھاری حامی نظر آتے ہیں، مگر جو اُصول اُن کے پیش نظر ہیں وہ بجائے عملی ہونے کے زیادہ تر محض نظری اور خیالی ہیں۔ اس زمانے میں میگالوپولس پر ایک خودسر ارسطودیموس حکمراں تھا جو ابتدا میں تو مقدونیہ کی سیادت تسلیم کرتا تھا لیکن بعد میں آزاد ہو گیا تھا۔ اس سے لڑائی کے دوران میں ہی اسپارٹا کے بادشاہ اکروستاتوس ولد آریوس نے اپنی جان دے دی۔ گو ارسطودیموس ایماندار مشہور تھا، لیکن خودسرانہ حکومت سے لوگوں کو جو نفرت تھی اُس کی بنا پر دو شہریوں مسمی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اس تصویر کی تکمیل نہیں کر سکا؛ لیکن دوسرے حصے کی رنگ آمیزی پہلے کی رنگ آمیزی سے یقیناً مختلف ہوتی۔

مہافی: "ادبیات یونان" باب ۱۶ میں "ہمعصر سیاسی خیالات" پر بعض دلچسپ واقعات دیئے ہوئے ہیں۔

۵ میگالوپولس۔ پلاس: "خودسری" ۲، ۱۶۳۔ زوسے میل ۱، ۶۲۸۔ اکائیائی لیگ کے آغاز کیلئے دیکھو تیپفر (Toepfer) کا مضمون پاؤلی کے "محیط" (Pauly's Realencycl) میں جہاں حوالے بھی دیئے ہوئے ہیں۔

ایکدیموس و دیموفانیس نے، جو اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر اتھنز کی اکادیمی کے فلسفی ارکے سی لاؤس کے مرید ہو گئے تھے (دیکھو اوپر باب ۶) اسے جان سے مار ڈالا۔ اس فعل کی ایک ایسے شخص نے نقل کی جو آخرکار تمام یونان کی قسمت پر نہایت ہی زبردست اثر ڈالنے والا تھا۔

سکیون بھی خودسرانہ حکومت کا شکار ہو چکا تھا، اور ابانتی داس، پاسیاس اور نکوکلیس نے یکے بعد دیگرے اس ملک پر مظالم کی بوچھار کی تھی۔ آرگوس میں ایک نوجوان سکیونی اراتوس رہتا تھا، جو اس دولتمند کلی نیاس کا بیٹا تھا جسے ابانتی داس نے قتل کرادیا تھا۔ یہ کلی نیاس کسی زمانے میں سکیون کا دستوری آرخن رہ چکا تھا۔ سات برس کی عمر میں ۲۶۴ ق م میں آراتوس کو آرگوس لے آئے اور یہاں مرفہ الحالی میں اُس کا نشو و نما ہوا۔ اُس نے وہاں اس زمانے کی تہذیب و تمدن سے پورے طور پر واقفیت حاصل کی جس میں ورزش جسمانی بھی شامل تھی۔ اس کے باپ کی اپنے زمانے میں بادشاہوں مثلاً انتی گونوس و بطلیموس کے درباروں میں نہایت عزت کی جاتی تھی، اور آراتوس نے عمر بھر اپنے اعیانی عادات و اطوار کو محو نہیں کیا۔ اب اُس نے یہ دل میں ٹھانی کہ کسی طرح سے اپنے باپ کی موت کا بدلہ لینا چاہیے اور سکیون کو آزاد کرنا چاہیے۔ وہ اسے بدرجہا ترجیح دیتا کہ اپنا کام بادشاہوں کی مدد سے نکالے، لیکن ایک طرف تو انتی گونوس نے وعدہ وعید بہت کیے اور واقعاً خاموشی اختیار کی، اور دوسری جانب بطلیموس میدان کارزار سے بہت دور تھا۔ الغرض اُس نے یہ طے کرلیا کہ خود اپنے قوت بازو پر ہی بھروسہ کرے گا، اور چالیس چل کر اپنا کام نکالے گا۔ اُس نے اپنی دولت کے بل بوتے پر اپنے تیس غلاموں کو مسلح کیا اور ڈاکوؤں کے ایک سردار مسمی زینوفیلوس

باب ۱

کی مدد سے چند تنومند اشخاص کو بھرتی کیا۔ اس کے بعد اس نے نکوکلیس کے جاسوسوں کو دھوکا دینے اور انھیں حقیقت واقعات سے بھٹکانے کے لئے بظاہر عیش و عشرت کی زندگی اختیار کی۔ آخر کار سکیون کی فصیل میں ایک ایسا مقام مل گیا جس کے ذریعے سے کام نکالا جا سکتا تھا، چنانچہ یہ مٹھی بھر آدمی دیوار پر چڑھ گئے اور قبل اس کے کہ اراتوس یا نکوکلیس کی طرف کا ایک شخص بھی کام آئے، شہر پر قبضہ ہو گیا۔ خود نکوکلیس نے ایک سرنگ ہی سے فرار ہو کر اپنی جان بچائی۔ اراتوس نے سکیون والوں کو تماشا گاہ میں طلب کیا اور انھیں اطلاع دی کہ تم سب آج سے آزاد ہو۔ اس کے بعد جن جن کو جلاوطن کیا گیا تھا وہ واپس آ گئے اور ۲۵۱ ق م میں اراتوس کے کہنے سے سکیون اکائیائی لیگ میں شامل ہو گیا۔ یہ شمول یونانیوں کی اندرونی تاریخ کے ایک جدید اور اہم باب کا آغاز تصور کرنا چاہیئے لے

لے اراتوس۔ حوالہ جات۔ ہرمان "مملکت قدیمہ" Hermann : Staatsalterth ج ۱۸۵ (آگس اور کلیومنیس کے لئے ج ۹۴)؛ نیز شیومان: "پلوٹارک کی حیات آگس و حیات کلیومنیس پر مقدمہ" Schœmann : Prolegom. zur Ausg des Agis und Kleomenes Plutarchs مع اشاعت سنٹنس Sintenis کلاٹ: "تحقیقات متعلق تاریخ لیگ اکائیہ" Klatt. Forschungen z. Gesch. des ach. Buemtes برلن ۱۸۷۷ء؛ اور اس کی کتاب "مسائل سنویت" Chron. Beitraeg برلن ۱۸۸۳ء؛ "مقالہ متعلق اراتوس" Abhand.ueber Arat بریزلاؤ ۱۸۷۵ء۔ ناؤمے یر لائپزگ ۱۸۸۶ء؛ پاؤلی وسوداامیں مضمون "اراتوس"۔

پولی بیوس ۴، ۸ میں اراتوس کے خصائص کا اندازہ کیا گیا ہے، اور گو یہ مورخ اراتوس کا طرفدار ہے لیکن وہ اس کے کمزور پیرائے بھی عریاں کرنے میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - نہیں چوکتا - پلوٹارک (" اراتوس ۱۰) اسے " تنفر خود سری" کا لقب دیتا ہے، لیکن وہ صرف چھوٹے چھوٹے شہری حکمرانوں کے خلاف اس قسم کا خیال دل میں لاتا تھا - وہ شاہ مقدونیہ کو صرف نظریے کے اعتبار سے "قابل نفرت" ہستیوں میں شامل سمجھتا تھا (پلوٹارک " اراتوس" ۴۳) اور آخر کار اُس نے اُس کی اعزازی خدمت کی - پلوٹارک کہتا ہے (۱۰) کہ اراتوس اتنا "شدت پسند" نہیں تھا جتنا " اعتدال کا دشمن" گویہ صفت بھی اُس میں ہمیشہ نہیں پائی جاتی - اُس کے نزدیک اراتوس ایک "معزز شخص" ہے، اپنی خانگی زندگی میں بے داغ، مگر اپنی پبلک زندگی میں اپنے فریق کے تعصبات پر ہر ایک چیز قربان کرنے کے لئے تیار؛ اس کی نظر تنگ اور اُس کے مقاصد پست تھے، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنی زندگی کا کام ایسے برباد نہ کر دیتا - اس میں شبہہ نہیں کہ ابتدا میں وہ اُسے ترجیح دیتا تھا کہ سیکیون کو کسی بادشاہ کی مدد سے آزاد کرائے؛ پلوٹارک: " اراتوس" ۴ - معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ فوجی کامیابی اراتوس کو ہوئی وہ سب اپنی چالبازی اور اپنی دولت کی وجہ سے تھی - پہلا داؤ وہ اس طرح کرتا ہے کہ ڈاکوؤں اور غلاموں کو بھرتی کر کے اُن کی مدد سے رات کے وقت سیکیون لے لیتا ہے؛ پلوٹارک: " اراتوس ۶/۸ - اسی طرح سے وہ اکروکورنتھ پر وہاں کے سردار ارگی نوس کو ساٹھ تالنت رشوت دے کر قبضہ کر لیتا ہے؛ پلوٹارک: "اراتوس" ۱۹ - (پاؤلی ۲، ۱۲۶، ۲۰۸ میں کلیس Cless یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ چاروں بھائی اور ساہوکار - اے گیاس یہودی تھے) - وہ ایتھنز کا قلعہ ڈیڑھ سو تالنت لے کر خالی کر دیتا ہے (پلوٹارک ۳۴، اور پچاس تالنت دے کر آرگوس لے لیتا ہے (پلوٹارک ۳۵) - ہم اراتوس کی بابت یہ ضرور حکم لگا سکتے ہیں کہ وہ روپے کے بہترین مصرف سے واقف تھا، اور اس بارے میں اُس کا طرز عمل پرسیوس اور یومینس سے مغائر تھا جن پر پولی بیوس مضحکہ اڑاتا ہے (۲۹، ۱)، اور حرص و آز سے یہی وہ آزادی ہے جس کا پولی بیوس کو معترف ہونا پڑتا ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ وہ نہایت ہوشیار اور عملی شخص تھا -

میں اس میں زوال پیدا ہو گیا تھا، اور جب مقدونیوں کا اثر یونان

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ ہمارے نزدیک بھی اُس کی ان صفات کی ایک ممتاز حیثیت تھی ۔ اُسکے خصائص میں یہ خصلت اتنی ممتاز تھی کہ جب اُسے کھلے میدان میں نیچا دیکھنا پڑتا تو چالبازی سے وہ شکست کو فتح کی شکل میں تبدیل کر لیتا تھا ؛ مقابلہ کرو پلوٹارک ۲۴، جہاں یہ بیان ہے کہ جب وہ فیلاکیہ میں مغلوب ہوا تو وہاں سے بھاگ کر باوجود اس شکست کے آخر کار کامیاب ہو ہی گیا (۳۶) ؛ اور اسی طرح کوہ لیکائیوس پر شکست کھانے کے بعد وہ مین تی نیہ پر قابض ہو کر ہر ایک کو تعجب و حیرت میں ڈال دیتا ہے ؛ وہ عین میدان کارزار میں لیدیادیس میں چھوڑ کر چل دیتا ہے اور لیدیادیس مارا جاتا ہے ۔ اراتوس اگاتھوکلیس کی لڑائی میں بوملکار کے قدم بہ قدم چلتا ہے ؛ دیکھو اوپر باب ؛ اب وہ سیاسی اعتبار سے بالکل ناکام نظر آتا ہے، لیکن وقت گزرتا ہے اور وہ پہلے سے بھی زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے ۔ ۲۸ سے ۳۳ تک اُس کے جو کارنامے لکھے ہیں وہ بھی اسی طرح کے ہیں کہ بجائے لڑائی کے وہ چالبازی سے کامیاب ہوتا ہے ۔ ایتھنز میں جو ناکامی ہوتی ہے اُس کا الزام وہ ارگی نوس کے سر تھوپ دیتا ہے ۔ جب بطور استثناء کے وہ کھلے میدان میں لڑ کر اپنا مطلب حاصل کرنا چاہتا ہے، تو اُسے ناکامی ہوتی ہے اس لیئے کہ وہ اس کا مرد نہیں ؛ چنانچہ وہ جلدبازی میں میدان میں اُترتا ہے (پلوٹارک ۴۷) اور شکست کھاتا ہے ۔ لیکن اب وہ اپنی فطری فضا میں واپس آتا ہے ؛ وہ "بے تربیت اکائیائیوں" پر الزام رکھتا ہے (گویا کہ وہ خود فوجی قواعد سے غفلت برتی جانے کا ذمہ دار نہیں تھا) اور اس موقع پر بھی اسے معافی دی جاتی ہے ۔

پلوٹارک کی "حیات کلیومنیس" میں کلیومنیس کو اراتوس جو جواب دیتا ہے وہ بالکل اُس کے فطری خصائص کے مطابق ہے ۔ کلیومنیس اراتوس کو رشوت دینا چاہتا ہے اُس سے اراتوس اپنی ناراضگی کا اظہار

باب ب

میں فائق ہوا تو انھوں نے اُس کا خاتمہ کر دیا؛ لیکن جب مقدونوی اثر

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ نہیں کرتا۔ اس کے برعکس وہ کہتا ہے کہ وہ ضرور اُسے ممنون کرتا لیکن اس کے لئے ایسا کرنا نا ممکن ہے۔ یہ واقعے کے خلاف تھا اور اگر وہ ایمانداری سے کام لیتا تو وہ یہ کہتا کہ میں اس کے لئے تیار نہیں، لیکن وہ اپنی فطرت سے بالکل مجبور تھا۔

اراتوس اپنی بے لہو کامیابیوں پر ہمیشہ فخر کیا کرتا تھا، اور وہ اس بابت حق بجانب تھا، اس لئے کہ اس طریقے سے اُسے اجیر سپاہی آسانی سے مل جاتے اور اُس کے دشمن آسانی سے مغلوب ہو جاتے تھے۔ شائد بعد میں اُس نے اپنے تذکرے میں اس قسم کی کامیابی میں مبالغہ آمیزی کی۔ اس ضمن میں سکیون کی آزادی حسب حال ہے؛ Ar. G. کہتا ہے کہ اس لڑائی میں ایک بھی شخص کام نہیں آیا۔ لیکن نہ صرف کسی انسان کی جان نہیں گئی بلکہ جانوروں کا بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ وہ کُتّے جو حملے کے وقت بھو نکنے لگتے، عین موقع پر چلے جاتے ہیں، چنانچہ اُنھیں بھی مارنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اراتوس کو اس قدر خیال ہے کہ وہ اپنے لوگوں سے صاف کہتا ہے کہ اگر "ذرا بھی گڑبڑ مچی" تو وہ سکیون کے حملے ہی سے دست بردار ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ ایسا سمجھدار شخص جو ساتھ ہی اپنی تھیلی کھول دیتا تھا، اُس کی ایسے لوگ نہایت خوشی سے خدمت کرتے تھے۔ اُس زمانے کی صورت حال سے پندرھویں صدی عیسوی کے اٹلی کی یاد تازہ ہوتی ہے، جہاں ۱۴۴۰ء میں چہار روزہ جنگ انگیاری میں صرف ایک شخص کام آیا، اور وہ بھی صرف اس لئے کہ وہ بدقسمتی سے اپنے گھوڑے سے گر گیا اور کھوندڈالا گیا۔ ماکیاویلی: "تاریخ فلورنس" Macchiavelli : Istor ۵، ۳۳)۔ اراتوس کی پبلک زندگی کے ابتدائی دور میں لڑائی تو بس اسی طرح لڑی جاتی تھی، اور اکثر اُسے فریق ثانی کی رشوت خواری کی امید بھی ہوتی تھی، اس زمانے میں لڑائی میں جان کا نقصان نہیں ہوتا تھا، اور ہوتا بھی تھا تو کہا یہی جاتا تھا کہ نقصان نہیں ہوا۔ جب وہ وقت آیا کہ باوجو

یابنا | میں کمی ہوئی تو یہ لیگ رفتہ رفتہ ازسرنو عدم سے وجود میں آگئی - تقریباً

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ - تھیلیوں کے منہ کھلے ہونے کے فوق ثانی کسی طرح ختم نہ کھاتا تو پھر صرف اراتوس کا فوق صحیح و سلامت رہنے لگا! مثلاً "اراتوس"
(۲۹) جب ارسطی فوس ساکن آرگوس نے کلیونائے پر حملہ کیا ہے تو موخرالذکر کے تو ڈیڑھ ہزار کام آئے اور اراتوس کا ایک سپاہی بھی نہیں مارا گیا۔ اراتوس کی محبوب ترین چالبازیوں میں سے یہ بھی تھی کہ جھوٹے اعلانات شائع کیے جائیں، اور اس کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ اجیر سپاہیوں پر یہ اثر ڈالا جائے کہ اس کی خدمت کرنے سے فائدہ ہی فائدہ ہے، نقصان کوئی نہیں۔
یہ ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ اکائیائی لیگ بہت سے غیر اکائیائیوں مثلاً اراتوس، لیدیادیس، کلیومنیس اور فلوپوئےمن کی اس کوشش کی گویا آلۂ کار بن گئی کہ یونانیوں میں پہلے سے زیادہ اتحاد پیدا کیا جائے، لیکن عہد زیر بحث میں صرف اراتوس ہی کو کامیابی حاصل ہوئی - اس چالاک سکیونی کا مد مقابل لیدیادیس تھا، جس کا طرز عمل زیادہ جرات آمیز تھا اور ساتھ ہی وہ مالدار طبقوں کے مملوکات کی عزت بھی کرتا تھا - لیگ میں لیدیادیس کی شرکت کے بعد اراتوس نے اسے ایک طرف کر دیا - بعد میں جب جوش و خروش کے فقدان کی وجہ سے اراتوس کے طرز عمل کو پھر ناکامی ہوئی تو کلیومنیس نے لیگ کا دروازہ کھٹکھٹایا - اگر اس وقت کلیومنیس کامیاب ہو جاتا تو امرا کی مملوکات کو بڑا خطرہ پیدا ہو جاتا؛ لیکن اراتوس نے صورت حال سے اتنی چالاکی سے فائدہ اٹھایا کہ کلیومنیس لیگ میں داخل ہی نہیں ہو سکا - جب بادشاہ نے پھر تشدد کا طرز عمل اختیار کیا تو اراتوس نے پیلوپونیزیوں کو فوراً مقدونیوں کے حوالے کر دیا۔
اکروکورنتھ کے قبضے کے وقت پر سائیوس کی وفات؛ زوسے میل
۱،۷
جنگ فیلاکیہ؛ پلوٹارک؛ "اراتوس" ۳۴ - کیا یہ مقام تھسلی کا شہر

باب ۱

۲۸۰ ق م میں اکائیہ کے چار مغربی شہروں یعنی پاتر دے، دیمے، تریتائیہ اور فارائے نے مقدونوی جوا اپنے کندھوں سے اُتار کر پھینک دیا، اور ہم یہ فرض کرنے میں حق بجانب ہونگے کہ اس موقع پر انھوں نے اپنے قدیم تعلقات کی تجدید کر لی ہوگی ۲۷۶ ق م میں آئے گیوم نے اپنی آزادی حاصل کر لی اور اس کے بعد بورا اور کری نیہ بھی آزاد ہو گئے۔ آئے گیوم کے قریب ہی زیوس اماریوس کا بت خانہ تھا اور شرکاء نے اسی مقام کو نئی لیگ کا مرکز قرار دیا۔ اس لیگ میں رفتہ رفتہ باقی ماندہ تمام اکائیائی شہر شامل ہو گئے جن کی وجہ سے اراکین کی جملہ تعداد دس ہو گئی۔ مقدونوی اس صورت حال کو کسی طرح سے روک نہیں سکے۔ لیکن سکیون کے شامل ہونے پر لیگ کی اہمیت میں چار چاند لگ گئے۔ سکیون اکائیائی شہر نہیں بلکہ نیم دوریانی شہر تھا اور اس کا اثر باقی ماندہ دس اراکین کے اثر سے کہیں زیادہ تھا، چنانچہ وہ لیگ جس میں یہ قدیم شہر شامل ہو گیا اب یونانیوں کی نظر میں کہیں زیادہ اہم ہو گئی۔ لیکن اکائیائی لیگ کی توسیع کا بانی اراتوس تھا جسے اس معاملے میں بھی اسیطرح اپنے سیاسی تدبر کا سکہ جمایا جیسے دوسرے معاملات میں گو اسکا تدبر اور اُسکی سیاست دونوں (پلوٹارک کے ظرافت آمیز پیرائے میں) اس نوع کی تھی کہ اس کے لئے بجائے روشنی کے تاریکی میں زیادہ سہولت ہو۔ گو اراتوس نے "مدرسۂ کشتی گری" میں تربیت پائی تھی، لیکن وہ فطرتاً سپاہی نہیں تھا، اور ایک سپہ سالار کی حیثیت سے بھی وہ زور پر چالبازی کو

بقیۂ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ فیلا کمے ہے؟ ڈروائے سن ۳، ۲، ۳۳۔

اسپارٹا کے ساتھ جنگ سے تعرض کیا جاتا ہے؛ پلوٹارک: "اراتوس"

۳۰۔ تھسلی اور مقدونیہ میں افتراق، یوستی نوس ۲۹، ۲۔

اراتوس وارسطوماخوس؛ پلوٹارک: "اراتوس" ۳۵۔

باب۱

ترجیح دیتا تھا جب اُس نے سکیون کو اکائیائی لیگ میں شامل کیا تو وہ دراصل خود اپنے مفاد کو دیکھ رہا تھا اور اُسے یہ گمان تھا کہ شاید وہ اس لیگ کا صدر بن جائے۔ چنانچہ اس کا یہ گمان صحیح ثابت ہو کر رہا۔ ۲۵۵ ق م میں لیگ کے دستور میں جو تبدیلی کی گئی اس کی وجہ سے وہ معاملات یونان میں پہلے سے بھی زیادہ اہل ہوگئی، وہ تبدیلی یہ تھی کہ بجائے دو استراتے گی کے آئندہ سے صرف ایک استراتے گوس کما ندار مقرر ہوا، جس کے باعث آئندہ کسی بڑھنے والے مدبّر کے لئے اپنی رائے کو تسلیم کرانے کا زیادہ موقع ملنا ممکن ہوا۔ چنانچہ اراتوس کو بھی اپنی جبلت پھرتے کے لئے کافی میدان مل گیا۔ لیکن سب سے پہلے اُس نے اپنی تمام قابلیت سکیون پر صرف کی جب بطلیموس نے اُسے پچیس تالنت بھیجے تو اُس نے انھیں اسیران جنگ کی آزادی پر صرف کیا۔ لیکن جب جلاوطن واپس آئے تو انھوں نے بڑی سخت شرائط پیش کیں۔ وہ چاہتے تھے کہ انھیں اپنی پرانی مملوکات واپس دے دی جائیں، لیکن موجودہ قابض اُن سے دست بردار ہونے پر تیار نہیں تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کی صورت حال میں ہمیشہ طرح طرح کی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ۴۰۳ ق م کے بعد ایتھنز بغیر کسی قسم کی خارجی مدد کے محض ایثار اور حُبِّ وطن کی بنا پر اسی قسم کی کیفیت سے اپنے آپ کو نکال لینے میں کامیاب ہوا تھا (دیکھو جلد ۳ صفحہ ۲۴۲ و ۲۵۰)۔ سکیون میں ایثار اور قربانی کا جذبہ اتنا بڑھا ہوا نہیں تھا۔ لیکن اگر کوئی مالدار حکمراں مدد کرنے پر شاید معاملات روبراہ ہو سکیں۔ انتی گونوس کی مدد تو خارج از بحث تھی اس لئے کہ سکیون کی آزادی اُسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی؛ اب صرف بطلیموس ہی باقی تھا اور ان دونوں میں یہی زیادہ متموّل تھا، چنانچہ اب اراتوس نے اپنے دوست کے دربار میں حاضری دی۔ اس سے پہلے ہی اُس نے بادشاہ کے حضور میں مشہور آفاق مسلک

سکیون کی تصاویر بھیج کر (جن میں پامفی لوس اور میلانتھوس کی بھی تصاویر تھیں) اُس کی خوشنودی حاصل کر لی تھی۔ بہر حال بطلیموس نے اُسے ڈیڑھ سو تالنت روانہ کیئے جو واپس شدہ جلاوطنوں کو معاوضہ دینے میں صرف ہوئے۔ اس رقم کے معاوضے میں اراتوس نے وعدہ کیا کہ یونان میں مصر کے مفاد کی نگرانی کرے گا۔

سکیون کے معاملات کو اس طرح سے قابل اطمینان طریقہ سے طے کرنے کے بعد اراتوس اب اکائیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ اکائیائی سوارے میں شامل ہوا اور اس قدر جلد ہر دل عزیز ہوا کہ ستائیس سال کی نوجوانی میں ہی وہ استراتی گوس مقرر ہو گیا۔ اسے اپنے جدید فرائض میں بغایت کامیابی ہوئی۔ بلاشبہہ وہ بیوتیہ نہیں لے سکا اسلئے کہ جب وہ اس میں پہنچا تو بیوتیوں کو اتولی خیرونیہ کے مقام پر شکست دیکر اپنے ساتھ مل جانے پر مجبور کر چکے تھے۔ لیکن کورنتھ میں وہ کامیاب ہوا۔ کورنتھ تقریباً ایک سال سے مقدونیوں کے قبضے میں تھا اور مقدونیوں نے اُسے یونان پر اپنا قابو جمانے یا معاملات یونان کی نگرانی کرنے کے لئے اپنا مرکز بنا لیا۔ کچھ مدت تک قلعۂ کورنتھ کی کمان گوناتاس کے بھائی کراتیروس کا بیٹا اسکندر کر رہا تھا، لیکن اُس نے ہمیشہ مقدونوی مفاد کو مد نظر نہیں رکھا اور آخر وہ اکائیائیوں سے جا کر مل گیا تھا۔ اسے انتی گونوس نے زہر دے کر مار ڈالا تھا اور اب اُس کی بیوی نقیہ اُس کی جانشین ہو گئی تھی۔ گوناتاس نے نقیہ کو اپنے بیٹے دیمتریوس کے ساتھ نکاح کی امید دلا کر اُسے اکرو کورنتھ سے نکال لیا اور اس کے بعد ایک خانگی شخص کی حیثیت سے قلعے میں جانے کی اجازت چاہی جو اُسے مل گئی۔ قلعے میں داخل ہوتے ہی اُس نے اپنی سپہ سالاری کا اعلان کر دیا، اور رواقی فلسفی پرسائیوس کو شہر کا والی مقرر کیا۔ یہی وہ اہم عہدہ تھا جسے اراتوس نے چال چل کر حاصل کیا۔ سکیون کے ایک ساہو کار کی وساطت سے، جو اس کے

مالی معاملات کی نگرانی رکھتا تھا۔ اُس نے اُس کے ایک کاروباری دوست، ایک شامی مسمی ارگی نوس سے تعارف حاصل کیا جو اپنے تین بھائیوں کے ساتھ کورنتھ میں رہتا تھا۔ ان میں سے ایک جس کا نام دیوکلیس تھا، انتی گونوس کی فوج میں سپاہی تھا، اور باقی تین نے شاہی خزانے کو لوٹنے کا شیوہ اختیار کیا تھا، چنانچہ ارگی نوس پر مال مسروقہ کے سکّے بنا کر چلانے کا الزام عائد کیا گیا۔ جب یہ خبر اراتوس کو پہنچی تو اُس نے اپنے ساہوکار کے ذریعے سے ارگی نوس سے کہلوایا کہ اگر دیوکلیس اکرو کورنتھ اُس کے حوالے کردے وہ اس قسم کی چوری چکاری سے کہیں زیادہ دولتمند ہو جائے گا، چنانچہ اراتوس نے ساٹھ تالنت ان بھائیوں کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا اور اس کے معاوضے میں انھوں نے اُسے فصیل میں ایسا موقع دکھا دیا جو زمین سے صرف پندرہ فٹ بلند تھا اور جس پر ہو کر کوئی آسانی سے چڑھ سکتا تھا۔ اراتوس کے پاس روپیہ تو تھا نہیں لہٰذا اُس نے اپنا تمام مال و متاع اور اپنی بیوی کا زیور ساہوکار کے یہاں گروی رکھوا دیا۔ پلوٹارک اراتوس کے ایک خطرناک مقصد کے حصول کے لیے اپنی دولت کے انتقال اور فوکیون دایامونداس کی دولت سے بے پروائی کے درمیان بہت کچھ مشابہت دیکھتا ہے۔ بہرحال مقصد حاصل ہو گیا اور اکرو کورنتھ پر قبضہ ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس معرکے میں پرسائیوس کام آیا[۲۵]۔ اراتوس نے پچیس مقدونوی جہاز بھی گرفتار کر لیے۔ کورنتھ آزاد ہو گیا اور فوراً اکائیائی لیگ میں شامل ہو گیا، اور اسی طرح میگارا، ترو سے زین اور اپی دوروس آزاد ہو کر لیگ کے رکن بن گئے۔ اس کے بعد (پلوٹارک کے الفاظ میں) اراتوس نے بطلیموس کو اکائیائیوں کا حلیف بنا دیا اور اسے بری و بحری کمانڈر مقرر کرا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ مصر اراتوس کے میدان سے کافی دور ہونے کی وجہ سے آزاد شدہ یونانیوں

کے لئے باعث خطرہ نہیں تھا۔
اس کے بعد اراتوس نے آرگوس کو آزاد کرانے کی کوشش کی۔ دراصل وہ وہاں کے خودسر ارسطوماخوس کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا، لیکن سازشیوں میں سے ایک فریق ثانی سے جاملا جس کی وجہ سے سازش منکشف ہوگئی۔ بعدازاں جب ارسطوماخوس کو اسکے غلاموں نے مار ڈالا اور ارسطیفوس اُس کا جانشین ہوا تو اراتوس نے اپنی کوشش دوبارہ شروع کی، اور آرگوس پر حملہ کردیا، لیکن چونکہ آرگوسیوں نے اُسے مدد دینے سے انکار کردیا اس لئے اُسے واپس آنا پڑا، چنانچہ اب ارسطیفوس نے اکائیائیوں پر نقض امن کا باضابطہ الزام لگادیا اور آخری تصفیے کے لئے مقدمہ مین تی نیہ والوں کے سپرد کردیا گیا، جنھوں نے حکم دیاکہ اکائیائی تیس مینا جرمانہ اداکریں۔ (تقریباً سنہ ۲۴۰ ق م)۔ الغرض اراتوس کی آرگوس لینے کی کوشش بالکل بیکار ثابت ہوئی، اور بہت جلد وہ آرگوس سے کہیں زیادہ اہم شہر کے معاملات میں منہمک ہوگیا۔
اکائیائیوں نے اسپارٹا کے ساتھ ایک دفاعی محالفہ کرلیا تھا، اور اب اس شہر میں ایسے واقعات رونما ہورہے تھے جن کی وجہ سے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے اراتوس کی اب تک کی کوششوں سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ عزم و استقلال کی ضرورت تھی۔ یوڈامیداس کے بیٹے آگس نے (۲۴۴ سنہ ق م) تخت پر بیٹھتے ہی اسپارٹا کی قدیم تادیب کا اور اُس کے ساتھ اسپارٹا کی قدیم شان اور قوت وجبروت کا احیا کرنے کا تہیہ کرلیا [۵۷]

[۵۷] آگس - دیکھو ہرمان ٹومزر: "مملکت قدیمہ" Hermann-Thumser : Staatsalt
۴۵)۔ سونیت۔ بالکل غیر متیقن ہے اس لئے کہ ہماری خاص سند پلوٹارک اس کی طرف بہت کم توجہ کرتا ہے۔ اس تمام عہد کا بہترین مواد کلاٹ کی

یانبل

چوتھی صدی ق م تک یعنی اگے سی لاؤس کے زمانے تک اسپارٹائیوں میں نفس کشی کا جو جذبہ تھا وہ اب باقی نہیں رہا تھا جس کی وجہ سے امرا و غربا کے درمیان کے تباین نے ایک نمایاں شکل اختیار کر لی تھی۔ اسپارٹائیوں کی تعداد گھٹتے گھٹتے صرف ۷۰۰ رہ گئی تھی، اور صرف ایک سو خاندان ایسے تھے جو مالک جائداد تھے اور ان میں سے بعض بے حد متموّل خاندان عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اس ذی اختیار طبقے کی توانائی اور مستعدی ہیلوتوں اور پیری یوئیکی کو قابو میں رکھنے کے لئے کافی ہو، لیکن غیر ممالک میں اسپارٹا کا کوئی اثر باقی نہیں رہا تھا اور نہ کوئی اُس کی قوت کو مانتا تھا۔ آگس نے سوچا کہ ذی اقتدار طبقے یعنی اسپارٹیوں کی تعداد بڑھائی جائے اور سو متموّل گھرانوں کی پیدا کردہ دولت کو زیادہ سے زیادہ خاندانوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس کا پیش نامہ یہ تھا کہ غربا اور مفلوک الحال طبقے میں جائداد اشتراکی انداز سے تقسیم کی جائے۔ آگس نے اپنی ماں آسیتر اتا، اپنے چچا اگے سی لاؤس اور ذی اثر شہری لیساندر کو (جو فاتح ایتھنز کی نسل سے تھا) اپنا ہمنوا بنا لیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہ معاشری انقلاب حتی الامکان قانونی انداز سے ہو۔ موسم خزاں ۲۴۳ ق م میں لیساندر ایفور مقرر ہوا اور ہوتے ہی اُس نے مجلس سینات میں یہ تحریک کی کہ جملہ قرضے

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ — تحقیقات سے مہیا ہوتا ہے۔ چوتھی صدی ق م میں ایفور ایپی تادیوس نے اراضی کی علیحدگی کے لئے ایک قانون منظور کرایا تھا؛ اس کے لئے دیکھو پلوٹارک: "حیات آگس" ۵، اور پیولمان Pœhlmann ۴۵۔

دستاویزات کا جلنا: "حیات آگس" ۱۳؛ اس سے ۱۷۸۹ء میں فرانسیسی امرا کا اپنے حقوق سے دست بردار ہونے کی یاد تازہ کرتا ہے، اور اُس کی طرح انہیں بھی انھیں بہت مالی نقصان اُٹھانا پڑا۔

معاف کر دیئے جائیں اور اراضی کی تقسیم کر دی جائے۔ وہ چاہتا تھا کہ اراضی کے چار ہزار ٹکڑے اسپارٹیوں کے لئے اور پندرہ ہزار پیریوئیکیوں کے لئے کئے جائیں، اور کئی ہزار پیریوئیکیوں کو اسپارٹائی رتبہ دیا جائے۔ آگس خود متموّل ترین اسپارٹائیوں میں تھا، چنانچہ اس نے ایثار اور قربانی کی مثال قائم کی اور اپنی عظیم الشان زمینداری اور اپنا ذاتی خزانہ جس میں چھ سو تالنت یا تقریباً بیس لاکھ روپیہ تھا، حکومت کے حوالے کر دیا۔ طالب علم کو سب سے زیادہ ان عظیم الشان رقوم سے تعجب ہوتا ہے جو غیر ممالک سے آکر اسپارٹا کے خزانے بھرتی تھیں، اور غور کیا جائے تو اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ راس تینے نارو م پر اجیر سپاہیوں کا جو بازار تھا اُس کی وجہ سے اسپارٹائیوں کی جیبیں بھرتی ہوں گی اس لئے کہ ایک طرف تو دلالوں اور ٹھیکہ داروں کو اپنا کاروبار پھیلانے کی اجازت کے معاوضے میں خطیر رقمیں داخل کرنی پڑتی تھیں بلکہ جو اجیر سپاہی وہ مہیا کرتے تھے اسکا بھی فی کس کچھ روپیہ دینا پڑتا تھا۔ اسپارٹائیوں کو صرف یہ کرنا پڑتا تھا کہ بازار کی نگرانی کریں اور یہ وہ نہایت عمدگی سے کرتے تھے۔ بہر حال لیساندر کی تحریک کو مجلس سنیات میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی اس لئے کہ مستبد گروہ کو یہ پسند نہیں تھا کہ ان کی جائدادیں ان کے قبضے سے نکال لیا جائے۔ اصل میں اصلاح کا سب سے بڑا مخالف شاہ لیونی داس تھا، چنانچہ اُسے کوئی بہانہ ڈھونڈھ کر تخت سے اُتار دیا گیا اور اُسکی جگہ اُسکا داماد کلیومبروتوس تخت پر بٹھایا گیا جو خود بھی آگسیوں کے خاندان سے تھا لیکن اب ایک جدید مشکل رونما ہوئی وہ یہ کہ ۲۴۲ ق م کے ایفوربھی اصلاحات زیر بحث کے مخالف نکلے، چنانچہ انھوں نے لیساندر اور اُس کے ساتھی مندروکلی ناس پر غیر دستوری طرز کار کا الزام لگایا اور اُن کا مواخذہ کیا۔ اس پر دونوں بادشاہوں نے مداخلت کر کے ایفوروں کو اس الزام

باب ۱

پر معزول کر دیا کہ اُنھوں نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے، اور قرضداروں کے جیل خانوں کے دروازے کھول دینے کا حکم دیدیا۔ ان کارروائیوں سے عدیدی گروہ خوف زدہ ہوگیا اور لیونیداس تگیہ بھاگ گیا۔ اس کے بعد دستاویزات قرضہ منظر عام میں جلا دیئے گئے، لیکن اراضی کی از سر نو تقسیم عمل میں نہیں آسکی۔ اسی دوران میں ایک جنگ بھی چھڑ گئی۔ ایتولی پیلوپونیز خصوصاً اکائیائی لیگ کے پیچھے پڑے ہوئے تھے، اور چونکہ اسپارٹا اکائیائی لیگ کا حلیف تھا اس لئے اُسے مدد دینا اُس کا فرض تھا۔[شہ] چنانچہ آگس کی کمان میں اسپارٹی میدان جنگ کو روانہ ہوئے اور راستے میں جہاں کہیں ہوکر گزرے وہاں اُن کی مستعدی اور اُن کی چال ڈھال کا لوگوں پر بہت کچھ اثر پڑا اور انھیں پرانے زمانے کی یاد تازہ ہوگئی۔ آگس خاکنائے کے پاس لڑائی لڑنا چاہتا تھا، لیکن اراتوس جو اکائیائیوں کا سپہ سالار تھا، حسب معمول خطرے میں اپنے آپ کو نہیں ڈالنا چاہتا تھا، بالخصوص ایسی حالت میں جب اُس کی مدد سے آگس کی شہرت میں چار چاند لگ جائیں۔ الغرض اراتوس نے اسپارٹائیوں کو برخاست کردیا۔ ایتولیوں کو پیلوپونیز میں داخل ہونے سے نہیں روکا، اور جب وہ شہر پیلینے میں داخل ہوگئے

شہ اراتوس، آگس اور ایتولی؛ پلوٹارک: "آگس" ۱۵؛ "آراتوس" ۳۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسپارٹا نے اکائیائیوں کے حلیف کے طور پر اس مستحفظ لیگ کیساتھ شامل ہوا تھا[۲۲۱] سنہ ق م میں ایتولی فنگالیہ پر قابض ہیں؛ پولی بیوس ۴، ۳۔

ایتولی حملۂ ایتولیہ؛ پلوٹارک: "کلیومنیس" ۱۸؛ پولی بیوس ۴، ۳۴؛ مقابلہ کرو ڈروائسے سن ۳، ۱، ۴۲۹، ۴۳۰۔ وہ چاہتے تھے کہ "جلاوطنوں کو واپس لائیں اور وہ لقوینیہ سے پچاس ہزار جنگی قیدی لے گئے۔ بلاشبہہ یہ سب اجیر سپاہی ہوں گے۔

تو یک بیک ان پر ٹوٹ پڑا اور انہیں شکست دے دی۔ اگر اس شخص کی وجہ سے جو امیروں کو غریب اور غریبوں کو امیر بنانے والا تھا، اکائیائیوں کو فتح حاصل ہو جاتی تو پھر اراتوس کا اور عام طور پر پیلوپونیزی اعیان کا تو کام تمام ہو جاتا اس لئے کہ ایسی حالت میں اکائیائیوں میں سے جو غریب تھے وہ یقیناً اسی کا ساتھ دیتے۔ لیکن اب یہ سب ناممکن ہو گیا تھا اور اراتوس اب آسانی سے سانس لے سکتا تھا جو کچھ باقی رہا تھا وہ اسپارٹی عدیدیوں اور اگےسی لاؤس کی حماقت نے پورا کیا اس لئے کہ اگےسی لاؤس کے سپرد اصلاحات کی تکمیل کا فرض کیا گیا تھا، اور اس نے یا تو اپنے فرض کو ادا ہی نہیں کیا ورنہ ادا کیا تو نہایت ناقابل اطمینان انداز سے۔ دستاویزات ضرور نذر آتش کر دی گئی تھیں، لیکن تقسیم اراضی کے لئے کچھ نہیں کیا گیا تھا۔ اس پر آگس کے مخالفین کہنے لگے کہ اگےسی لاؤس کا جو قرضہ ہے اس سے وہ دست بردار ہونا چاہتا اور ساتھ ہی اپنی اراضیات حسب سابق اپنے قبضے ہی میں رکھنا چاہتا ہے۔ اس کے برعکس یہ دلیل پیش کی جا سکتی تھی کہ قرضے اتارنا آسان ہو لیکن اراضی کی تقسیم کرنے کے لئے وقت درکار ہے، بالخصوص ایسی حالت میں کہ یہ نہیں معلوم کہ فلاں قطعہ کس کے سپرد کیا جائے گا۔ بہر نہج اصلاحات کی ناقص تکمیل سے احساس عامہ میں کچھ ایسا ردّ عمل ہوا کہ لیونیداس واپس آ گیا اور اس کی جگہ اگیسی لاؤس کو شہر چھوڑ دینا پڑا۔ یہ وہی اگےسی لاؤس تھا جس کا بیٹا ہپومیدون بعد میں تھریس کا مصری صوبہ دار مقرر ہوا۔ لوگ اصلاح پسند گروہ کے اس قدر مخالف ہو گئے کہ آگس اور کلیومبروتوس دونوں کو ملک کے حرموں میں پناہ لینی پڑی لیکن اس سے آگس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کلیومبروتوس کی بیوی خلی دونس نے تو اپنے شوہر کو بچا لیا، لیکن آگس نے دام تزویر میں پھنسکر حرم چھوڑ دیا اور جب وہ سڑک پر ہو کر نکل رہا تھا تو ایفور

باب ۱

امفاریس نے، جس نے اُس کی دوستی کا دم بھرا تھا، اسے گرفتار کر کے داخل محبس کر دیا، اور یہاں اُس کا کام تمام کر دیا گیا۔ اس کے بعد اُسکی ماں اور اُس کی دادی بھی جیل خانے میں آگس کو دیکھنے کے بہانے سے لائی گئیں اور وہاں اُنھیں بھی موت کے گھاٹ اتار اگیا۔ چونکہ آگس کی بیوہ اگیاتس اسپارٹا کی سب سے متمول وارثہ تھی اس لئے لیونیدا س نے اسے اپنے بیٹے کلیومنیس سے نکاح کرنے پر مجبور کیا۔ الغرض اسپارٹا میں امن وامان دوبارہ قائم ہو گیا اور اعیانیوں کو اطمینان نصیب ہوا (سنہ ۲۴۰ ق م) ۹

پیلو پونیز کی اعیانی جماعت میں اب کہیں جان میں جان آئی۔ مقدونیہ کے عدیدی اور فرماں رواد ونوں کے اشتراکی اصول کے خلاف متحد ہونے کی وجہ سے اس ملک کا مستقبل بھی درخشاں نظر آنے لگا۔ اکائیائیوں نے انتی گونوس کے ساتھ صلح کر لی اور معلوم ہوتا ہے کہ اس بادشاہ نے اکروکورنتھ پر قبضہ کرنے کا خیال دل سے نکال دیا۔ انتی گونوس نے سنہ ۲۳۹ ق م میں پختہ عمر میں انتقال کیا۔

انتی گونوس کے بعد اُس کا بیٹا دیمتریوس تخت نشین ہوا اور سنہ ۲۲۹ ق م تک حکومت کی۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اُس نے شامی استراتونیس کے ساتھ نکاح کیا تھا لیکن اس کے ساتھ قطع تعلق کر کے اپیائروس پر اپنا دعویٰ جتانے کی غرض سے وہاں کی شاہزادی فتیہ کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ اپیائروس کی حالت اندرونی خلفشار کی وجہ سے نہایت زبون تھی۔ پرھوس کے جانشین ایک دوسرے

---

۹ پیوسانیاس (۸، ۱۰، ۷، ۴۔۲، ۱۴) کہتا ہے کہ آگس مین تی نیہ کی ایک لڑائی میں کام آیا تھا لیکن ہم اس بیان کو قابل وثوق نہیں سمجھتے اور معلوم ہوتا ہے کہ پیوسانیاس کو خلط مبحث ہوا ہے۔

کے ساتھ برسرپیکار تھے اور یکے بعد دیگرے قتل ہو رہے تھے تا آنکہ
پرھوس کی اولاد سے صرف ایک لڑکی دئی دامیہ رہ گئی اور اس کا
بھی امبرکیہ کے بت خانۂ ارتےمس میں باغیوں نے کام تمام
کر کے اپیارُوس میں جمہوری وفاقی مملکت قایم کر دی گئی۔ دیمتریوس
نے کسی قسم کی مداخلت نہیں کی اس لیے کہ اوّل تو اُسے خود مشکلات
کا سامنا کرنا پڑا تھا، اور دوسرے وہ چاہتا تھا کہ آندھی چل کر خود بخود
بند ہو جائے۔ دردانیوں نے مقدونیہ پر یک بیک حملہ کر دیا تھا،
اور ایتولی بھی حرکت کر رہے تھے اور اکارنانیوں پر حملہ کر رہے
تھے۔ چونکہ اس موقع پر مقدونیہ اکارنانیوں کی مدد کرنے کے لیے
تیار نہیں تھا اس لیے آخر الذکر نے رومنوں سے مدد طلب کی اور
کہلوایا کہ ان کے ہی آبا و اجداد ایسے تھے جو ٹروا کے خلاف
برسرپیکار نہیں ہوئے تھے۔ اس پر رومن سینیٹ نے ایتولیوں سے
کہا کہ تم فوراً اکارنانیوں کو چھوڑ دو، لیکن اکارنانیوں نے اس کی مطلق
پروا نہیں کی۔ غالباً اسی زمانے میں ایتولیوں نے آرکیڈیا کے شہر فگالیہ
پر قبضہ کر لیا ہوگا اس لیے کہ کچھ مدت کے بعد ہم یہ شہر اُسی کے قبضے
میں دیکھتے ہیں۔ اب اراتوس نے ایتولیوں کے ساتھ اس شرط پر
مخالفہ کر لیا کہ اگر وہ فگالیہ پر قابض رہیں گے تو وہ ہمسایۂ ہرایہ پر
قبضہ کر لے گا۔ اس کے علاوہ بھی وہ اکائیائی لیگ کا اثر وسیع کرنے
میں ہر طرح کی کوشش کر رہا تھا، اور اس کوشش میں اُس نے اپنے
محبوب طرز عمل یعنی چالبازی سے کام لیا۔ اس کا مسلک یہ نہیں
تھا کہ جنگ آزمائی کرے، لیکن جب لڑائی سر پر آجاتی تھی تو کوئی
شخص اُس کے اقوال و افعال میں شمہ برابر بھی نقص نہیں نکال سکتا
تھا، گو وہ خود طعنۃً ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ میدان جنگ میں ہمیشہ میرا
دل ڈھرکنے لگتا ہے اور دست ہو جاتے ہیں! لیکن وہ کبھی کسی
خطرے کا سامنا حتی المقدور نہیں کرتا تھا، اور اگر دوسروں کی مدد

باب ۱

کرنے میں کوئی اندیشہ ہوتا تھا تو وہ اپنے رسالے کو عقب ہی میں رکھنے پر اکتفا کرتا تھا - ان ہی ترکیبوں سے اُس نے آرگوس کے خودسر ارسطیفوس کو شکست دی، لیکن اس کے بعد بھی وہ آرگوس پر قبضہ نہیں کر سکا - ارسطیفوس کے بعد نوجوان ارسطوماخوس خودسر ہوا، اور اُس کے دربار میں بزدل اراتوس کا خوب مضحکہ اڑایا گیا - اس کے برعکس میگالوپولس میں اکائیائی طرز عمل کو کامیابی حاصل ہوئی - باوجود حال کے واقعات کے اس شہر میں اعلیٰ خیال نوجوان لیدیادیس خودسر بن بیٹھا تھا، اور اب اُس سے کہہ سُن کر اراتوس نے اُس سے خودسری سے دست برداری دلوا دی جس کے بعد میگالوپولس بھی اکائیائی لیگ میں شامل ہو گیا - اکائیائی لیدیادیس کے اس فعل سے اس قدر خوش ہوئے کہ انھوں نے اُسے ۲۳۳ ق م میں استراتی گوس مقرر کر لیا - معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اکائیائیوں کو یہ خیال ہو گیا تھا کہ لیگ کے طرز عمل میں ذرا زیادہ جوش اور ذرا کم انحصار ردیے اور چالبازی پر ہونا چاہیئے، اور اس قسم کی حکمت عملی کے لئے لیدیادیس سے بہتر کوئی شخص نظر نہیں آتا تھا - بہر حال اراتوس، جو ہر دوسرے سال استراتیگوس مقرر ہوتا تھا اور جو لیگ کی گویا روح رواں تھا، اس کا مانع ہوا - لیکن جب اُس نے ایتھنز کو مقدونوی اثر سے نکالنا چاہا تو اُسے ابتدا میں اتنی کامیابی نہیں ہوئی - انتی گونوس گوناتاس کی زندگی ہی میں اُس نے پرائیوس پر حملہ کیا، لیکن جب اُسے ناکامی ہوئی تو (خود اراتوس کے خود نوشتہ تذکرے کے بموجب) اُس نے یہ ظاہر کیا کہ یہ حملہ اُس نے نہیں بلکہ ارگی نوس نے کیا تھا، اور موخر الذکر نے اپنی فراری کے وقت اراتوس کا نام اس لئے پکارا تھا کہ جو لوگ اُس کا تعاقب کر رہے تھے وہ راہ راست سے ہٹ جائیں - الغرض اس ناکام اور حملے کا الزام ارگی نوس جیسے بدمعاش کے سر تھوپا گیا، ورنہ

پھر ایتھنز کے حکمران ممکن ہے کہ ارسطیفوس کی طرح اکائیائیوں کا نقض امن کی بنیاد پر مواخذہ کر دیتے۔ دیمتریوس کے تخت نشین ہونے پر دیار شمالی میں اراتوس کی کوششیں اس سے زیادہ کامیاب نہیں رہیں۔ اسے دیمتریوس کے سپہ سالار بی تیس نے فیلاکیہ کے مقام پر شکست دی اور افواہ یہ گرم ہوئی کہ اراتوس لڑائی میں کام آیا ہے۔ پرائیوس میں شاہی صوبہ دار دیوجانس نے اکائیائیوں سے مطالبہ کیا کہ اس خبر کی بناء پر کورنتھ کا تخلیہ کر دیں، اور سب سے تعجب آمیز بات یہ ہے کہ ایتھنزیوں نے اراتوس کی وفات کی خبر سنتے ہی پتوں کے گھیرے تک پہن لیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اکائیہ سے باہر کوئی شخص اس کی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن جب دیوجانس کا پیام کورنتھ پہنچا تو اُس وقت خود اراتوس موجود تھا اور محض ایتھنزیوں کو یہ دکھانے کے لئے کہ میرا اب بھی زندوں میں شمار ہے اُس نے فوراً اٹیکا کا رخ کیا اور اُسے تاراج کر دیا۔ لیدیادیس چاہتا تھا کہ اکائیوں اور اسپارٹا کی لڑائی ہو جائے، لیکن اراتوس نے اُنھیں باز رکھا۔ اصل یہ ہے کہ جیسا ہم دیکھ چکے ہیں، اسپارٹی عدیدی اُس کے دوست اور ہمنوا تھے۔

سنہ ۲۲۹ ق م میں دیمتریوس کی موت پر صورت حال میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اُس کا بیٹا فیلقوس جو اُس کا جانشین ہوتا، صرف سات برس کا تھا، اور عام خیال یہ ہو گیا کہ اب مقدونیہ کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ لیکن مقدونیہ کو فیلقوس کے ایک قریب کے رشتہ دار انتی گونوس ساکن سرنہ نے متولی سلطنت بن کر بچا لیا۔ تاریخ میں اس کا لقب دوسون یا "فراخ دست" ہے، یہ شاید اس لئے کہ وہ ہمیشہ قوت و اقتدار سے دست بردار ہونے کے لئے تیار رہتا تھا۔ سلطنت سے باہر مقدونوی اثر کی حالت بہت بُری تھی، اس لئے کہ تھسلی علیحدہ ہو گیا اور ایتو کی پھر وسطی یونان میں پیش پیش

ہو گئے، پیلوپونیز میں ارسطوماخوس والی آرگوس خودسری سے دست بردار ہو گیا، اور گو لیدیادیس استرانی گوس تھا پھر بھی اراتوس نے اُسے ڈیڑھ سو تالنت بھیج دیئے۔ جب لیدیادیس نے ارسطوماخوس کا معاملہ اکائیائیوں کے سامنے پیش کیا جو اغلباً آرگوس کے شمول لیگ پر مشتمل تھا، تو اراتوس نے اُس سے مخالفت کی اور اکائیائیوں نے ارسطوماخوس کی درخواست مسترد کر دی۔ لیکن اس کے بعد اراتوس نے اُس کے موافق تقریر کی جس پر فیلقوس اور آرگوس دونوں لیگ میں شامل کر لئے گئے اور ارسطوماخوس سپہ سالار منتخب ہو گیا۔ یہ ایک مدبر کے لئے ایک نہایت ہی عجیب وغریب طرز عمل تھا! یہ بالکل عیاں ہے کہ اراتوس کی نظر میں ہر شئے کی صرف اتنی قیمت تھی جتنی وہ اُس کے مقاصد کے حصول میں کام آئے، اور سیاسیات اُسکے نزدیک ایک طرح کا کاروبار تھا، چنانچہ وہ اقتدار کے حصول میں روپیہ خرچ کرنے میں بھی دریغ نہیں کرتا تھا۔ مثلاً اُس نے اسی طرح کا کاروبار ایتھنزیوں کے ساتھ، یا یوں کہو کہ ایتھنزیوں کے لئے کیا گو اس کا وہ نتیجہ نہیں نکلا جس کی امید تھی۔ دیمتریوس کی موت کے بعد سپہ سالار دیوجانس نے اس پر رضامندی ظاہر کی کہ وہ اُن مقامات کو جو اُس کے قبضے میں تھے، یعنی پرائیوس، مونی خیہ، سالامس اور سونیوم کو ڈیڑھ سو تالنت کے معاوضے میں ایتھنزیوں کے حوالے کر دے گا۔ اس پر اراتوس نے یہ روپیہ بھیج دیا اور دیوجانس نے ان قلعوں کا تخلیہ کر دیا۔ ایتھنزیوں نے پہلے تو دیوجانس کا اظہار تشکر کیا، پھر اپنے ہم وطنوں یورقلیدیس اور میکیون کا اس خدمت کے لئے شکریہ ادا کیا، لیکن اُنھوں نے اراتوس کو بالکل نظرانداز کر دیا اس لئے کہ شاید وہ اُسے محض ایک کاروباری آدمی سمجھتے تھے جس کا پہلا کام محض اپنے غرض مطلب کو دیکھنا تھا؛ ساتھ ہی ایتھنز اکائیائی لیگ میں بھی شامل نہیں ہوا۔ آخر اس حکمت عملی کا اصل سبب

کیا تھا؟ ڈروائے سن کا قیاس ہے کہ اراتوس کو اس سے اس لئے اختلاف تھا کہ وہ لیگ میں کسی قسم کے "جدید خیالات" کے شمول کا خواہاں نہیں تھا، یا دوسرے الفاظ میں اُسے یہ خوف تھا کہ کہیں لیگ میں اعلیٰ التمدن یافتہ ایتھنزیوں کا اقتدار حد سے متجاوز نہ ہو جائے اور اُسے اپنے اثر سے دست بردار ہونا پڑے۔ گو یہ قیاس عجیب وغریب ہے، لیکن اس میں حقیقت کا عنصر ضرور ہے، لیکن ساتھ ہی یہ پوری حقیقت کا اظہار نہیں کرتا۔ اوّل تو خود ایتھنزی اس لیگ میں شرکت کے خواہاں نہیں تھے اس لئے کہ یہ اُن کے لئے ایک طرح کی ترقی معکوس ہوتی، چنانچہ اُن کی عدم رضامندی اس شمول کے لئے سب سے بڑی سدّ راہ ثابت ہوئی۔ علاوہ ازیں اغلباً ایک دوسری سدّ راہ بھی ملحوظ رکھنی چاہیئے۔ سوال یہ ہے کہ اراتوس کو یہ سب رقمیں کہاں سے مل جاتی تھیں؟ اس کا جواب صرف ایک ہی ہوسکتا ہے کہ مصر سے یہ بات تحریر میں موجود ہے کہ بطلیموس اُسے چھ تالنت سالانہ دیتا تھا، اور اگر اُسے کسی خاص کام کے لئے مزید رقم کی ضرورت ہوتی تو بطلیموس یقیناً اس سے بھی دریغ نہ کرتا۔ ظاہر ہے کہ اس کے معاوضے میں بطلیموس چاہتا تھا کہ اُس کے مفاد کی حتی الامکان نگرانی کی جائے۔ اب بطلیموس کی یہ بھی خواہش تھی کہ ایتھنز آزاد رہے، چنانچہ اگر اراتوس چاہتا بھی تو بھی ایتھنز کو اکائیائی لیگ میں شامل ہونے کی کوشش نہیں کرسکتا تھا۔ اسکے برعکس مقدونیہ نے جونہی بیک ایتھنزی علاقے میں سے اپنے محافظ رسالے ہٹا لیئے اس کی وجہ سے ائی گینا، ہرمیونے اور بیشتر آرکیڈی اکائیائی لیگ میں شامل ہوگئے اور اُن کے شمول کی وجہ سے یہ لیگ بیحد ذی اقتدار ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈیڑھ سو تالنت سے کام ضرور نکلا۔[1]

[1] بلاشبہ انتی گونوس کا لقب "دوسون" اس کے اس قول کے سبب سے تھا

باب ۱

اسی دوران میں انتی گونوس مقدونی سرحد کی حفاظت کر رہا تھا؛ اس نے از سر نو تھسلی کے ایک حصے کو اپنا مطیع کر لیا، لیکن وہ ایتولیوں کو ملک سے نہیں نکال سکا، نہ انھیں لیز یماخیہ، کیوس، اور خامکدون میں آباد ہونے سے باز رکھ سکا[11]۔ اپنی سلطنت کے مزید استحکام کے لئے بھی اس نے ایتھنز پر حملہ نہیں کیا اسلئے کہ ایتھنز مصر سے یا روما سے کمک حاصل کر سکتا تھا؛ اس نے ایتھنز کو چھوڑ کر اپنی توجہ پیلوپونیز کی طرف مبذول کی جہاں پہنچ کر اس نے انتظار کیا اور آخر کار اسے موقع مل گیا۔

اس نواح میں مداخلت کا موقع اس مدافعت سے حاصل ہو گیا جو اراتوس نے اسپارٹا کی جدید تحریک کی تھی۔ اس تحریک کا بانی شاید لیونید اس کا بیٹا کلیومنیس تھا جس نے آگس کے مقاصد

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ جس کا اعادہ یوستی نوس ۲۸، ۳، ۱۵ میں کیا گیا ہے: "میں ترک سلطنت کے لئے اور خود اپنے ہاتھ سے اسے دوسرے کے نذر کرنے کے لئے تیار ہوں"۔

قلعوں سے دست برداری اور ایتھنزیوں کی آزادی؛ ڈرواۓ سن ۳، ۲، ۵۶۔ اراتوس کے مقاصد کی بابت واخسموت کی رائے ڈرواۓ سن سے مختلف ہے: "بلدیۂ ایتھنز" Wachsmuth : Die Studt Athen ۱، ۶۲۳ (نیز ۶۳۰ وغیرہ)۔

Koehler : Ein Verschollener ہرمیس، ۷، $\frac{1}{6}$۔ نیز دیکھو پلوٹارک: "اراتوس"، ۳۴۔ اراتوس کو بطلیموس باضابطہ تنخواہ دیتا ہے؛ پلوٹارک: "اراتوس"، ۴۱۔

[11] ڈرواۓ سن ۳، ۲، ۱۸ کے بموجب انتی گونوس نے کاریہ پر بھی قبضہ کر لیا؛ وہ اسکا ثبوت تروگوس کی تمہید ۲۸ سے دیتا ہے، جہاں لفظ "کاریائی" ضرور ملتا ہے لیکن یہ فقرہ مشتبہ ہے؛ اسکے علاوہ پولی بیوس ۲۰، ۵ میں لکھا ہے کہ انتی گونوس ایکمرتبہ اپنا بیڑا لیکر ایشیا کی طرف گیا تھا؛ لیکن یہاں الفاظ تکمیل کار رہ نہیں؛ پھر کیا یہ امر قرین قیاس ہے کہ یہ مہم خانخانہ تھی؟ نیز دیکھو عقب، حاشیہ ۱۵، اور فوق، حاشیہ ۳۔

اس کا خون بہا کر خاتمہ کر دیا تھا۔[۱۲] کلیومنیس کو مجبوراً آگس کی بیوہ سے نکاح کرنا پڑا تھا، لیکن اسی اتحاد سے آگس کی کوششوں کی یاد تازہ رہی، اور چونکہ اُس کا فطری میلان اعلیٰ مقاصد کی طرف تھا اسلیئے اُس نے آگس کا طرزِ عمل خود اختیار کر لیا، اور تہیہ کر لیا کہ اسپارٹا کی حالت بدل دینی چاہیئے۔ اس کے ساتھ بہت سے نوجوان اسپارٹی تھے جن کے نزدیک بھی مملکت کے دستور میں تبدیلی ہونی ضروری تھی، اور اس کا صلاح کار، یا یوں کہو کہ ان کا اُستاد رواقی فلسفی مسمی اسفائروس تھا۔ کلیومنیس تخت پر ۲۳۵ق م میں بیٹھا

---

[۱۲] کلیومنیس۔ گیلرٹ کا رسالہ ''کلیومنیس'' Gehlers : De Cleomene لائپزگ، ۱۸۸۳ء۔ اسفائروس کے لئے دیکھو ڈرواے سن ۳، ۲، ۵، ۷؛ زوسے میل ۱، ۳، ۷، ۴۷۔

پولی بیوس ۵، ۳۷۔

پولی بیوس ۵، ۳۷/۳۹ میں کلیومنیس کے خصائص کیساتھ انصاف برتتا ہے۔ اُسکی بہت سی صفات خود سروں جیسی تھیں۔ آگس اور کلیومنیس دونوں اشتراکیت پسند تھے، لیکن قدیم زمانے میں یہ مسئلہ اسقدر اہم نہیں تھا جیسا آجکل ہے، اس لئے کہ اُس زمانے میں غلامی سے کسی کو کوئی سروکار نہیں تھا، اور اسکے علاوہ بہت سے غیر مطمئن شہری اجیر سپاہیوں یا بحری قزاقوں کا پیشہ اختیار کر سکتے تھے۔

پلوٹارک نے اسمیں اس مشابہت کو ملحوظ رکھا ہے جو براوران گراکھی میں پائی جاتی ہے؛ لیکن یہ دونوں اسپارٹی برادران گراکھی سے کہیں زیادہ گرم تھے اور کائیوس گراکھوس کلیومنیس سے زیادہ نتائج سے بے پروا تھا، مثلاً ساہوکاروں کو اپنا طرفدار بنانے اور انتقام کے طرزِ عمل کی تائید حاصل کرنے کیلئے اس نے نہ صرف صوبۂ ایشیا کے باشندوں بلکہ خود روما کے شہریوں کو لبطور مال غنیمت کے انکے سپرد کر دیا۔ کلیومنیس کا خاتمہ اسپارٹا کے دشمنوں کے ہاتھوں ہوا، کائیوس گراکھوس کا خود اُس کے ہموطنوں کے ہاتھوں۔

واقعات کیلئے دیکھو تیولیفر کا مضمون ''اکائیہ'' پاؤلی وسوداکے محیط المحیط جلد اول۔

لیکن اُسے اپنی تدابیر چلانے میں ذرا دیر لگی۔ اُس کے مقاصد آگس کے مقاصد سے بھی بڑھے ہوئے تھے، اور اُس کی اسکیم کے لئے پوری تیاری کی ضرورت تھی، لیکن ساتھ ہی ایسی نہ تھی کہ اُس کا پہلے سے اعلان کر دیا جائے۔ اصل میں اُس کا ارادہ یہ تھا کہ ایفوروں کے اقتدار کی جگہ بادشاہوں کو اقتدار حاصل ہو جائے، جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنیٰ ہوئے کہ عدیدی حکومت کی جگہ شخصی حکومت قائم ہو جائے، اور جب اس تبدیلی کی وجہ سے اسپارٹا میں قوت و سطوت پیدا ہو جائے تو اُس وقت اُسے یونان کا، یا کم از کم پیلوپونیز کا رہبر بنا دیا جائے۔ اس نے پہلے تو اسپارٹا کا تگیہ اور ایمن تی نیہ کے ساتھ مخالفہ کرایا، جس کی وجہ سے اُس کی اکائیائیوں سے مخالفت ہو گئی جو کچھ مدت سے آرکیڈیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، اور آخر کار ۲۲۷ء ق م میں فریقین کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اکائیائیوں کا سپہ سالار اراتوس تھا جس نے پہلے تو حسب سابق کھلے میدان کی لڑائی سے گریز کیا، لیکن یہ تدبیر نہیں چلی، اور فریقین کے مابین میگالوپولس کے علاقے میں کوہ لیکائیوس کے دامن میں لڑائی ہوئی جس میں میدان کلیومینیس کے ہاتھ آیا۔ اراتوس بھاگ گیا، اور گو مشہور یہ ہوا کہ وہ لڑائی میں کام آیا ہے، لیکن اُس نے یہ معجزہ کر دکھایا کہ فوراً ایک فوج جمع کی، اُسے لے کر مین تی نیہ پہنچا، اور وہاں والوں کو اکائیائی لیگ میں شامل ہونے اور اپنے شہر کے غیر ملکی باشندوں کو شہری حقوق دینے پر مجبور کیا۔ اب کلیومینیس نے آگس کے بھائی ارخی داموس کو جلاوطنی سے واپس بلا کر آگس کے شیر خوار بچے کی جگہ اسپارٹا کے دوسرے یعنی یوری پونتی بادشاہ کی حیثیت سے تخت نشین کر دیا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کلیومینیس کو کسی دوسرے کے سہارے کی ضرورت ہے، لیکن بہت جلد شائد عدیدی گروہ کے ہاتھوں ارخی داموس کا کام تمام ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ کلیومینیس چاہتا

باب ۱

تو یہ فعل قبیحہ نہ ہونے دیتا، بلکہ بعض مورخ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ آرخی داموس کو خود اسی نے قتل کر دیا گو اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بہر حال اگر یہ بھی قیاس کیا جائے کہ اس نے جان بوجھ کر عدیدیوں کو اس قتل سے باز نہیں رکھا، تو بھی اُس کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکہ ضرور لگ جاتا ہے۔ اکائیائیوں سے جنگ جاری رہی اور اس میں کلیومنیس کو میگالوپولس کے علاقے ہی میں لیوکترا کے مقام پر پھر فتح ہوئی۔ یہ جنگ لیدیادیس کی موت کی وجہ سے یادر کھنے کے قابل ہے۔ لیدیادیس اکائیائی سوارے کی کمان کر رہا تھا، اور اُسے لے کر اُس نے اسپارٹیوں پر زبردست حملہ کیا، لیکن عین نازک موقع پر اراتوس نے جو ہوپ لیتوں کا سپاہ دار تھا، اُسے مدد نہیں دی جس کی وجہ سے لیدیادیس کو سخت نقصان پہنچا اور وہ خود بھی کام آگیا۔ یہ خبر سنتے ہی اکائیائیوں میں غیظ و غضب کی ایک لہر دوڑ گئی، چنانچہ وہ اے گیوم کے مقام پر جمع ہوئے اور ایک قرارداد منظور کی جس سے اس لیگ کی خاص حیثیت کا پتا چلتا ہے۔ اس قرارداد کا ماحصل یہ تھا کہ اراتوس کو اجیر سپاہیوں کی تنخواہوں کے لئے کوئی مزید رقم نہ دی جائے، اور اگر وہ اس پر بھی جنگ جاری رکھنا چاہے تو اس کے اخراجات اُسے خود برداشت کرنا پڑیں گے۔ لیدیادیس کی موت اراتوس کے لئے نہایت مبارک تھی، اور اگر وہ میدان جنگ میں اپنے معمولی تدبر سے کام نہ لیتا تو اُس پر غداری کا الزام گویا بنا بنایا تھا۔ جب اُسے عدم اعتماد کی اس قرارداد کی خبر ملی تو پہلے تو اُسکا خیال ہوا کہ اپنے عہدے سے استعفا دے دینا ہی مناسب ہے، لیکن اُس نے بہت جلد اپنا ارادہ بدل دیا اور ایک ایسی چال چلی جو اُس کی فطرت کے عین مطابق تھی، یعنی اورخومینوس پر حملہ کیا، دشمن کے تین سو سپاہیوں کو تہ تیغ کیا اور کلیومنیس کے سوتیلے باپ

باگستونوس کو گرفتار کر لیا - اب اول تو (جیسا اوپر بیان کیا جا چکا ہے) وہ ہر دوسرے سال ہی استراتےگوس ہونے لگا تھا، اور دوسرے کلیومنیس بھی اسپارٹا کے دستور میں انقلاب کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا جس کی وجہ سے صورت حال میں معتد بہ تبدیلی پیدا ہو گئی تھی، اور (اراتوس کے دشمنوں کے قول کے مطابق) وہ اب یہ چاہتا تھا کہ بانی میں کوئی دوسرا شخص اپنا ہاتھ ڈال لے - بہرنہج اراتوس اب اپنے عہدے سے ہٹ گیا اور اس کی جگہ تموکسےنوس استراتےگوس مقرر ہوا -

کلیومنیس نے کچھ تو بعض سربرآوردہ اسپارٹیوں کو اپنا ہمنوا کر کے اور کچھ رشوتوں کے ذریعے سے دستور اسپارٹا میں انقلاب کیا - اول تو وہ اسپارٹی فوج کو لے کر پیلوپونیز میں ادھر اُدھر پھرتا پھرا، اور جب سپاہی اس کوچ در کوچ سے تھک کر لیست پڑ گئے تو اُس نے انھیں چھوڑ کر اور اجیر سپاہیوں کی ایک فوج لے کر سیدھا اسپارٹا کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر یک بیک الفوروں پر ٹوٹ پڑا، پانچ میں سے چار کو تہ تیغ کیا، اور اسّی اسپارٹائیوں کو شہر سے نکال کر اگس والی اصلاحات کا اعلان کر دیا یعنی قرضے منسوخ کر دئے جائیں گے اور اراضی دوبارہ تقسیم کر دی جائے گی - ساتھ ہی اس غرض سے کہ اصلاحات پر اپنے عہدہ داروں کی وجہ سے کالعدم نہ ہو جائیں، اُس نے اسپارٹا کا دستور ہی بدل دیا - اول تو الفوروں کا عہدہ توڑ دیا گیا - کلیومنیس چاہتا تھا کہ اس اعیانی قابو یافتہ مجلس کی نگرانی سے اپنے آپ کو آزاد کرے، چنانچہ اُس نے یہ تاریخی اکتشاف کیا کہ الفوروں نے امتداد زمانہ سے اپنے اختیارات میں ناجائز توسیع کر لی ہے، اور اس نتیجے پر پہنچا کہ میرا فرض ہے کہ اس سقم کو رفع کر دوں - معلوم ہوتا ہے کہ مجلس سینات کا بھی خاتمہ کر دیا گیا، چنانچہ دوہری ملوکیت عملاً

باب ۱

شخصی حکومت کی شکل میں تبدیل ہوگئی۔ اس تبدیلی کی تائید کسی تاریخی واقعے سے نہیں ہوتی تھی۔ اُس نے ایک نئی مجلس قائم کی جس کے ارکان "پاترونومی" یا "صاحبانِ اقتدار ابوی" کہلاتے تھے۔ اسکے علاوہ اسپارٹی اقتدار کے عہد شباب کی طرح پیریوئیکی کو بھاری ہتھیاروں والے رسالوں میں شمول کی اجازت دے دی گئی اور فوج میں مقدونوی رسالوں کی طرح لمبے مقدونوی نیزے رائج کئے گئے، حقیقت یہ ہے کہ اس عہد میں مقدونوی "جتھے" کا اتنا ہی اوہام پرستانہ احترام کیا جاتا تھا جتنا زمانہ ماقبل میں نیز لقونیہ کو چھوٹے چھوٹے مقامی اضلاع یا صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا کلیومنیس کا برتاؤ شہریوں کیساتھ نہایت اچھا تھا اور اُس نے جو طریقہ اختیار کیا وہ متمدن یونانی مفکروں کا سا تھا اور ایک طرف اکائیائیوں سے اور دوسری طرف شاہ مقدونیہ سے بالکل مختلف تھا۔ اکائیائی دراصل متموّل اعیانیت کے قائم مقام تھے اور انتی گونوس کا نقطۂ نظر ایسے بادشاہوں کا تھا جن کا سب سے پہلا خیال خود حکمران اور مخصوص حقوق والے امرا کے مفاد کے حصول کا ہوتا ہے اور اس کے لئے وہ کسی ظلم وستم کو ناروا نہیں رکھتے۔ اراتوس، انتی گونوس اور کلیومنیس میں آخر الذکر سب سے زیادہ جدت طراز، شدید التحمل اور ساتھ ہی سب سے کم خود غرض تھا۔ اکائیائی اُسے خودسر کہتے تھے، اور حقیقت میں بھی وہ خودسر تھا لیکن اُس کی خودسری پرانے قسم کی خودسری سے کہیں زیادہ ارفع واعلیٰ تھی۔ آخر تک وہ اپنی قوم کے ساتھ اور اُس کی قوم اُس کیساتھ پورے طور پر وابستہ رہے۔

خارجی معاملات میں بھی کلیومنیس نے وہی مستعدی دکھائی جو اُس نے ۲۲۶ ق م کے انقلاب میں دکھائی تھی اور وہ مین تی نیہ کو اکائیائیوں سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہوا۔ اب اکائیائیوں میں اراتوس کی طرف سے اور بھی زیادہ بےچینی

پھیل گئی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اکائیائیوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہو گا کہ اُن کی عہدیت کا سربراہ کار ایک ایسا شخص بہتر ہو گا جسے ہر طبقے کے ساتھ مساویانہ ہمدردی ہو اور جو بہادری کے ساتھ لڑے، بجائے ایک ایسے شخص کے جس کی واحد تدبیر رشوت اور چالبازی ہو اور جو غربا کی روزی تو درکنار، امن وامان کی ضمانت بھی نہیں کر سکے۔ اراتوس کا تدبر ایسے لوگوں کے نزدیک ایک ایسے جہاز کے مماثل تھا جس میں مسلسل پانی آنے کے سبب سے جہاز والوں کو ہر آن ڈوب جانے کا اندیشہ رہتا ہو۔

اب اراتوس کے لئے یہ ظاہر تھا کہ وہ اپنی اور اپنے ہموطنوں کی دولت اور امارت کو جو گویا ایک ہی کشتی میں سوار تھے، ایک قابل رہبر اور ایک انبوہ کثیر کی مداخلت سے نہیں بچا سکتا اس لئے اب وہ غیر ممالک کی طرف نگاہ دوڑانے لگا۔ مصر سے تو اُس کے حسب دلخواہ مدد ملنی ناممکن تھی اس لئے کہ گو روپیہ وہاں سے آسکتا تھا لیکن فوجی کمک خارج از بحث تھی، اور کلیومنیس کے خلاف محض اجیر سپاہیوں کی مدد سے کسی قسم کی کامیابی خارج از بحث تھی؛ رہے اکائیائی، تو وہ اراتوس کے مقاصد کے حصول کے لئے اپنی جانیں معرض خطر میں ڈالنا نہیں چاہتے تھے۔ علاوہ ازیں جو روپیہ بطلیموس کے پاس سے آیا وہ اتنا نہیں تھا کہ اُس سے کافی اجیر سپاہی مہیا ہو سکیں۔ بطلیموس کو اس کی کیا پروا تھی کہ یونان میں امرا غربا پر حاوی ہو جائیں، بلکہ اس مُلک میں جتنا خلفشار ہو اُتنا ہی اُس کے لئے اچھا تھا۔ مقدونیہ کی کیفیت اس سے مختلف تھی اُس کے بادشاہ کو یہ صاف نظر آتا تھا کہ اگر یونان میں عوام النّاس کو کسی قسم کی کامیابی حاصل ہو نا نہ صرف متمول شہریوں کے لئے بلکہ کم وبیش کس جائز حکمرانوں کے لئے بھی خطرے سے خالی نہیں بشرطیکہ انکی راجدھانیوں اور یونان کے درمیان چوڑے سمندر حائل

نہ ہوں اور بشرطیکہ وہ بطالسہ کی طرح ایسے مطلق العنان حکمراں نہوں جو کسی غیر قوم پر محض قوت وجبروت سے حکومت نہ کرتے ہوں۔ العرض اکائیائی اعیانیوں نے انتی گونوس کے سامنے دست استمداد پھیلانا چاہا لیکن اس میں یہ مشکل تھی کہ اس طرز عمل سے لیگ کی تمام پچھلی حکمت عملی پر کلیتہً پانی پھر جاتا۔ اب اراتوس کی باری آئی۔ اُسے اس قسم کی مشکلات سے آسانی کے ساتھ نکلنا خوب آتا تھا، اور اُس نے میگالوپولس والوں کو، جن کے تعلقات مقدونیہ کے ساتھ ہمیشہ اچھے رہے تھے، اس کیلئے تیار کیا کہ اکائیائی لیگ سے اسپارٹا کے خلاف انتی گونوس سے دست استمداد پھیلانے کی اجازت طلب کرے اُنھیں اس کی اجازت مل گئی اور اس طرح اکائیائیوں اور مقدونیہ کے درمیان تعلقات قائم ہوگئے، چنانچہ صورت حال کچھ ایسی ہوگئی کہ آیندہ اگر خود اکائیائیوں نے براہ راست بادشاہ سے مدد چاہی تو کچھ ایسا خلاف فطرت نہیں ہوگا۔ لیکن اراتوس ایک قدم آگے بڑھا، یعنی اُس نے میگالوپولسی سفراکو جو انتی گونوس کے پاس جارہے تھے، خفیہ ہدایات دیں کہ اگر بادشاہ نے کلیومنیس کو شکست دے دی تو مقدونیہ کے لئے کس قدر مفید ہوگا۔ انتی گونوس نے جواب دیا کہ میں مدد دینے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ اکائیائی اُس کی تائید کریں، چنانچہ اراتوس نے غایت چالاکی کیساتھ اکائیہ کی مجلس میں تحریک کی کہ بادشاہ کی آمادگی کا شکریہ ادا کیا جائے اور مقدونیہ کی مدد صرف اُس حالت میں طلب کی جائے اگر اکائیہ اپنے دشمنوں کا مقابلہ تنہا نہ کرسکے۔ اس طرح بجائے میگالوپولس کے واسطے کے اب مقدونیہ اور اکائیہ کے درمیان اب براہ راست گفت وشنود شروع ہوگئی۔ پہلے تو اکائیہ نے تنہا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس میں اُسے کامیابی نہیں ہوئی اور اُنھیں ۲۲۴ سنہ ق م میں کلیومنیس نے ہرکاتومبیوم کے ضلع میں دیماے کے مقام پر شکست

دے دی۔ اس شکست سے نہایت خاص نتائج مرتب ہوئے، یعنی اس کے بعد اکثر اکائیائیوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کلیومنیس کیساتھ لڑنے میں اُن کا کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ کلیومنیس ظلم کرنا نہیں چاہتا بلکہ صرف یہ چاہتا ہے کہ متحدہ یونان کا رہبر بن جائے اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اس قسم کی رہبری تسلیم کر لینے میں مضائقہ نہیں۔ ظاہر ہے کہ اراتوس نے ان شرائط کی بناء پر کسی قسم کی گفت وشنود کی مخالفت کی، لیکن اُسے کامیابی نہیں ہوئی، اور اُس کی مخالفت کو نظر انداز کر دیا گیا۔ چنانچہ یہ قرار پایا کہ اکائیہ کے سفراء اور کلیومنیس کی ملاقات لرنا میں ہو جہاں آئندہ کے لئے قطعی انتظام کیا جائے۔ لیکن کلیومنیس بیمار ہو گیا اور اندرونی جریان خون کی وجہ سے لرنہ نہ آسکا۔

جو موقع اس وقت ہاتھ لگا تھا وہ جا کر واپس نہیں آیا۔ اراتوس نے اپنے ہم وطنوں پر دوبارہ اثر قائم کر لیا، اور جب کلیومنیس کی طبیعت درست ہوئی اور فریقین کی ملاقات کے لئے آرگوس مقرر ہوا تو اراتوس نے مجلس میں ایک قرارداد منظور کرالی کہ بادشاہ آرگوس کو تنہا بغیر مسلح ساتھیوں کے آئے۔ اس سے کلیومنیس ناراض ہو گیا، اور فوراً اکائیائیوں کے خلاف ازسرِنو جنگ ٹھان لی۔ یہ اُس کی غلطی تھی، اس لئے کہ اگر کلیومنیس مدبر بھی ہوتا تو وہ اس مشکل کو عبور کر لیتا اور اکائیائیوں کا رہبر بن جاتا؛ لیکن ظاہر ہے کہ اراتوس کی طرح کلیومنیس کو عقبی دروازے سے داخل ہونا پسند نہیں تھا۔

ابتداء میں تو کلیومنیس کو بعض نہایت درخشاں کامیابیاں ہوئیں۔ اُس نے آرگوس کو فتح کر لیا، اور جب ہم اس پر غور کرتے ہیں کہ مدت دراز سے آرگوس برابر اسپارٹا کی دست اندازی کی ہمیشہ مدافعت کرتا رہتا تھا، تو ہمیں اس فتح کی صحیح اہمیت کا

اندازہ ہوتا ہے۔ گو اراتوس سکیون پر قابض تھا، لیکن پیلے نے اور دوسرے شہر کلیومنیس سے جا کر مل گئے، اور کورنتھ نے بھی اُسکے لئے اپنے دروازے کھول دیئے۔ کورنتھ میں اراتوس کے مکانات اور دوسری جائداد تھی، اور اس وقت وہ اُسی شہر میں تھا، لیکن عین موقع پر وہ کسی نہ کسی طرح سے شہر سے نکل گیا۔ کلیومنیس نے اس جائداد کو ضبط نہیں کیا بلکہ اُلٹے اراتوس کو اس شرط پر بارہ تالنت پیش کیے کہ وہ اُسے اکائیائیوں کا سپہ سالار بننے میں مدد دے؛ لیکن اراتوس نے جواب دیا کہ مجھے واقعات پر قابو نہیں رہا اور میں کسی قسم کی مدد دینے سے قاصر ہوں۔ اس کے لئے کذب و افترا اس قدر عادت ثانیہ ہو گیا تھا کہ وہ بے ضرورت بھی جھوٹ بولنے میں مضائقہ نہ سمجھتا۔ اکرو کورنتھ میں ایک اکائیائی حرس محافظ رہ گیا تھا جس کے اکثر سپاہی اراتوس کے تنخواہ یاب تھے؛ اور یہی حرس یونان کی تباہی کا باعث ہوا۔

اب اراتوس نے آمر مطلق کی حیثیت اختیار کر لی، اور اکائیائیوں نے انکی اس حیثیت کو تسلیم کر کے اُسے "مطلق العنان استراتے گوس"، مقرر کر دیا۔ اس وقت اراتوس سکیون میں تھا، چنانچہ کلیومنیس اس شہر کی فصیل کے سامنے نمودار ہوا، جس کی وجہ سے اراتوس پس و پیش میں پڑ گیا کہ کیا کرنا چاہئے۔ اُس نے یہ دیکھ کر کہ ایتولیہ یا ایتھنز سے کمک طلب کرنا بیکار ہے اسلئے کہ وہ اسپارٹا کی ہمدردی کا دم بھرتے ہیں، انتی گونوس سے مدد کی التجا کی جب وہ سکیون سے چلا ہے تو اُس کے ساتھ اُس کے روتے ہوئے ہم وطنوں کا ایک گروہ عظیم تھا جنھیں خوف تھا کہ اُسے کلیومنیس گرفتار نہ کر لے۔ سکیون سے وہ سیدھا ائے گیوم پہنچا جہاں اس نے ایک قرارداد منظور کرائی کہ انتی گونوس سے مدد کی استدعا کی جائے اور اکرو کورنتھ اُس کے حوالے کر دیا جائے۔ اب اکائیائی لیگ کی

باب ۱

حالت اس درجہ زبوں ہوگئی تھی کہ اُس نے اپنی وفاداری کی ضمانت کے طور پر شاہ مقدونیہ کے پاس یرغمال بھیجے جن میں اراتوس کا بیٹا بھی شامل تھا، اور یہ یرغمال دربار مقدونیہ بظاہر نہایت درخشاں مستقبل کا وعدہ کر کے پہنچے لیکن درحقیقت اُن کے مُلک کا مستقبل نہایت ہی تاریک تھا۔ چونکہ ایتولی تھرموپلی پر بادشاہ کا راستہ روکے ہوئے تھے اس لئے اس نے یوبیہ ہو کر بیس ہزار پیدل اور چودہ سو سوار لے کر خالکتا ئے کا رخ کیا۔ اب خالکیس پر قبضے کی اہمیت عیاں ہوگئی۔ گو کلیومنیس کا میگارا کے علاقے پر قبضہ تھا، لیکن اراتوس کے فریق نے ارگوس کو ملالیا، اور چونکہ اس کے عقب کو اس چال کی وجہ سے خطرہ پیدا ہوگیا اس لئے اُس نے کورنتھ چھوڑ کر ارگوس مسخر کرنے کی ناکام کوشش کی اور آخر کار اُسے اسپارٹا واپس ہونا پڑا (۲۲۳ ق م)۔ ارسطوماخوس جو کسی زمانے میں آرگوس کا خودسر اور اس کے بعد اکائیائیوں کا سپہ سالار رہ چکا تھا اور جس نے آرگوس کلیومنیس کے حوالے کیا تھا اُسے شکنجے میں دیا گیا اور سمندر میں ڈبو دیا گیا۔ یہ حرکت خود اراتوس کے لئے نہایت ذلیل تھی[۱۳] اب اکائیائیوں نے ائے گیوم میں ایک قرارداد منظور کی کہ انتی گونوس لیگ کا صدر بنایا جائے اور غیر ممالک کے فرماں رواؤں سے جو بھی تعلقات ہوں وہ

---

۱۳ ارسطوماخوس کیساتھ سختی کا برتاؤ: پلوٹارک: "اراتوس" ۴۵۔
مقدونیہ کی صدارت میں ایک بڑی لیگ کا قیام: پولی بیوس ۴، ۵، ۴، ۹ - اس کا انتظام: پولی بیوس ۴، ۲۶ - کورنتھ میں جلسہ، اس کے بعد مختلف "اتحادوں" کو پیغامات تاکہ "قرارداد کی ازسرنو" کی توثیق ہوجائے۔ چونکہ اسپارٹا لیگ کا رکن نہیں ہے اسلئے یہ لیگ جنگ سیلاسیہ سے پہلے ہی بنی ہوگی۔ دوسون کے یک بیک چلے جانے اور قبل از وقت موت کیوجہ سے یہ اسکیم تکمیل کو نہیں پہنچی۔

جو آجکل تونس کی ہے - اس کے بعد مقدونیہ کی صدارت میں ایک بڑی لیگ قائم ہوئی جس کے ارکین میں اکائیائی بھی تھے -
انتی گونوس نے بالفعل اسپارٹا پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں کی، لیکن ظاہر ہے کہ یہ صورت حال زیادہ دن تک جاری نہیں رہ سکتی تھی - انتی گونوس اور ارائوس ایک طرح پر اس لئے فائدے میں تھے کہ وہ ایک جدید طرز عمل پیش کر رہے تھے جو بہت سے لوگوں کی نظر میں ملک کے لئے مفید تھا - رہا کلیومنیس تو وہ ابھی سے گویا تھک سا گیا تھا - اگر وہ غربا کا نجات دہندہ تھا، تو یہ دونوں بھی موجودہ معاشرے کے بچانے والے تھے؛ پھر وہ کامیاب بھی تھے اور یہی وہ چیز ہے جو رائے عامہ پر اثر ڈالتی ہے - کلیومنیس کو اسی طرح بیرونی مدد کی ضرورت تھی جیسے ارائوس کو، اور صرف مصر ہی ایسا ملک تھا جو اسے مدد دے سکتا تھا، اس لئے کہ ارائوس مصر کا تنخواہ دار تھا، لیکن اب وہ مصر کے دشمن مقدونیہ سے جا ملا تھا - الغرض یور گی تیس نے سرزمین یونان میں از سر نو اپنے قدم جمانے سے خوش ہو کر کلیومنیس کی درخواست منظور کر لی - گو ہم تک شاہ مصر کے جواب کے الفاظ نہیں پہنچے تاہم اُس کا لب لباب اس واقعے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کلیومنیس کی ماں کراتے سکلیہ اور اُس کی بیوی اگیاتس کے بطن سے اُس کے بیٹے کو یر غمال کے طور پر مصر جانا پڑا - پھر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دونوں محض پیامبروں کی حیثیت سے مصر گئے ہوں - اس میں شبہہ نہیں کہ بطلیموس نے کوئی لشکر نہیں بھیجا، ممکن ہے کہ اُس نے کلیومنیس کی رقمی امداد کی ہو، لیکن اُس کے مخصوص وسائل محض مدبرانہ گفت و شنود اور دھمکیوں پر مشتمل تھے اور ان کے لئے ایک پیسہ خرچ کرنے کی ضرورت نہیں تھی - مصر نے اسپارٹا کی اس قدر کم جو مدد کی تو اس کی ظاہری وجہ وہ پیچیدگیاں تھیں جو ایشیا میں پیدا ہو رہی تھیں،

باب۱

اور اس سے کلیومنیس کی حالت بہت دگرگوں ہوگئی۔ معلوم ہوتا ہے شائد اس کی ایک وجہ یورگی تیس کی علالت بھی ہوئی ہو جس کے باعث اُس کے عہد کے دوسرے حصے میں پہلے کی سی مستعدی نظر نہیں آتی۔ یہی وہ زمانہ تھا جب سلیوکوس سوم "سوتر" نے ایشیائے کوچک پر حملہ کر دیا تھا اور یہ وہ ملک تھا جہاں مصری اقتدار مسلّمہ تھا اور اُدھر اُس کے پرگامم سے نہایت اچھے تعلقات تھے۔ بعد ازاں جب ۲۲۳ قم میں افروجیہ میں سلیوکوس قتل ہوا تو اُس کے رشتہ دار اکائیوس نے جنگ کو جاری رکھا اور سلیوکوس کے بھائی انطاکوس سوم نے بابل سے شام آکر زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اکائیوس نے اتالوس کو ہر طرح سے دبایا، اس کی پرگامم میں ناکہ بندی کر لی ساتھ ہی جتنے یونانی شہر تھے وہ سب شاہ سوریہ سے جا ملے لیکن مصر نے اپنی قوت الیفی سوس اور ساموس میں برابر قائم رکھی۔ اب انطاکوس نے پونتوس کے بادشاہ متھراداتیس کی بیٹی لاؤدیکے کے ساتھ اپنا نکاح رچایا۔ بلاشبہ سلیو کی اقتدار کی ترقی کی وجہ سے ہی یورگی تیس کلیومنیس کے پاس کمک نہیں روانہ کر سکا ہوگا؛ لیکن اسے کم سے کم مقدونیہ کے ساحل کو تاراج کرنا چاہیئے تھا جس سے اسپارٹا کو یقیناً فائدہ ہوتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ۲۲۲ قم میں پیلوپونیز میں جنگ نہایت آہستگی سے جاری ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انتی گونوس کی چلت پھرت کو بطلیموس کی مداخلت کے امکان سے یقیناً صدمہ پہنچا ہوگا۔

انتی گونوس نے پہلے تگیہ اور پھر مین تی نیہ کو فتح کیا، اور موخر الذکر مقام پر اکائیائی، جنھوں نے اُس کی تسخیر میں بہت کم حصہ لیا تھا، نہایت ہی بے رحمی سے پیش آئے یعنی یہاں کے باشندوں کا قتل عام کیا اور انھیں غلام بنایا۔ انتی گونوس نے اس شہر کو آرگوسیوں کے نذر کیا، جنھوں نے اراتوس کے کہنے سے

باب ۱

یہاں ایک نوآبادی کی بنیاد ڈالی جس کا نام اکائیائی سپہ سالار نے مقدونوی محافظ معاشرے کے نام پر انتی گونیہ رکھا[۱۷۱] کلیومنیس کو صرف ایک جگہ کامیابی ہوئی اور وہ بھی غیر مکمل؛ اُسنے میگالوپولس لے لیا، لیکن اس سے پہلے ہی اس شہر کے اکثر باشندے فلیوپے من کی سرکردگی میں شہر کو خیرباد کہہ کر نکل گئے تھے۔ کلیومنیس نے اُنسے یہ کہلوایا کہ اگر تم اسپارٹا کے ساتھ مل جاؤ گے تو میں تمھیں واپس آجانے دوں گا، لیکن فلیوپے من کے کہنے سے انھوں نے اُس کا پیام مسترد کردیا جس پر کلیومنیس نے شہر تاراج کردیا۔ انتی گونوس نے کسی قسم کی مداخلت نہیں کی۔ میگالوپولس والوں کی اس استقامت سے اُن کے اعلیٰ خیالات کا اندازہ ہوتا ہے، اور ہم دیکھتے ہیں کہ

---

[۱۷۱] مین تی نیہ میں اکائیائیوں کے مظالم؛ پلوٹارک: "اراتوس" ۴۵۔ پولی بیوس نے ۲، ۵۸ پر جو عذر کیا ہے وہ محض لفاظی ہی لفاظی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مین تی نیوں نے جن تین سو اکائیائیوں کو تہ تیغ کیا تھا وہ خود اہل مین تی نیہ کی استدعا پر آئے تھے، اور اس لئے مین تی نیہ والوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا وہ بالکل درست تھا۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جن مین تی نیوں نے اکائیائیوں کو بلایا تھا وہ وہ نہیں تھے جنھوں نے ۳۰۰ کو قتل کیا، بلکہ فریق مخالف کے ارکان تھے۔ اسی طرح پولی بیوس کہتا ہے کہ تگیہ کے ساتھ جو سلوک اکائیائیوں نے روا رکھا وہ مین تی نیہ کے سلوک سے زیادہ نرم تھا، اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو مظالم مین تی نیہ میں روا رکھے گئے وہ محض "بربریت" کی وجہ سے نہیں تھے بلکہ انصاف پر مبنی تھے؛ یہ خیال بھی واقعات پر مبنی نہیں ہے۔ تشدد اور نرمی سے انصاف یا بے انصافی نہیں بلکہ غصے کے مدارج کا اظہار ہوتا ہے۔ اکائیائی بہ نسبت تگیہ کے مین تی نیہ سے کہیں زیادہ برافروختہ تھے؛ اس کی وجہ یہ تھی کہ (پلوٹارک: "اراتوس" ۲۵ کے بموجب) ایکمرتبہ مین تی نیہ نے اکائیائیوں پر تیس مینائے جرمانہ کیا تھا، اور گو یہ رقم نہایت ہی قلیل ہو لیکن اس سے اکائیائیوں کی بڑی بھاری توہین متصور تھی۔

باب ۱۰

فلپوئے من کی خصلت میں سازشی اراتوس سے کہیں زیادہ علو پایا جاتا ہے، اور اس کے ذریعے سے اکائیایوں نے جو سیدھے سیدھے طرزِ عمل کا اعلان کیا اس سے طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ شائد اسی زمانے میں انتی گونوس اور بطلیموس کے درمیان وہ گفت وشنود شروع ہو گئی ہو گی، جس میں انتی گونوس نے کوشش کی کہ مصری بادشاہ نے جو بھی اسپارٹا کی تھوڑی بہت مدد کی ہے اس سے بھی وہ دستبردار ہو جائے۔ اس تحریک کو بطلیموس نے منظور کر لیا۔ ہمیں اس کے اسباب نہیں معلوم اور ہم محض قیاسات دوڑانے پر اکتفا کر سکتے ہیں بلاشبہ اس موقع پر بھی ایشیائی پیچیدگیاں ملحوظ ہوں گی اور مصر کو یہ پسند نہیں ہو گا کہ ایسے دور و دراز میدان میں اپنی فوج روانہ کرے۔ لیکن اگر یہ واقعہ ہے کہ مقدونیہ اور مصر کے درمیان گفت وشنود ہوئی تو ہمارا یہ قیاس کرنا حق بجانب ہو گا کہ کلیومنیس کا ساتھ چھوڑنے کے معاوضے میں مصر کو کچھ نہ کچھ ضرور مل گیا ہو گا۔ ڈروائے سن نے یہ امکان پیش کیا ہے کہ انتی گونوس نے کاریہ بطلیموس کے حوالے کر دیا ہو گا، لیکن ڈروائے سن کے متبع یہ جو فرض کر لیتے ہیں کہ مقدونیہ کاریہ پر قابض تھا، تو اس کا ہمیں کوئی قطعی ثبوت نہیں مل سکا۔ ممکن ہے کہ یونان کے اندرونی معاملات مصری مداخلت کے خاتمے کی اصلی وجہ یورگی تیس کی ناقص تندرستی ہو گی جس کی وجہ سے اُس کا بہت جلد انتقال ہو گیا[۱۵] بہرحال وجہ کچھ بھی ہو، انتی گونوس آئندہ مصری مداخلت کے خوف کے بغیر جنگ جاری رکھ سکا۔ اسنے دیمتریوس والیِ فاروس کے الیریائیوں کو اپنا ہمنوا بنا لیا، چنانچہ ان میں سے ۱۶۰۰ عین اس وقت (یعنی ۲۲۲ ق م میں) آکر اُس سے

[۱۵] کاریہ کو انتی گونوس بطلیموس کے حوالے کر دیتا ہے؛ ڈروائے سن ۳،۲، ۵۴؛ دیکھو ۳، ۲، ۸۱، اور بالا حاشیہ ۱۱۔

مل گئے جب وہ کلیومنیس پر ایک کاری ضرب لگانے والا تھا۔ یہاں
اس کے ساتھ ۱۸۶۰۰ مقدونوی، ۱۰۵۰ ایپائروسی، ۲۰۰۰ بیوتی،
۱۰۰۰ اہالیان میگالوپولس اور ۳۳۰۰ اکائیائی تھے۔ کلیومنیس نے
اس کے مقابلے کے لئے لشکر جمع کرنے کی حتی المقدور کوشش
کی، لیکن اس پر بھی وہ صرف بیس ہزار سپاہی ہی جمع کر سکا۔ جب
ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس لڑائی میں اکائیہ اور میگالوپولس کی مشترک
فوج کی تعداد صرف ۴۳۰۰ تھی اور ان کے ساتھ ۱۸۶۰۰ مقدونوی
تھے تو ہمیں اکائیہ کے فوجی نظام کی خراب حالت کا اندازہ ہوتا
ہے اور رہ رہ کر افسوس ہوتا ہے کہ کیوں یونان نے اراتوس
جیسے شخص کے قبضے میں اپنی قسمت دے دی جو چاہتا تھا کہ
سیاسیات میں بڑے پیمانے پر حصہ لے لیکن ساتھ ہی نہ اسکے
پاس اس کی قوت تھی اور نہ اپنے پیروؤں پر اثر ڈالنے کی اہلیت۔
بہر حال، فریقین کے درمیان سیلاسیہ کے مقام پر لڑائی ہوئی۔
کلیومنیس اور اس کی فوج نے بڑی بہادری دکھائی، لیکن انتی گونوس
اور فلیوپوئےمن کی شاندار فوجی قابلیت کے سر سہرا رہا۔
کہتے ہیں کہ بیس ہزار میں سے صرف چار ہزار اسپارٹی باقی رہے
اور کلیومنیس نے آئندہ کسی قسم کی مدافعت کا خیال چھوڑ
دیا۔ وہ کچھ روز تک اسپارٹا کے ایک فیل پائے سے لگا
کھڑا رہا اور کھانے پانی سے بالکل انکار کرتا رہا۔ اس کے
بعد اسپارٹا سے وہ گیتھیوم گیا اور وہاں سے ایک جہاز میں
بیٹھ کر اسکندریہ کا رخ کیا۔ انتی گونوس نے اسپارٹا کے پرانے
دستور کا احیا کیا، لیکن ملوکی ادارے کو بالکلیہ منسوخ کر دیا،
اور بیوتی براخیلاس کو اسپارٹا کا مقدونوی صوبہ دار بنا کر اسپارٹا
کو کلیتہً عدیدیوں کے سپرد کر دیا۔ انتی گونوس اسپارٹا ہی میں
تھا کہ اسے خبر ملی کہ الیریائیوں نے مقدونیہ پر حملہ کر دیا ہے،

باب۱۸

چنانچہ جس قدر جلدی ممکن ہوا وہ واپس مقدونیہ گیا۔ اگر یہ خبر ایک ہفتہ پہلے آجاتی تو شائد جنگ سیلاسیہ لڑی ہی نہیں گئی ہوتی۔ انتی گونوس کی واپسی اور اُس کے تھوڑی ہی مدت کے بعد اُس کی موت نے یونان کو ایک سیاسی تنظیم کی بنا پر غلامی کی زنجیروں سے نجات دی۔ انتی گونوس نے الیریائیوں کو شکست دی۔ لیکن چند ہی روز بعد جریان خون سے مرگیا (اواخر ۲۲۱ سنہ ق م یا اوائل ۲۲۰ سنہ ق م)۔ اس کے بعد میگالوپولس کی ایرانی حیثیت عود کر آئی، لیکن فلیوئے من کریٹ چلا گیا اس لئے کہ وہ پیلوپونیز کی آنے والی تاریکی میں حصہ لینے پر جنگی فنون میں مشق کرنے کو ترجیح دیتا تھا۔ یہ زمانہ ایسا تھا کہ ایسے ایماندار لوگ جن میں خودرائی کا نقص نہ ہو، خود اپنی کامیابیوں سے گھبراتے تھے۔ رہا اورخومینوس، تو وہ مقدونیہ ہی کے قبضے میں رہا۔

ہم کلیومنیس کی افسوسناک موت کا ذکر، جو مصر میں واقع ہوئی، اور اراتوس کی وفات کا بیان پندرھویں باب میں کریں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ اراتوس نے اپنے طرز عمل سے اُن لوگوں کے ہاتھوں جنکی قربان گاہ پر اُس نے اپنی عزت تک چڑھا دی تھی، اپنے اوپر اور اپنے رشتہ داروں پر موت اور تذلیل و توہین کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کیا۔ ہمارے نزدیک نہ صرف یہ کہ شاہ اسپارٹا اراتوس سے کہیں بڑا آدمی تھا بلکہ اُس سے زیادہ قسمت والا بھی تھا۔ دونوں کی زندگی کا خاتمہ اپنے نام نہاد دوستوں یعنی شاہان مقدونیہ و مصر کے ہاتھوں ہوا؛ لیکن کلیومنیس کی ضمیر تو کبھی اُصول کے توڑنے پر نفرین نہیں کرتی ہوگی، اور جب اُس نے دیکھا کہ عزت و وقار سے زندگی ناممکن ہے تو اُس نے جان بوجھ کر اپنے ہاتھوں کام تمام کر دیا۔

باب یازدہم

رومن اور یونانی ۲۴۰ سنہ ق م تک

پہلی فنیقی جنگ
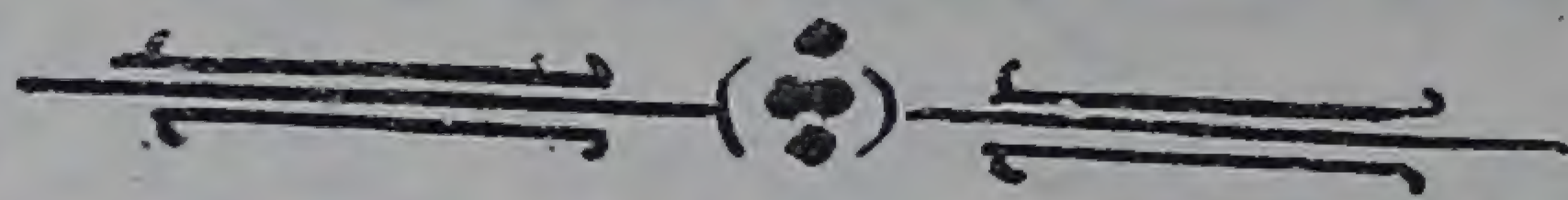
اب کچھ دیر کے لئے مغرب کا رخ کیجئے ہم دیار مغرب کی تاریخ اس وقت تک کی بیان کر چکے ہیں جب روما نے تارنتوم کو فتح کر لیا تھا اور تمام جزیرہ نمائے اٹلی کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ اس کے بعد رومن خاکنائے سسلی کو عبور کرتے ہیں۔ سسلی میں پرھوس کی واپسی کے بعد ایک نوجوان قابل شخص ہیئے رون ولد ہیئے روکلییس نے اپنے آپ کو اس قدر طاقتور بنا لیا تھا کہ اُسے سرقوسی فوج اور سرقوسی شہریوں نے اپنا حکمران تسلیم کر لیا (۲۷۵ سنہ ق م)۔ اس پُر آشوب زمانے میں اس کی ضرورت تھی کہ کوئی ایک شخص برسر اقتدار ہو۔ صورت حال یہ تھی کہ مغربی سسلی میں قرطاجنیوں کو اور شمال و مشرق میں مسانہ کے مامرتینیوں کو سیادت حاصل تھی۔ اگر سرقوسہ والے یہ چاہتے تھے کہ لوگ ان کی عزت کریں تو یہ بسا ضروری تھا کہ وہ ان دونوں میں سے کسی کو نیچا دکھائے۔

باب ۱۲

چونکہ قرطاجنہ پر کسی قسم کا اثر ڈالنا ناممکن تھا اس لئے ہیئے رون نے مامرتی نیوں کو مغلوب کرنا چاہا اور اسے اس لئے اور بھی آسانی معلوم ہوئی کہ مسانہ سرقوسہ سے قریب تر تھا۔ وہ مسانہ پر قبضہ کرنے ہی کو تھا کہ قرطاجنی سپہ سالار ہنی بعل نے شہر میں اپنے سپاہی لا داخل کئے اور ہیئے رون کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ لیکن باوجود اس پسپائی کے اس نے اپنی قابلیت کا کچھ ایسا سکہ جمایا کہ سرقوسیوں نے اسے اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا (۲۶۹ء ق م) ۔ اس طرح مامرتی نیوں کی آزادی قائم رہی لیکن مستقل طور پر نہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ بالکل خودمختار رہنے کو دل سے پسند کرتے۔ لیکن یہ ناممکن تھا۔ اگر وہ سرقوسہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے تو یہ ان کے لئے بڑی توہین ہوتی اور انھیں نقصان ہی نقصان پہنچتا۔ سرقوسہ کو نظر انداز کر کے دو مملکتیں اور ان پر دانت لگائے بیٹھی تھیں، یعنی قرطاجنہ اور روما۔ روما سے انکے نسلی تعلقات تھے، چنانچہ ۲۶۵ء ق م میں جب مسانہ کا قلعہ قرطاجینوں کے قبضے میں تھا تو مامرتی نیوں کی سفارت روما یہ استدعا کرنے گئی کہ رومن قوم مسانیوں کو اپنی حمایت میں لے لے۔

رومنوں نے ان کی اس استدعا کو منظور کرلیا۔ وہ جانتے تھے کہ اس تصفیئے کی وجہ سے انھیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا اور قرطاجنہ سے جس کے ساتھ ان کے تعلقات اچھے تھے جنگ جیسی شدید اور ہلاکت آفرین چیز میں حصہ لینا پڑے گا۔ لیکن اگر مسانہ پر قرطاجنیوں کا قبضہ ہوگیا تو بھی قرطاجنہ کے ساتھ جنگ لابدتھی اس لئے کہ ایسی حالت میں رہیگیوم پر رومن اور مسانہ پر قرطاجنی ایک دوسرے کے مقابل آجائیں گے، اور سب سے بڑا سوال یہ پیدا ہوجائے گا کہ آخر یہ آبنائے کس کی عملداری میں رہے۔ پھر قرطاجنہ کے ساتھ جنگ اس وقت اور بھی زیادہ مشکل العمل ہوجائے گی

اگراُس کے قبضے میں مسانہ بھی آگیا۔ ان تمام امور کو ملحوظ رکھ کر روما نے خود اپنے مفاد کی خاطر مامرتی نیوں کو اپنی حمایت میں لے لیا، اور گو قرطاجنی نہایت درجہ ہوشیار تھے تاہم رومنوں نے مسانہ میں اپنا لشکر پہنچا دیا اور اس کے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ اس پر روما اور قرطاجنہ کے درمیان جنگ چھڑ گئی، اور سسلی کے دو اہم یونانی شہروں یعنی سرقوسہ اور اکراگاس نے قرطاجنہ ہی کا ساتھ دیا لیکن سرقوسہ زیادہ دن تک جنگ میں شریک نہیں رہا، اس لئے کہ جلد ہی رومن فوج کو کامیابی ہوئی اور جزیرے کے مشرقی شہر انکے جانبدار ہو گئے، فوراً (سنہ ۲۶۳ ق م) ہیرون نے ان سے ایسے شرائط پر جو اس کے لئے مضر نہیں تھے، صلح کر لی۔ اُسے ایک سو یا دو سو تالنت ضرور ادا کرنے پڑے، لیکن علاوہ سرقوسہ کے اُس کا قبضہ جنوب میں ہیلوروس سے شمال میں توروے نیوم تک اور اندرون ملک میں اکرائے تک قائم رہا۔ اس کے بعد وہ رومنوں کا حلیف بن گیا اور جنگ کے دوران میں نہایت وفاداری سے ان کا ساتھ دیئے گیا اور اپنی طویل زندگی کے اختتام تک برابر ان کا وفادار دوست بنا رہا۔

ہم اس جنگ کے مزید واقعات کا جسے رومن "جنگ سسلی" کہتے تھے، اور جسے آجکل پہلی فینیقی جنگ کہا جاتا ہے، اس جگہ اعادہ نہیں کر سکتے، بلکہ صرف یہ کہنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ سنہ ۲۶۲ ق م میں رومنوں نے اکراگاس پر جو اُس وقت تک قرطاجنیوں کا محروسہ تھا، سات مہینوں کے محاصرے کے بعد قبضہ کر لیا، اور پچیس ہزار سے زیادہ لوگوں کو غلام بنا لیا۔ سنہ ۲۴۱ ق م کے صلح نامے کی رو سے علاوہ ہیرون کی سرقوسی سلطنت کے اور مسانہ کے مفصلات کے تمام جزیرہ رومنوں کے قبضے میں آگیا، اور اس جزیرے کو سب سے پہلے "صوبے" کا لقب دیا گیا جس سے مراد ایک ایسے

رقبے کی تھی جو کسی واحد عہدہ دار کے زیر انتظام ہو، اور جسے "علاقے" کی اہمیت حاصل نہ ہو۔ اس عہدہ دار کے اختیار کا دار و مدار محض جغرافی حدود پر نہیں بلکہ واقعات و حالات پر تھا۔

آبنائے مسانہ کو عبور کرنے کی کچھ ہی مدت بعد رومیوں نے اڈریاٹک پار کے ملکوں میں دست اندازی کر کے دنیائے یونان کے مرکز کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے۔ اس کا سبب الیریا کے حالات تھے۔

جب ۲۳۱ق م کے قریب ایتولی میدون کے اکارنانی شہر پر قبضہ کرنے والے تھے تو ایک سو الیریائی جہاز پانچ ہزار سپاہیوں کو لئے ہوئے خلیج امبریسیہ گئے اور چھاپہ مار کر ایتولیوں کو محاصرے سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا۔ الیریائیوں کے اس مہم کا اصلی باعث دیمتریوس شاہ مقدونیہ تھا۔ اس مہم کا رہبر اور سپہ سالار اگرون شاہ الیریہ تھا، اور جب اسے اس میں کامیابی ہوئی تو وہ اتنا خوش ہوا اور عیش و عشرت میں اس قدر مبتلا ہوا کہ اس کے اثرات سے جاں بر نہ ہو سکا۔ اس کی موت کے بعد اس کی بیوہ تیوتہ نے اپنے نابالغ بیٹے کی جانب سے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے اپنی الیریائی رعایا کو اختیار دیا، یا یوں کہو کہ اجازت دی کہ جہاں چاہیں چھاپے ماریں، اور جب یہ اجازت انھیں مل گئی تو انھوں نے ایلس اور مسینیہ کے بہت سے مقامات کو تاراج کیا اور اس کے بعد ایپائروس کا اہم شہر فینیکے مسخر کر لیا؛ لیکن جب ایپائروسیوں کے پاس ایتولیوں اور اکارنانیوں کی کمک آگئی تو انھیں اس شہر کو چھوڑ دینا پڑا۔ لیکن ایپائروسی اتنے پست ہو گئے تھے کہ انھوں نے الیریائیوں کے ساتھ میل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ حال میں الیریائی بحری قزاقوں نے چند رومن جہازوں کو بھی گرفتار کر لیا تھا جس کی وجہ سے کائیوس کورنکانیوس اور

لوسیوس کورنکانیوس کی سیادت میں ایک رومن سفارت تیوتہ کے دربار میں پہنچی۔ تیوتہ نے ان سفیروں کو جواب دیا کہ رسم و رواج کے مطابق الیریائیوں کو بحری قزاقی کا بلا شرکت غیرے حق حاصل ہے جس پر رومن سفیر نے برجستہ جواب دیا کہ بہت اچھا رومادالے اس رواج کو بدل دینے کی تدبیر کریں گے۔ واضح ہو کہ ایتولی بھی مدت دراز سے بحری قزاقی میں حصہ لیتے تھے۔ بہر حال جب یہ سفیر روما واپس جا رہے تھے تو ان میں سے ایک یعنی لوسیوس کو تیوتہ نے قتل کرا دیا۔ اس کے بعد روما کو جنگ کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں باقی رہا اور جنگ ۲۳۰ء ق م میں چھڑ گئی۔

آئندہ سال تیوتہ نے اس سے بھی بڑی فوج روانہ کی۔ اس نے دیراکیوم پر حملہ کیا اور وہاں کے باشندوں نے اس حملے کی مدافعت کی، لیکن باوجود اکائیائیوں اور الیریائیوں کی مدد کے کورکائرا پر الیریہ کا قبضہ ہو گیا۔ اب سنئے یوس فلویوس کی سرکردگی میں ۲۰۰ جہازوں کا ایک رومن بیڑا نمودار ہوا چنانچہ کورکائرا کے ایک الیریائی عہدہ دار مسمی دیمتریوس ساکن فاروس نے باشندگان کورکائرا کی رضامندی سے اس شہر کو رومنوں کے حوالے کر دیا۔ ساتھ ہی رومنوں نے دیراکیوم پر بھی قبضہ کر لیا، اور بہت سے الیریائی قبیلوں اور شہر ایسا بھی ان کے مطیع ہو گئے۔ اب الیریائیوں کی دماغ داری کا خاتمہ ہوا اور ۲۲۸ء ق م میں تیوتہ نے جو خلیج کتارو کے قلعہ بند شہر رھیزون چلی گئی تھی، امن کے لئے درخواست کی اور یہ اعلان کیا کہ میں ہمیشہ خراج ادا کیا کروں گی اور دو غیر مسلح جہازوں سے زیادہ کبھی لیسوس سے آگے نہیں بھیجوں گی۔ اس طرح اڈریاٹک پر رومن اقتدار کا بیج بویا گیا۔ ۲۲۹ء ق م کے قنصل، پوستومیوس نے، جو چالیس جہازوں سمیت رہ گیا تھا، اپنے ایلچی اکائیائی اور ایتولی لیگوں کے پاس رومن طرز عمل کے اسباب سمجھانے کے لئے روانہ کئے اور

وہاں سے بے حد تشکر و امتنان کے ساتھ جواب موصول ہوئے۔ اس کے بعد رومنوں نے ایتھنزیوں اور کورنتھیوں کے پاس ایلچی بھیجے؛ وہاں سے بھی شکریہ ادا کیا گیا، اور کورنتھیوں نے رومنوں کو خاکنائی کھیلوں میں اور ایتھنزیوں نے اسرار ایلیوسس تک میں شریک کر لیا اور رومنوں کو اپنے شہر کے اعزازی شہری بنا لیا۔

الغرض ۲۲۸ ق م میں رومنوں کو خود یونانی یونانیوں کے زمرے میں اس حد تک شامل کر لیتے ہیں جتنے ٹروائے والوں کے جانشین (جس کے ہونے کے رومن دعویدار تھے) ہو سکتے تھے، اور یہ یونان کے رومن عہد کی گویا تمہید تھی۔

یادداشت

اس باب کے لئے میں مشہور و معروف تاریخہائے روما کا حوالہ دینا کافی سمجھتا ہوں۔ میں نے اپنی تاریخ سسلی کی دوسری جلد میں ہیرون کی ابتدائی زندگی کا حال بیان کیا ہے اور ساتھ ہی اس جزیرے کی سیاسی کیفیت کا مستقل پیرائے میں ذکر کیا ہے پہلی فنیقی جنگ کے لئے مقابلہ کرو میلتزر: "تاریخ اہل قرطاجنہ" Meltzer : Geschichte der Karthager، جلد ۲، صہ ۲۵۳ — ۳۵۹

باب دوازدہم

دُنیائے یونان تقریباً ۲۲۰ق م میں

(۱) دیارِ مغرب اور ارضِ یونان

۲۲۰ق م یا اُس کے قریب کے زمانے میں اس تاریخ کا دوسرا عہد شروع ہوتا ہے جس کا اس جلد میں بیان کیا گیا ہے، اور اس عہد میں مشرق اور مغرب دونوں کے معاملات میں روما کا اثر فایق ہے۔ اس امر کو ملحوظ رکھ کر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر تمام یونان کی جو کیفیت تھی اُس کا ذکر کیا جائے، اور یہاں سب سے پہلے ہم یونان کی سیاسی کیفیت کا تذکرہ کریں گے۔

مغرب اقصیٰ کا سب سے اہم شہر فوکسی بلدیہ مسالیہ تھا، جس نے یونان کی بڑی بڑی تحریکات میں بہت کم حصّہ لیا تھا، چنانچہ ہم نے نہ تو اپنی تاریخ میں اس وقت تک زیادہ تذکرہ کیا ہے اور نہ آئندہ زیادہ تذکرہ کرنے کا خیال ہے۔[1] وہ ایک اہم تجارتی

---

[1] مسالیہ۔ دیکھو جلد ۱، باب ۲۰؛ یاؤلی ۴، $\frac{۱۶۲۴}{۱۶۳۴}$ میں کلیس کا مضمون؛

شہر تھا، جو ایک محدود مرکز میں اپنا اقتدار جمائے ہوئے تھا لیکن ایک وسیع حلقے پر تہذیب و تمدن پھیلانے کے ساتھ ساتھ سیاست کی وسیع دنیا کے ساتھ صرف اتنا ہی تعلق قائم رکھتا تھا جو اُس کے لئے اشد ضروری تھا۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ نہایت ہی بعید زمانے میں بھی مسالیہ کے روما سے دوستانہ تعلقات تھے۔ ان دونوں شہروں کا دیلفی میں جو خزانہ تھا وہ مشترک تھا اور یہی وہ مقام تھا جہاں ۳۹۵ق م میں روما نے ویائی کا ایک حصہ بطور پیشکش کے جمع کیا تھا۔ جب غالویوں نے روما پر قبضہ کیا ہے تو مسالویوں نے اپنے مجبور و معذور دوستوں کی روپے پیسے سے امداد کی، جس کے معاوضے میں انھیں رومیوں نے چند حقوق دیئے جنھیں ایزو پولیتیہ، اتے لیہ اور پروئدریہ کہتے تھے، اور جن کے بموجب اگر وہ چاہتے تو رومن شہری بن سکتے تھے، اگر وہ روما آکر رہ پڑتے تو وہ فوراً یہی حاصل ادا کرتے جو رومن شہریوں کو ادا کرنے پڑتے اور تماشائے عامہ میں انھیں اچھی نشستیں ملتیں۔ اس کے بعد دوسری فینقی جنگ میں مسالویوں نے روما کو عملی مدد دی۔ وہ اپنے رسم و رواج کے لئے مشہور تھے اور ان کا دستور اعیانیت لئے ہوئے تھا، جس کے بموجب اکثر امور کے تصفیے کا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ سکہ جات، ہیڈ: "تاریخ مسکوکیات" ۷، ۸؛ ان کے مطابق شہر کے خاص معبود الیفی سوس، ارتے مس اور اپولو دیلفی نیوس تھے۔ پی تھیاس: کرسٹ، ۲۶۳؛ اس کا سب سے مفصل بیان میولن ہوف: "قدیمیات المانیہ" Muellenhoff : Dentsche Alterthums.Kunde جلد ۱، دیکھو اشٹارک: "جنوبی فرانس میں شہری زندگی، فنون لطیفہ و قدیمیات" Stark : Staedteleben, Kunst und Alterthum in Sued-Frankreich" لیپے نا ۱۸۵۵ء، ص ۳۴۴ و ص ۵۸۴، مع نقشہ، جس میں توصیفی اور تاریخی خاکہ دیا ہوا ہے۔ نیز Niese جلد ۱، ص ۴۸۹ تا ۴۹۴۔

باب ۱۲

اختیار چھ سو سیناتیوں کو دے دیا گیا تھا جنھیں تموخی کہتے تھے۔ اندرونِ غالیہ کے ساتھ مسالیہ کی تجارت ترقی پر تھی اور وہاں کے باشندوں کی نوآبادیاں دریائے رھون کے کنارے واقع تھیں اور تجارتی تعلقات برطانیہ تک پھیلے ہوئے تھے۔ مسالیہ کے ذریعے سے یونانی تہذیب غالوی قبیلوں میں پھیل گئی چنانچہ یہاں کے یونانیوں نے غالویوں کو زیتون اور انگور کی کاشت کے طریقے بتائے اور پتھر سے شہروں کی فصیل بنانا بھی سکھایا۔ خود مسالیہ حقیقی یونانی علوم وفنون کا مرکز تھا اور اس شہر میں صرف ونحو، لسانیات اور جغرافیے کا خاص طور پر مطالعہ کیا جاتا تھا۔ تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسالیہ نے جو مصنّف پیدا کیے اُن کی تعداد کچھ زیادہ ہو گی، بلکہ اگر ہم غائر نظر ڈالیں تو انمیں سے حقیقی معنوں میں صرف ایک ہی اہم شخص گزرا ہے، اور وہ پی تھیاس تھا جس نے چوتھی صدی ق م کے اختتام پر جزائر برطانیہ کے شمال میں تھولے کے مقام تک بحری سفر کیا اور اپنے سفر کے دوران میں عرض البلد کے متعلق ہیئتی مشاہدات کیے۔ لیکن جتنی تعریف کی مستحق اُس کی محنت اور اُس کی تحقیقات تھی وہ اُسے نہیں ملی، اور پولی بیوس اُسے "کذّاب" کا لقب دینے میں باک نہیں سمجھتا۔

اٹلی کی یونانی آبادی محض چند بلدیات تک محدود ہے، اور اہم مقامات میں صرف نیاپولس، تاراس، رھےگیوم، اور لوکری ہی باقی ہیں۔[۲] ۱۹۳ ق م میں ان میں سے پہلے تین روما کے

۲۔ تارنتوم، لوکری، ایلیہ اور نیاپولس پہلی فینقی جنگ میں (پولی بیوس ۱، ۲۰) اور نیاپولس، رھےگیوم اور تارنتوم ۱۹۳ ق م میں رومنوں کے پاس جہاز روانہ کرتے ہیں۔

تاراس اور اس کے سکّوں کے لئے دیکھو ایونز: "سواران تارنتوم" جریدۂ مسکوکیات Num. Chron. ۱۸۸۹ء۔ تاراس نے اپنا معیار تقریباً ۲۸۱ ق م

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ - میں تبدیل کیا اور اپنی دو درہمیان (کمپانیہ کے معیار کے مطابق) ۱۱۶ اگرین کی اور پھر صرف . . اگرین کی کردیں - ہرقلیہ اور تھوریئی میں بھی اسی قسم کی تبدیلی کی گئی، لیکن میتاپونتوم اور کروتون میں اس قسم کے سکّے نہیں نکلے - ایونز کہتا ہے کہ سنہ ۳۰۰ ق م سے ذرا پہلے لوکانیوں نے میتاپونتوم پر قبضہ کرلیا تھا، لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے؛ اس کے ساتھ ہی سنہ ۲۹۹ ق م میں کروتون پر اگا تھوکلیس کا قبضہ ضرور ہوگیا (دیودوروس ۲۱، ۳) - پرھوس کا جاثر تارنتوم میں تھا وہ بھی سکّوں سے معلوم ہوتا ہے، اس لئے پرھوس نے سرقوسہ میں جو سکّے ڈھالے تھے اُن کی طرح یہاں کے سکّوں پر بھی ہاتھی، زیوس کے سر اور پالاس پروماخوس کی شبیہیں نظر آتی ہیں (ایونز، ۱۴۰-۱۷۰) - سنہ ۲۷۲ ق م کے بعد بھی تارنتوم میں برابر سکّے بننا جاری رہا - ہرقلیہ کی طرح یہ بھی "حلیف بلدیہ" تھا، اور "سسرو کی تقریر در بالبوس" ۲۲ کے بموجب اُس کا محالفہ خاص قسم کا تھا جس کی رو سے اُسے سکّے بنانے کا اختیار تھا؛ اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ اس اختیار کو کام میں لایا ہوگا اس لئے کہ اس مقام پر سکّے پائے گئے ہیں جو زمانۂ بعد میں مسکوک ہونے کے باوجود بھی پرھوس کے سکّوں کے نمونے پر بنائے گئے ہیں (ایونز ۱۶۵، ۱۶۹) - ایونز کہتا ہے کہ سنہ ۲۶۸ ق م میں روما نے جو دینار مسکوک کئے اُس کے بعد بھی تارنتوم برابر اپنے سکّے بناتا رہا (۱۷۱) - اس زمانے میں تاراس اور بنیاپولس کے سکّوں میں ایک قسم کی مشابہت پائی جاتی ہے (ایونز ۱۷۵)، اور اسی قسم کے اسی وزن کی دو درہمیاں تیاتے (تیانوم) میں (جو اپولیہ میں واقع ہے) ملے ہیں (ایونز ۱۷۶) - اسکے برعکس (ایونز ۱۹۳ کے بموجب) سنہ ۲۲۸ ق م میں رومنوں نے حکماً تارنتوم کی سکہ سازی بند کرادی، اور اسی زمانے میں دوسرے مقامات پر بھی اُنھوں نے کمپانی "وکتوریاتوس" (تقریباً ۵۲ گرین، اور ھیڈ کی رائے کے بموجب) النصف کمپانی فینقی استاتر کے برابر رائج کردیا، اور سنہ ۲۲۹ ق م میں اپولونیہ اور کورسکائرانے بھی وکتوریاتی

باب ۱۲

کے خلاف جنگ آزما ہوتا ہے تو وہ اُس کی مدد کے لئے جہاز مہیا کرتے ہیں۔ ان بلدیات کی خود مختاری کا ثبوت اُن کے حق پناہ سے ہی نہیں بلکہ اُن کی سکہ سازی کے اختیار سے حاصل ہوتا ہے، چنانچہ وہ چاندی اور تانبے دونوں کے سکے ڈھالتے ہیں میں نے اپنے حاشیے میں اس پر مفصل بحث کی ہے

رھیگیوم ۲۷۹ق م میں روما کے زیر حمایت آگیا تھا، اور اُس نے دسیبوس یوبیلیوس کی سیادت میں ایک لیجن وہاں مقرر کر دی۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ۲۷۱ق م میں انھوں نے ایک ترکیب چل کر شہر پر قبضہ کیا اور مسانہ کے مامرتی نی کی طرح اُس کو تاراج کیا تھا۔ لیکن رومنوں کا اس شہر پر زیادہ دن تک قبضہ نہیں رہا، اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۲۷۱ق م یا ۲۷۰ق م میں رومن قنصل گینوکیوس نے اُسے باغیوں سے دوبارہ لے لیا۔ اب رھیگیوم نے اپنی آزادی از سر نو حاصل کر لی اور برابر سکے بناتا رہا، اور چونکہ ان کا معیار وہی تھا جو سسلی کے سکوں کا تھا اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا مقصد زیادہ تر یہ تھا کہ سسلی کے ساتھ تجارت میں سہولت ہو۔

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ کے نمونے پر اپنے درہم بنانے پڑے۔ (الونز ۱۹۳)۔ اٹلی میں وکتوریاتی کروتون، لوکیریہ وغیرہ میں ڈھالے جاتے تھے۔

آخر میں تھوڑی ہی ایسا شہر رہ گیا تھا جو سکوں کے معاملے میں تاراس کا اتباع کرتا رہا۔ الونز ۱۶۷/۱۶۸)۔

رھیگیوم؛ ہیڈ، ۹۵،۷۶-۵۰ اور ۸ گرین والے سکے ہم اور ۱½ اشرفی کے ہیں۔

لوکری؛ ہیڈ ۸۹،۸۸؛ تصویر ۵۹ ایک استاتر کی ہے جس پر زیوس کا سر بنا ہوا ہے جس کے ایک طرف پستس پتوں کا گھیر اروما کے سر پر رکھتی ہوئی نظر آتی ہے۔

باب ۱۲

لوکری کی تاریخ بھی اُس کے سکوں سے ظاہر ہوتی ہے ۲۷۸ ق م میں لوکریوں نے وہ لشکر جو پرھوس نے اس شہر کی حفاظت کے لئے رکھا تھا، نکال باہر کیا، اور ۲۷۶ ق م میں انھیں دوبارہ بادشاہ اپیائروس کا مطیع بننا پڑا لیکن بہت جلد اپنی آزادی بھی حاصل کر لی۔ پرھوس نے لوکری میں بعض نہایت نفیس سکے ڈھلوائے، جن کا بیان حواشی باب ۸ میں کیا جا چکا ہے؛ آزاد ہونے کے بعد لوکریوں نے استاتر ڈھالے جن کے ایک طرف زیوس کا سر تھا اور دوسری طرف ایک تشبیہی سر یعنی ایستادہ پستس نشستہ روما کے سر پر پتوں کا گھیرا رکھتی ہوئی نظر آتی تھی۔ واضح ہو کہ زیوس کا سر پرھوسی سکوں والے زیوس کے سر سے بہت کچھ مشابہ تھا۔

جہاں تیسری صدی ق م میں لوکری چاندی کے سکے بنانا بند کر دیتا ہے، وہاں اسی زمانے میں بریتی قوم نہایت ہی نفیس چاندی اور سونے کے سکے پرھوسی معیار پر بناتی ہے اور اپنی نفیس طبیعت اور تموّل کا ثبوت دیتی ہے[۵۳] نہ صرف ان کا معیار پرھوسی ہے بلکہ جو شبیہیں اُن پر بنی ہیں وہ بھی پرھوس کے سکوں کی یاد تازہ کرتے ہیں اس لئے کہ وہ پوسیڈون اور تھیتس کے (جو اکی لیس کی ماں تھی) مذہب کی طرف اشارہ کرتے ہیں اِس قسم کے کثیر دوافر سکوں سے روما سے مکمّل آزادی کا پتا لگتا ہے، اور ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ مدّت بعد بریتیوں نے آخر کار روما کا ساتھ چھوڑ دیا۔ گو بریتی اصل میں مُلک کے اصلی باشندے تھے، لیکن تہذیب و تمدن کے اعتبار سے وہ بالکل یونانی تھے۔ ان کا مستقر کونسن تیہ تھا۔ ہمیں ان کے دستور کا علم نہیں نہ یہ معلوم ہے کہ ان کا تعلق مُلک کے چھوٹے چھوٹے یونانی شہروں سے کیسا تھا، جن میں پیتے لیہ، کولونیہ، لوکریہ، تیرینہ اور

۵۳ بریتی: ہیڈ، ۷۷ و ۷۸، اور ایونز لوکانی: ہیڈ ۵۷۔

باب ۱۲

تتمیہ اُس زمانے میں غالباً ایک نہایت ناکارہ انداز سے موجود تھے۔

لوکانی قوم نے، جس پر یونانیت کا اثر کم تھا، صرف تانبے کے سکے بنائے۔

سسلی میں ۲۲۰ سنہ ق م میں، علاوہ رومن صوبے کے ہئے رون

ہئے سسلی - اس زمانے کے سکوں کی مختصر تاریخ ہیڈ: "تاریخ مسکوکیات" ۱۰۱؛ مقابلہ کرو "مسکوکیات سرقوسہ" اور ایونز: "سواران تارنتوم"۔

اگا تھوکلیس، دیکھو اوپر باب ۷ - عمومیت ۲۸۹ سنہ تا ۲۸۷ سنہ ق م؛ تانبے کے سکے جن پر زیوس الیو تھے ریوس - ہکے تاس ۲۸۷ سنہ ق م تا ۲۷۸ سنہ ق م - سونے کے سکے جن پر اس کا نام ہے؛ نقرئی سکہ جس پر پرسی فونے کا سر بنا ہے اور دوسری طرف چوکڑی کی شبیہہ ہے اسی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے - تانبے کا سکہ جس کی ایک طرف زیوس ہیلے نیوس اور دوسری جانب ایک عقاب گرتی ہوئی بجلی پر بیٹھا نظر آتا ہے - ان آخری سکوں کی ہو بہو نقل مامرتی نیوں نے بھی کی، صرف فرق یہ تھا کہ ان میں زیوس کے سر کو آریس بتایا گیا ہے۔

پرھوس کے متعلق عام بحث کے لئے دیکھو باب ۸ - اس نے سسلی میں جو روپیہ ڈھالا اُس کی انواع مفصلۂ ذیل ہیں:- (۱) وہ سکے جن پر اس کا نام کندہ ہے؛ ان میں سے تانبے اور چاندی کے سکوں کے ایک طرف کھلے بالوں والی پرسی فونے جس کی نقل ہکے تاس کے سکوں سے کی گئی ہے اور دوسری طرف لڑتی ہوئی اتھینے نظر آتی ہے - ان سکوں کی نوع مقدونوی ہے - نقرئی سکوں کا وزن ۸۰ گرین تھا - علاوہ ازیں مفصلۂ ذیل سکے بھی پرھوس ہی کے زمانے کے ہیں: طلائی :- ایک طرف پرسی فونے اور دوسری طرف "گھوڑوں کی جوڑی" ہیڈ: دو سکہ جات سرقوسہ، تصاویر ۱۰ و ۹؛ مسی: ایک طرف پرسی فونے کا سر، دوسری جانب شاہ بلوط کے گھیرے میں مشعل؛ تصاویر ۱۰-۱۱، اور دوسری نوع کے سکے کے ایک طرف ہرقل کا سر اور دوسری جانب لڑتا ہوا پالاس۔

کی سلطنت بھی تھی جس میں جزیرے کے مشرقی ساحل کا ایک بڑا حصہ

بقیۂ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ہرقل کا سر مقدونوی نوع کا ہے؛ پرھوس نے ایرکس کی فتح کے بعد ورزشی کھیل قائم کر کے ہرقل کی یادگار قائم کی؛ پلوٹارک: "پرھوس ۲۲؛ دیودوروس ۲۲، ۱۰۔

ہیئے رون دوم۔ ہیڈ کے بموجب اسکے طلائی سکے: ایک طرف پرسی فونے کا سر دوسری جانب لفظ "ہیئے رونوس" مع جوڑی کے۔ نقرئی:۔ (۱) ایک طرف "ہیئے رونوس"، پالاس کا سر؛ دوسری جانب پیگاسوس؛ وزن وہی جو پرھوس کے سکوں کا ہے یعنی ۹۰۔ (۲) ایک طرف "بازی لیوس ہیئے رونوس" بغیر ڈاڑھی کے، ایک طرف، چوکڑی دوسری طرف؛ ۴۳۲ گرین = ۳۲ لترائے۔ (۳) الفاظ "سیراکیوزیوئے گیلونوس"، بے ڈاڑھی کا سر؛ دوسری جانب جوڑی؛ ۸ لترائے؛ ایک طرف سر دوسری طرف گرتی بجلی پر عقاب"؛ ۴ لترائے بعض سکوں پر XII بھی کندہ ہے۔ (۴) الفاظ "بازی لیساس فلیستی زدس" مع ملکۂ فلیستس کے سر کے (جس کے لئے دیکھو ہولم: "تاریخ سسلی"، ۲، ۴۹۱) جس طرح پرھوس کے سکوں پر فتیہ اور فلادیلفوس کے سکوں پر ارسی نوئے کی نقاب پوش شبیہہ ہے اسی طرح اس ملکہ کے چہرے پر بھی نقاب ہے، اور سکے کی دوسری طرف گھوڑوں کی ایک جوڑی نظر آتی ہے۔ یہ سکے ۱۶، ۸ اور ۵ لترائے کے ہیں۔ (۵) سونا اور چاندی:۔ ان پر لفظ "صقیلیوتون" کندہ ہیں، جن سے مراد اغلباً مَیتون، ہیلوروس، اکسائے، میگارا، لیونتی نی اور تورومے نیوم سے ہوگی۔ ان سکوں پر جو شبیہیں ہیں وہ قابل لحاظ ہیں، یعنی سب سے وزنی سکوں پر خود ہیئے رون کی تصویریں، ان سے ہلکوں پر اُس کی بیوی کی، اس کے بعد کے سکوں پر اُس کے بیٹے کی اور تانبے کے سکوں پر خود اُس کی شبیہیں بنی ہیں۔ ہیئے رون اور بطلیموس کے سکوں کے معیار کی مشابہت دلچسپی سے خالی نہیں۔ مقابلہ کرو امہوف کے خیالات اُس کی کتاب "شبیہوں کی تصاویر" Portrætkopfe ۲۱ میں۔

اور مسانہ کے یامرتینی شامل تھے۔ سرقوسہ کے علاوہ ہیئے رون شمال میں لیون تینی، میگارا، اور تورومے نیوم اندرون ملک میں آکراآئے اور جنوب میں نیتون اور ہیلوروس پر قابض تھا۔ وہ اُس زمانے کے حسب حال اور ایک ہوشیار حکمران تھا اور اسکے ہر ایک سے اچھے تعلقات تھے۔ اُس نے ہر طرح سے رومنوں کی خدمت کی، اور اُس کی حیثیت مغرب میں بجنسہ وہی تھی جو شرق میں اتالوس کی تھی۔ لیکن قرطاجنہ سے بھی اُس کے تعلقات بُرے نہ تھے، اور اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُس کے نزدیک ان دونوں مملکتوں کے امن وامان کے تعلقات خود اُس کے وجود کی گویا ضمانت تھی۔ ساتھ ہی اُس نے مشرقی ممالک، مصر و رھوڈز کے ساتھ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ہیئے رونیموس نے سونے، چاندی اور تانبے کے سکے ڈھلوائے جن کے ایک طرف خود اُس کا سر اور دوسری جانب پردار گرتی ہوئی بجلی کندہ تھی۔

عمومیت (۲۱۵/۲۱۲ ق م) کے زمانے میں اتنی انواع کے سکے بنے کہ ہم یہاں تفصیل درج نہیں کر سکتے، دیکھو ہیڈ: "سکہ جات سرقوسہ" تصاویر ۱۲، ۱۳ تا ۱۳۔

ہیئے رون کے سکوں سے مصر کے تعلقات ظاہر ہوتے ہیں؛ ہیڈ: "سرقوسہ" ۲، ۷۔ ہیئے رون کی حکومت کے خصائص؛ پولی بیوس ۷، ۸۔ اُسکے تعلقات ممالک غیر سے: اولمپیا، پوسانیاس ۶، ۱۲، ۲ تا ۴؛ ۶، ۱۵، ۶۔ روما، دیودوروس ۱۵، ۱۴۔ لیوی ۲۲، ۳۷؛ ۸ Plut. Marc. مصر، جاز، Althen ۵، ۲۰۹۔

تورومے نیوم: سکے؛ ہیڈ: "تاریخ مسکوکیات" ۱۶۶۔ ۹۰ گرین کے سکے جنھیں ہیڈ آٹھ اوبول کہتا ہے ("تاریخ مسکوکیات" ۶۰) جو بریتیوں میں بھی پائے گئے ہیں اور رے گیوم کے قریب اور اکراگاس میں ملے ہیں (ہیڈ ۹۵)۔

رومن ایسے شہروں کو بھی تانبے کے سکے بنانے کی اجازت دیتے ہیں جہاں پہلے کہیں دار الضرب نہیں تھا۔

مساوات کے اصول پر اچھے تعلقات رکھے۔ غالباً اگاتھوکلیس نے بطلیموس اول کی سوتیلی بیٹی تھیوکسینہ کے ساتھ شادی کی تھی، اور اسلئے دونوں ممالک کے تعلقات اچھے تھے۔ جب مصر میں ایک سال قحط پڑا تو ہیئے رون نے اناج بھرا ہوا جہاز روانہ کیا جس کا مفصل بیان اتھے نائیوس نے ہمارے لئے چھوڑا ہے۔ سر قوسہ کے سکوں سے بھی اس کے اور مصر کی دوستی کا پتا لگتا ہے، اور اسکندریہ اور سر قوسہ کے ذہنی اثرات کا جو ایک دوسرے پر پڑتے تھے، تھیوکری توس کے اشعار سے پتا چلتا ہے جن پر باب ۱۴ میں بحث کی جائے گی۔ ہیئے رون کے رھوڈز کے ساتھ بھی دوستانہ تعلقات تھے، اور جب اولمپیاد ۱۳۸ (۲۲۷ ق م) میں اس جزیرے کو زلزلے نے تہ و بالا کر دیا تو اُس نے روپے پیسے، کلوں، محاصل درآمد و برآمد کی کمی وغیرہ کے ذریعے سے اس جزیرے کو مدد پہنچائی۔ زمانۂ حال میں سسلی میں بہت سے ایسے برتنوں کے دستے ملے ہیں جن میں رھوڈزی شراب ملک میں آئی تھی، اور جن پر رھوڈزی نشان بنائے ہوئے تھے، اور اس سے سسلی اور رھوڈز کے درمیان رسل و رسائل اور تعلقات کا پتا چلتا ہے۔ ہیئے رون نے اپنی سلطنت پر نہایت نرمی سے حکومت کی اور شاہی اقتدار کے ظاہری ٹیم ٹام کی زیادہ پروا نہیں کی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت بھی جب سسلی پر رومن حکومت قائم ہو گئی اس وقت بھی ہیئے رون ہی کے قانون "عشر" کا ہی نفاذ ہوتا رہا، اور اس سے اس جزیرے کے مرکزی کاروبار یعنی زراعت سے ہیئے رون کو جو دلچسپی تھی اُسکا اظہار ہوتا ہے۔

یونان میں دو اہم مملکتیں اور دو لیگیں نظر آتی ہیں یعنی ایتھنز، اسپارٹا، ایتولی لیگ اور اکائیائی لیگ۔

اسپارٹا کی حیثیت افسوسناک ہے۔ اس کی فطری ارتقا میں

خلل پیدا ہو گیا ہے۔ اُس نے اپنے سیاسی نقائص کا انسداد کرنے کی کوشش کی تھی لیکن دوسرے یونانیوں نے مقدونیہ کی مدد سے محض رشک و حسد کی بناء پر اسے اس نہایت قابل تعریف کوشش سے باز رکھا تھا۔ چونکہ اسپارٹا کے لئے زندہ رہنا ناممکن تھا اور مرنا بھی مشکل تھا اس لئے وہ خود اپنے لئے اور یونان کے لئے ایک بار گراں ہو گیا۔

اس کے برعکس ایتھنز اپنے دائرۂ اقتدار کو عاقلانہ طور پر محدود کر کے اپنی قدیم قوت کو قائم رکھتا ہے[۵] وہ یونان کے معاملات

---

[۵] اسپارٹا۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ تیسری صدی ق م میں یہاں شاہی سکے ڈھالے جاتے تھے۔ وہ سکے جن کی بابت ہمیں معلومات حاصل ہے اور جو حال ہی میں منکشف ہوئے ہیں حسب ذیل ہیں: آریوس کی چو درہمی، ہیڈ، تاریخ مسکوکیات، ۳۶۴۔ حال ہی میں نابس کی ایک چو درہمی ملی ہے جس پر لفظ "نابیوس" کندہ ہے۔ جریدۂ مراسلات یونان Bull. Corr. Hell. ۱۸۹۱ء، ۱۶، ۴۱۲: لامبروس "اناگرانے" ایتھنز ۱۸۹۱ء۔ ممکن ہے کہ بعض کی چو درہمیاں جنھیں بومپوئس، دوسون کی طرف بحیثیت حکمران اسپارٹا منسوب کرنے کی طرف مائل تھا (دیکھو ہیڈ ۳۴۶) کلیومنیس کی ہوں۔

ایتھنز۔ پولی بیوس (۵، ۱۰۶) یوریقلیدیس اور میکیون کے عہد میں اس شہر کی حالت پر مخالفانہ حکم لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ دونوں ہر بادشاہ کی چاپلوسی کیا کرتے تھے۔ اس رائے کا ہرمان ٹومزر (ص ۱۳۵) نے اعادہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں طمّاع خطیب تھے۔ یہ بالکل خلاف حقیقت ہے۔ اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ فیلقوس نے بالآخر انھیں زہر دلوا دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ایسے حکمران کی چاپلوسی نہیں کی جو سب سے طاقتور اور ایتھنز کیلئے سب سے خطرناک تھا، اور اس انجام سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے حب وطن کا ناقابل تردید ثبوت دیا۔ عام صورت حال کا صحیح اندازہ کر کے،

کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتا ہے، اور ایتولی و اکائیائی لیگوں میں شامل نہیں ہوتا بلکہ ان کی بجائے پرگامم اور رھوڈز کی صلح کل لیگ سے دوستانہ تعلقات قائم رکھتا ہے۔ اس طرز عمل کی ابتدا اریور تقلیدس اور ریکیون برادران سے ہوتی ہے، چنانچہ فیلقوس شاہ مقدونیہ نے انھیں زہر دلوادیا۔

لیگوں میں ایتولی لیگ قدیم ترین ہے[۶]۔ اس قوم کی تاریخ کا کئی

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ انھوں نے مصر کے ساتھ پرانے تعلقات کی تجدید کی؛ دیکھو بلوٹارک: "اراتوس" ۴۱۔ ان کے نام سکوں پر؛ ہیڈ: "تاریخ مسکوکیات" ۳۱۹؛ مگر غالباً جن لوگوں کی شبیہہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ان دو مشہور لوگوں کے جانشین ہوں گے قبیلوں کے نام ہران؛ تومزرکم ۱۳۵؛ گلبرٹ ۱ (۲) ۲۲۲۔

۶ لیگیں۔ حال کے مورخ: ا۔ فریمین: "تاریخ حکومت وفاقیہ" A. Freeman: History of Federal Government. جلد ۱، لندن ۱۸۶۳ء؛ اشاعت جدیدہ ۱۸۹۳ء۔ و۔ فیشر: "تحقیقات" "مکتوبات مختصر" جلد ۱- W. Vischer: Abh. in Kleine Schr م۔ دیوبوا: "ایتولی و اکائیائی لیگیں" M. Dubois: Les Ligues étolienne et achaéen پیرس ۱۸۸۴ء۔

ایتولیوں کے لئے دیکھو گلبرٹ ۲، ۲۱/۳۲، اور براندشٹاٹر Branslatter کی وہ تحریریں جن کا وہاں اقتباس دیا گیا ہے (" ایتولی لیگ کی تاریخ Gesch. desaitol. Landes ۱۸۴۴ء؛ کون: "قیام بلدیات قدیمہ" Kuhn: Enstehung der Staedte der A lten صفحہ ۸۷ وغیرہ۔

اکائیائیوں کے لئے گلبرٹ ۲، ۱۰۴/۱۲۳، اور ہیل ونگ Hellwing ۱۸۲۹ء، مرلیکر ۱۸۳۱ء و ۱۸۳۷ء (مرلیکر Merlekcir نے جنگ کلیومنیس کی بابت بھی لکھا ہے)، وانر Wahner ۱۸۵۴ء، دے ترٹ Weinert ۱۸۸۱ء بیئےیر: "مطالعات لیگ اکائیہ" Baier: Stud: Z ach. Bundesverf ورتمزبرگ ۱۸۸۶ء؛ مہافی: "مسائل" ۱۷۶/۱۸۶؛ بوسولٹ: "قدیمیات یونان" Busolt: Gr. St

باب ۱۲ مرتبہ حوالہ دیا جا چکا ہے۔[۵۹] خیرونیہ کے میدان میں وہ فیلقوس کے حلیف

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اشاعت دوم، ۱۸۹۲ء صفحہ ۲۴۷ وغیرہ؛ تیوپفر: "اکائیہ" پاؤلی کی محیط المحیط میں؛ ایتولیوں کے لئے اسی محیط میں وِلکن Wilcken کا مضمون جلد ۱، ۱۱۱۵/۱۱۲۷۔

[۵۷] ایتولی۔ دیمتریوس فثیہ کا تہوار ایتھنز میں مناتا ہے (پلوٹارک:- Dem. ۴۰)، اس لئے نہیں کہ ڈرواۓسن کے مفروضے کے مطابق ایتولیوں نے یونانیوں کو دیلفی آنے سے روکا تھا، جس کی کوئی خاص وجہ نہیں تھی بلکہ اس کے برعکس ان کا مقصد تو یہ ہوگا کہ ان کی صدارت میں یہ تہوار بخیر و خوبی ختم ہو، اور اس کی اصلی وجہ یہ ہوگی کہ دیمتریوس کسی بہانے سے اپنے آپ کو ممتاز کرنا چاہتا تھا۔

ایتولیوں اور بیوتیوں کے باہمی تعلقات؛ دیکھو اوپر باب ۱۰۔

امفکتیونوں کی طرف سے آریوس ایتولیوں کی مخالفت کرتا ہے؛ یوستی نوس ۲۴، ۱؛ ڈرواۓسن ۲، ۲۴۴، ۲۴۳، ۲۳۵؛ فون ولاموونز ۲۵۹۔ لیکن ایتولی امفکتیونی لیگ پر قابو یافتہ تھے۔ آریوس اسپارٹا میں مقدونوی مفاد کی نگرانی کرتا تھا (دیکھو اوپر باب ۹) یہ غالباً امفکتیونیوں میں مقدونوی گروہ کی اس کوشش کا ایک مظاہرہ تھا کہ ایتولیوں کو لیگ میں جو رتبہ حاصل تھا اس سے محروم کردے؛ دیکھو اوپر باب ۲، حاشیہ ۲۳۔

ایتولیوں اور امفکتیونی لیگ کے باہمی تعلقات: لیوڈرز: "دیونی سی نقاشش" Luders : Die dionysichen Kuenstler ۸۳، ۱۱۲، ۱۱۳۔

لیگ میں ایتولیوں اور گوناتاس کا اکائیئیوں کا مدمقابل بننا؛ پولی بیوس ۲، ۴۳، ۹؛ ۴۴، ۳۔ اگر ایتولی لیزی ماخیہ، آۓتوس اور مارونیہ کے حلیف تھے (پولی بیوس ۱۵، ۲۳، ۱۷۰، ۳) تو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس محالفے کا منشاء مقدونیہ کی مخالفت تھی اور اسی لئے فیلقوس ان مقامات کے پیچھے پڑا تھا۔

ایتولی تمارخوس ایونیہ میں لڑتا ہے؛ پولیاۓنوس ۵، ۲۵؛ Front. ۳، ۲، ۱۱۔

تھے، لیکن جب اُنھوں نے اوئے نیاداے پر سکندر کی خواہش کے خلاف اس پر قبضہ کرلیا (جلد ۳ باب ۴۶) تو وہ اس فعل سے مقدونیوں سے برسر پیکار ہو گئے اور ایتھنزیوں سے قریب تر ہو گئے، چنانچہ جنگ لامیہ میں وہ ایتھنزیوں کے حلیف تھے اور یونانیوں میں وہی ایک قوم تھی جنھوں نے انتی پاتر کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا۔ اُنھوں نے کاسانادر کے خلاف پولیس پرخون کا ساتھ دیا اس لئے کہ وہ ایتولیہ کے قریب ہی کے پہاڑی علاقے کا باشندہ تھا، اور ۳۰۵ ق م تک اُن کی قوت اتنی بڑھ گئی تھی کہ ایتھنزیوں کے ہمنوا ہو کر اُنھوں نے دیمتریوس کو پیام بھیجا کہ اُس کے لئے یونان آنا اور کاساندر کی زیادتیوں کی مدافعت کرنا رھوڈز کے محاصرے سے بدرجہا بہتر ہو گا۔ لیکن جب دیمتریوس نے یونان کے بیشتر حصے پر قبضہ کر لیا تو اُن میں اور اُس میں جو اچھے تعلقات تھے اُن کا خاتمہ ہو گیا۔ اس وقت ایتولی لوکرس اور فوکس تک کے گویا مالک تھے، اور اُن کے قبضے میں دیلفی تھا؛ جس کی وجہ سے دیمتریوس کو ایک بہانہ ہاتھ آیا (باب ۲) اور اُس نے فتشیہ کو ایتھنز منتقل کر دیا جہاں سے وہ اُن کے سرپرست ہونے کا دم بھر سکتا تھا۔ ۲۸۹ ق م میں ایتولیہ دیمتریوس اور اُس کے مدمقابل پرھوس کے باہمی نزاعات کا میدان بن گیا۔ دیمتریوس نے ایتولیہ پر حملہ کر دیا اور جب وہ ایپائروس کی طرف چلا تو اپنی جگہ اپنے سپہ سالار پانتوخلیس کو چھوڑ دیا۔ اب پرھوس نے نمودار ہو کر اس پانتوکیس کو شکست دیدی۔ کیرانوس کے سلیوکوس کو قتل کرنے کے بعد ایتولیوں نے گوناتاس کو مقدونیہ پر قبضہ کرنے میں مدد دی۔ اب آریوس اور ایتولیوں کی عجیب وغریب جنگ آتی ہے، اور غالوی قوم کے یونان میں گھس آنے کے بعد ایتولیوں کا طرز عمل اور حیثیت صاف ہو جاتی ہے؛

باب ۱۲

وہ تھرموپلی کی دشمن کے حملوں سے حفاظت کرتے ہیں اور امفکتیونی لیگ کے مسلم محافظ بن جاتے ہیں، اور اسی حیثیت سے سوتیریہ کے جدید میلے کا آغاز کرتے ہیں جسے باقی تمام یونانی بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔ ۲۷۰ ق م میں مولوسی شاہ سکندر اکارنانیہ کا کچھ حصہ خود لے لیتا ہے اور کچھ ایتولیوں کو دے دیتا ہے۔ چونکہ اب وہ دیلفی، تھرموپلی اور رنئو پاکتوس جیسے اہم نقاط پر قابض تھے اس لئے یونان میں اُن کی حیثیت نہایت ارفع و اعلیٰ تھی اور جب بیوتیہ بھی اُن کی لیگ میں شامل ہو گیا تو اس میں پہلے سے بھی اضافہ ہو گیا، لیکن بیوتیہ کا شمول مستقل نہیں رہا۔ پولی بیوس کہتا ہے کہ اکائیائیوں کو زیر کرنے کی غرض سے اُنھوں نے گوناتاس کے ساتھ ایک عہد نامہ کیا، اور امتداد زمانہ سے اُن کا حلقۂ اثر وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ اُنھوں نے نہ صرف اپنے ایک جدی باشندگان ایلس کو مغلوب کیا، بلکہ فگالیہ، تگیہ، مین تی نیہ، اور ارخومینوس اور جزیرۂ کیفالے نیہ کو فتح کر لیا، اور آخر الامر جزیرۂ کیوس، لیزی ماخیہ اور خالکدون بھی انکی لیگ میں شامل ہو گئے۔ ۲۲۰ ق م میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا مصر کے حلفاء میں شمار ہے۔ ان کے اثر کی اس عظیم الشان وسعت سے معلوم ہوتا ہے کہ سمندر پر بھی اُن کی قوت بڑھی ہوئی تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کی بحری قزاقی مشہور آفاق تھی، اور معلوم ہوتا ہے کہ صرف رضا کارانہ بیڑے سے اُنھوں نے اپنی قوت کو بڑھایا، چنانچہ جب لیگ کے اعلےٰ عہدہ دار چاہتے اس سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کر دیتے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس ایتولی لیگ کا دستور کیا تھا؟ خارجی امور مثلاً مختلف عہدوں، مجالس مباحثہ و رائے دہی کے ناموں سے ہم بخوبی واقف ہیں، لیکن ایک امر ایسا ہے جس سے ہمیں کما حقہٗ واقفیت حاصل نہیں ہے، وہ یہ کہ آخر لیگ کے احکام کا منفذ کیا تھا؟ لیگ

ف۵ فریمین کی رائے کے مطابق ایتولیوں کے دستور کا مقابلہ سوئیزرستان کے

کا اعلیٰ ترین عہدہ دار استراتے گوس تھا، اور اس کے علاوہ ایک ہپارخ، ایک گراماتیوس اور ایک تامیاس تھے۔ غور کنندہ اور رائے دہندہ مجالس میں سے ایک الوکلے تو ے، ایک سونیدریون یا بولے اور ایک کوئنے سونودوس، ایک پان ایتولیکون یا مجلسِ اقوام ایتولیہ تھی، جو ہر سال نقطۂ اعتدال ربیعی کے بعد ماہ تھرمون میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ قدیم دستور سے کیا جا سکتا ہے، جس میں ان مقامات کو بھی کچھ حقوق حاصل تھے جن کا مختلف اجزائے وفاقیہ سے تو گہرا تعلق تھا لیکن جن کے حقوق اتنے وسیع نہیں تھے؛ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اسی طرح اکائیائی دستور کا مقابلہ ممالک متحدۂ امریکہ کے دستور سے کیا جا سکتا ہے۔ نیز ایتولی اجیر سپاہی سوئیزرستانیوں کی طرح تھے۔

ایتولیوں کے تعلقات مصر کے ساتھ نہایت عمدہ تھے۔ پولی بیوس ۴، ۳۰۔

بعض مصنف کہتے ہیں کہ ۳۳۸ق م جیسے بعید زمانے میں ایتولی امفکتیونی لیگ میں شامل ہو جاتے ہیں، لیکن بعض کے نزدیک وہ ۲۷۰ق م تک شامل نہیں ہوتے۔ اکائیائی ایتولیوں کے امفکتیونی معاملات میں مداخلت کی شکایت کرتے ہیں؛ پولی بیوس ۴، ۲۵۔

ایتولی ان ریاستوں کی جو خود اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہوتیں، حمایت کرتے ہیں۔ لیکن فی الجملہ ان میں بربریت پائی جاتی ہے۔ مقابلہ کرو پولی بیوس کتاب ۴۔ فیلقوس اپنے دشمنوں ایتولیوں کے خصائص بیان کرتا ہے؛ پولی بیوس ۸، ۴، ۵۔

ایتولی خود اجیر سپاہی ہیں لیکن اکائیائی اجیروں کو اپنی فوج میں بھرتی کرتے ہیں؛ ایک طرف دولت ہے دوسری طرف زور۔

نفیس نقرئی سکے؛ ہیڈ: "تاریخ مسکوکیات" ۲۸۳؛ ان پر صرف "ائے تولون" کندہ ہے اور کسی خاص مقام کا نام نہیں ہے۔ انواع: مقدونیوں اور غالویوں پر جو فتوحات حاصل ہوئیں انکے حوالے گارڈنر: "انواع" صفحہ ۱۰۲، ۳۵؛ تصویر ۱۲، ۴۲، ۴۳۔ یہ عجیب و غریب بات ہے کہ وہی اقوام سکوں کی خوبروئی پر زور دیتی ہیں جو سب سے کم متمدن اور تہذیب یافتہ ہیں، جیسے کریٹی اور ایتولی؛ اسکے بالکل برعکس ایتھنزی ہیں۔

باب ۲۱

جمع ہوتی، جنگ وصلح کے مسائل طے کرتی اور لیگ کے عہدہ داروں کا انتخاب کرتی۔ بولے اس سے ذرا زیادہ مختصر مجلس ہے؛ ایوسکلیتوئے سے مراد یا توسی نیدروئی کی جماعت ہوگی ورنہ اس کی کوئی ذیلی مجلس لیکن وہ کون لوگ تھے جنھیں لیگ کی جمعیت میں رائے دینے کا حق حاصل تھا؟ بلاشبہہ وہ ایتولی ہی ہوں گے، لیکن کیا یہ حق صرف ان ہی تک محدود تھا؟ اور جب لیگ حدود ایتولیہ سے باہر تک پہنچی تو عام صورت حال کیا تھی؟ اس توسیع کا مظاہرہ خود ایتولیوں نے ایک نہایت ممتاز طریقے سے کیا یعنی ان میں اور ویلفی کی امفک تیونی سے اس قدر مطابقت ہوگئی کہ علاوہ تھرمون والی یان ایتولیکوں کے بعض مرتبہ ایتولی جمعیت کا کام تھرمویلی یا ڈیلفی والی مجالس ارکان امفکتیوں سے لیا جانے لگا۔ بعد ازاں پیلوپونیز کی مملکتیں، دور و دراز کے جزیرے اور ہیلیس پونٹ کے بلدیات بھی لیگ میں شامل ہوگئے۔ ان ارکان کے حقوق کیا کیا تھے؟ کیا وہ بھی تھرمون والی مجلس میں حصہ لیتے اور رائے دیتے تھے؟ کیا لیگ نے ان کے فرائض کا تعین کر دیا تھا، اور وہ فرائض کیا تھے؟ آجکل عام خیال یہ ہے کہ توسیع شدہ ایتولی لیگ کا واحد مقصد یہ تھا کہ بیرونی حملے سے حفاظت کیلئے ایک طرح کا محالفہ قائم کیا جائے یا یہ بھی ممکن ہے کہ ان ریاستوں کو خود ایتولی بحری قزاقوں اور ڈاکوؤں سے جو خطرہ تھا اس سے وہ مامون و محفوظ رہ سکیں۔ ایسی حالت میں دور و دراز حصہ جات یونان کے ارکان کو اندرونی ایتولی معاملات میں رائے دینے کا حق نہیں ہوگا۔ مگر اس کے بعد بھی سوال باقی رہتا ہے کہ آیا تمام غیر ایتولی اسی ایک زمرے میں آتے تھے؟ اور آخر الامر کون کون سے اجزائے لیگ کے مباحث میں حصّہ لینے کے مختار تھے؟ شائد ان ہی ریاستوں کو اس کا اختیار ہو جو اقلیم یونان کے وسط میں ہوں۔ بہرحال

ہمیں ان سب امور کا علم نہیں۔ لیکن اغلب امر یہ ہے کہ اگر لیگ کی مجلس تھرموپلی میں منعقد ہوتی تو کم سے کم ان سب ارکان کو جو وسطی یونان میں رہتے تھے، رائے دہی کا حق ہوگا، بلکہ قیاس یہ بھی چاہتا ہے کہ ایسی جمعیت کا مقصد ہی یہ ہوگا کہ لیگ کی توسیع شدہ شکل کے معاملات پر بحث و مباحثہ کرے۔

ایتولی لیگ کے علاوہ اکائیائی لیگ ایسی ہے جس نے تاریخ میں سب سے زیادہ حرکت پیدا کی ہے[۵۹] ۲۸۰ء ق م میں اس میں صرف چار شہر شریک تھے، لیکن رفتہ رفتہ اس میں پہلے تو اکائیائیہ کے تمام شہر شامل ہوئے، اور ۲۵۵ء ق م میں بجائے متعدد استراتے گوئے کے صرف ایک ہی استراتے گوس رکھیا تو اس میں مرکزیت اور قوت پیدا ہو گئی اور جب ۲۵۱ء ق م میں اسمیں سیکیون شامل ہوا تو ارض یونان میں اس کا ایک خاص رتبہ پیدا ہو گیا۔ اب اس میں مفصلۂ ذیل شہر شامل ہو گئے، جن میں سے اکثر ارانتوس لیگ میں لانے کا باعث ہوا تھا: کورنتھ (۲۴۳ء ق م)، میگارا، تروئے زین، اپی دوروس، پھر ہیرائیہ اور کلیونائے، ۲۳۳ء ق م میں میگالوپولس، اس کے بعد اکثر آرکیڈی شہر، اور پھر آرگوس، ہرمیونے، فلیوس اور شائد ائی گینا بھی اس میں شامل ہو گیا۔ جوں ہی لیگ نے انتی گونوس دوسون کو اپنا سپہ سالار مقرر کیا، وہ مقدونیہ کا آلۂ کار بن گئی۔ بعد ازاں تھوڑی سی مدت کے لئے اس میں تمام پیلوپونیز شامل ہو گیا، لیکن ۲۲۰ء ق م میں صورت حال مختلف تھی اور اسپارٹا اب بھی آزاد تھا۔

---

۵۹ اکائیائی۔ اکائیائی لیگ کے قیام کے لئے مقابلہ کرو گلبرٹ ۲، ۱۰۶، حاشیہ ۵۔ ابتدائی چار اراکین کا محل وقوع اقصائے مغرب میں تھا، ۲۲۰ء ق م میں ایتولی پاترائے، فارائے، اور تریتیہ ہو کر فنگالیہ جاتے ہیں؛ پولی بیوس ۴، ۶۔

باب ۱۸

اکائیائی لیگ کا دستور ایتولی لیگ کے دستور کے مماثل بلکہ شاید اسی پر مبنی تھا؛[۱] ایتولیوں کی طرح اکائیائیوں میں بھی لیگ

[۱] اکائیائیوں کا دستور۔ اس کی تعریف و توصیف، پولی بیوس ۲، ۳۸۔ لیکن اسکی تکمیل کی نوبت کبھی نہیں آئی؛ فلوپوئے مین نے اس میں تبدیلی کی جس کے لئے دیکھو نیچے، باب ۱۸۔ آخر تک بہت سی اہم دستوری نزاعات برپا رہے، اور دستور کو کبھی ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا؛ علی العموم تصفیے کا دار و مدار رسم و رواج پر تھا، اور رسم و رواج میں ہمیشہ نزاعات کا امکان ہوتا ہے۔ گلبرٹ (۲، ۱۱۴) کہتا ہے کہ یہاں کوئی علاحدہ بولے نہیں تھی، لیکن پولی بیوس ۲، ۳۷ میں جو الفاظ ہیں اُن سے یہ ہرگز نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ لفظ "بولیوتائے" سے مراد اراکین جمعیت مقننہ سے ہوگی؛ اور پولی بیوس ۲۲، ۱۰ کے الفاظ سے کیا یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ "بولے" ضرور ایک ذیلی مجلس ہوگی؟ بلاشبہہ وہ مؤلف راہ راست پر نہیں ہیں جو اس فقرے سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ مجلس خاص کے ایک سو بیس رکن تھے۔ آخر میں، چونکہ یونانی وقائع نگار اکثر فنی امور میں غیر درست ہوتے ہیں اس لئے ہمیں مختلف ادارات کے اُصول سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور ایسا کرنے میں یہ استناج جائز ہے کہ اگر ایتولیوں کے یہاں ایک مجلس خاص تھی تو اکائیائیوں میں جو ان سے کہیں زیادہ اعیانیت پسند تھے، ایسی مجلس ضرور ہوگی۔ اراتوس کی چلت پھرت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ضرور ایک ایسی مجلس خاص ہوگی جس کے ساتھ مل کر وہ اپنے منصوبے پورے کرسکتا تھا۔ گلبرٹ بھی (۲، ۱۱۵) عملاً تسلیم کرتا ہے کہ دس دیمیورگی ایک چھوٹی سی مجلس مباحثہ تھی۔ بوسولٹ فرض کرلیتا ہے کہ لیگ کی جمعیتیں دو طرح کی تھیں، ایک تو معمولی، جو چھوٹی سی تھیں، اور غیر معمولی، جو بڑی تھیں۔ بہر حال یہ سب باتیں نہایت تاریک ہیں۔ اگر پولی بیوس ۴، ۵ وغیرہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عہدہ داران لیگ کی اجازت کے بغیر ایتولی بعض مرتبہ چھاپے مارتے تھے، تاہم قرارداد مندرجۂ پلوٹارک: "اراتوس" ۳۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکائیائیوں میں بھی بعض مرتبہ

کی جمعیت، مجلس اور عہدہ دار تھے، اور ان عہدہ داروں میں سب سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ استراتے گوس کو خود اپنی ہی ذمہ داری پر جنگ آزمائی یعنی چھاپے مارنے کی اجازت دے دی جاتی تھی، لیکن اس قسم کی نبرد آزمائی کے اخراجات خود اسی کو برداشت کرنے پڑتے تھے۔ پلوٹارک: "اراتوس" ۲۵ میں جو قصہ نقل کیا گیا ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ اراتوس شہریوں کی فوج کو آرگوس کے خلاف لے جاتا ہے (مقابلہ کرو پولی بیوس ۴، ۹) لیکن پھر پسپا ہوتا ہے جس پر اکائیائیوں کا مواخذہ ارسطی فوس خود سر آرگوس کے سامنے کیا گیا کہ اُنھوں نے امن میں خلل ڈالا ہے اور مین تی نیہ ان پر تیس مینائے کا جرمانہ کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہری فوج اپنے استراتے گوس کی سیادت میں ایک حلیف پر حملہ آور ہوتی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ایسے واقعات پیش آئیں تو پھر جمعیت کے ہونے نہ ہونے سے آخر فائدہ ہی کیا ہوا؟ بعض مرتبہ خود فوج ہی سے جمعیت عوام کا کام نکالا جاتا ہے۔ جمعیت لیگ کے تفویض اختیارات کے بعد فوج ایک سیاسی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ اس صورت حال سے نسبتۃً کم متمدن اقوام مثلاً مقدونیوں اور قدیم جرمانیوں کی یاد تازہ ہوتی ہے اور جب ہم رومنوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمارے سامنے رائے دہندہ قوم اور مسلح قوم کے مابین ایک صریح فرق نظر آتا ہے۔

دیوبوا Dubois (۴۲، ۱) پولی بیوس ۲، ۵۸ سے یہ استدلال کرتا ہے کہ لیگ کا کوئی رکن رکنیت سے علیحدہ ہو سکتا تھا۔ لیکن باب ۵۷ میں جو لفظ "دو ایتھے لون تیس" استعمال کیا گیا ہے اس سے علیحدگی صرف رضامندی سے عمل میں آئی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی اجازت دی گئی ہوگی۔

اکائیائیوں نے لیگ کے جو سکے ڈھلوائے وہ اپنے حسن میں کچھ زیادہ ممتاز نہیں تھے۔ چاندی کے سکوں پر حروف "اخ" کندہ ہیں اور تانبے کے دلچسپ تر سکوں پر دو نام نظر آتے ہیں، مثلاً "اخائیون ایئےتیون"، "اخائیون اگیون" "دو آ۔ سکونیوں"، "دو آ۔ انتی گونیون" (مین تی نیہ) وغیرہ۔ ہیڈ: "تاریخ مسکوکیات"

اہم استراتےگوس تھا جس کے دس ساتھی اُس کے فرائض میں مدد دیتے تھے جنھیں دمیورگی کہتے تھے؛ ان کے بعد ایتولیوں کی طرح ہپارخ، اس کے بعد ناؤآرخ کا شمار ہوتا تھا (واضح ہو کہ یہ آخری عہدہ دار ایتولیون میں نہیں تھا حالانکہ وہ اکائیائیوں سے کہیں زیادہ بحری لڑائیوں میں حصہ لیتے تھے)؛ ان سب کے بعد گراماتیوس آتا تھا۔ اس میں شبہہ نہیں کہ ایک لوکے بھی تھی، لیکن ہم اس سے واقف نہیں کہ یہ کن اجزاء سے مرکب ہوگی۔ ہر سال دو مرتبہ لیگ کے جلسے ہوتے تھے، اور یہ بات بالکل صاف ہے کہ لیگ کی ہر ایک آخری ریاست کو جلسوں میں رائے دینے کا اختیار تھا۔ لیکن ہمیں اس کا علم نہیں کہ لیگ کے اراکین اپنے خیالات کو کیسے منواتے ہوں گے۔ ہر شہر کو ایک رائے دینے کا حق تھا لیکن یہ رائے کیسے منضبط کی جاتی تھی؟ کیا ہر شہر اپنے مندوب مقرر کرتا تھا، یا ہر شخص جو آسکتا اور آتا وہ جلسوں میں حصہ لیتا اور اس مسئلے پر کہ شہر کی مجموعی طور پر کیا رائے ہو اپنے ساتھیوں سے استفسار کرتا؟ یہ فرض کرنے کے بعد کہ جمعیت کے لئے ہر شہر اپنے قائم مقام منتخب کرتا، یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ آیا ہر قائم مقام اپنی صوابدید پر رائے دیتا یا اسے پہلے سے ہدایات کردی جاتیں۔ جو حالات ہم تک پہنچے ہیں، اُن کی بناء پر مختلف استدلال کئے گئے ہیں؛ ہمارا خیال ہے لیگ کے جلسوں پر اراکین موقع و محل کی بناء پر عمل کرتے ہوں گے۔ پولی بیوس کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ اکائیائیوں کے قوانین، اوزان، پیمانے، سکے، عہدہ دار، مجالس اور عادل سب مشترک تھے۔ ہم یہ کہتے میں غالباً حق بجانب

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ $\frac{351}{352}$۔ مقابلہ کرو فہرست سکہ جات اکائیائی لیگ" مولفہ میجر جنرل کلارک، لندن ۱۸۹۵ء۔

ہوں گے کہ اکائیائی دستور فی نفسہ اچھا تھا، اور یونان کی سیاسی زندگی میں اس سے ایک قدم ترقی کا اظہار ہوتا ہے؛ لیکن یہ بھی عیاں ہے کہ یہ دستور ہر ایک تفصیلی معاملے میں مکمل نہیں تھا، اور اس کا انطباق ہر معاملے میں صحیح انداز سے نہیں کیا جاتا تھا، حقیقت یہ ہے کہ اس دستور سے جو خوش آیند امیدیں وابستہ تھیں اُنکو یونانیوں کے مرکز گریز میلانات اور اغیار کی مداخلت سے بڑی بھاری ٹھیس لگی۔ کسی شخص کا انتخاب بطور استراتے گوس مسلسل نہیں ہو سکتا تھا، چنانچہ اراتوس ایک سال منتخب ہوتا اور کوئی دوسرا اگلے سال۔ لیدیادیس کے انتقال کے بعد جو واقعہ پیش آیا جس کا اعادہ کیا جاچکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ استراتے گوس کی حیثیت کس قدر عجیب وغریب تھی۔ اکائیائی اے گیوم میں جمع ہوئے اور طے کیا کہ اراتوس کو لڑائی جاری رکھنے کے لئے مزید رقم نہ دیجائے اور اگر وہ لڑائی جاری رکھنا چاہے تو اُس کے اخراجات خود ہی برداشت کرے۔ اس کے یہ معنیٰ ہوئے کہ بحیثیت استراتے گوس کے اگر اریوس کو جنگ کے آغاز کرنے کا حق نہیں تھا تو کم از کم اُسے یہ حق ضرور تھا کہ اپنی خوشی خاطر جنگ کو جاری رکھے اور ایسی حالت میں مہم کے دوران میں سپاہیوں کو اُس کے احکام کی تعمیل کرنا پڑے گی۔ اگر اکائیائی چاہتے تھے کہ استراتے گوس کوئی ایسا کام نہ کرے جو اُن کی خواہش کے خلاف ہو تو وہ روپیہ منظور کرنے سے انکار کر سکتے تھے، اور یہ زمانۂ حال کے دستوری طرز عمل کے عین مطابق ہے۔ اس مشابہت پر اس وقت تک کسی نے غور نہیں کیا۔ ساتھ ہی استراتے گوس کو جو آزادی اپنی صوابدید پر عمل کرنے کی دی گئی ہے اس سے محض ان لوگوں کی سادگی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس قصے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کسی اکائیائی استراتے گوس کے پاس کافی روپیہ ہوتا تو پھر جو جی چاہے کر سکتا تھا؛

آراتوس کے پاس بلاشبہ کافی روپیہ تھا، اور وہ ان تمام رقوم کو جو بادشاہوں کے پاس سے آتا تھا، اجیر سپاہیوں کی تنخواہوں اور غداروں کو رشوت دینے پر صرف کرتا تھا۔ اس طرح ایک متمول چالاک شخص چاہتا تو کسی قسم کی شخصی پالسی پر عمل کر سکتا تھا۔

گو اکائیائیوں اور ایتولیوں کا دستور ایک دوسرے سے مشابہ تھا تاہم دونوں لیگوں کے اصول میں بہت فرق تھا، اور یہ فرق دونوں کے خاص خاص حصوں کی کیفیات کی وجہ سے تھا۔ ایتولی دیہاتی لوگ تھے جن کا ہمیشہ سے ایک مرکز اور ایک لیگ تھی؛ ان کے برعکس اکائیائی شہری زندگی بسر کرنے کے عادی تھے جن کے بلدیات ایک دوسرے سے ممتاز اور آزاد تھے۔ ایتولیوں کو عام طور پر عمومیت کا اور اکائیائیوں کو اعیانیت کا طرفدار سمجھا جاتا ہے، لیکن میں دیوبوا کی رائے سے متفق ہوں کہ یہ رائے واقعات کے مطابق نہیں، گو یہ واقعہ ہے کہ اکائیائیوں پر اپنی تاریخ کے زیادہ تر حصے میں متمول لوگ حکومت کرتے تھے، اور یہ حکم ایتولیوں پر نہیں لگایا جا سکتا، اور یہ بھی واقعہ ہے کہ اراتوس کی ماتحتی میں اکائیائیوں نے متمول لوگوں سے اشتراکیت پسند کلیومنیس کی مخالفت کرائی۔ فی الجملہ ایتولی ذرا غیر مہذب اور اکائیائی ان سے زیادہ متمدن نظر آتے ہیں؛ ایتولی نتائج کی پروا نہیں کرتے اور جو چاہتے ہیں کرنے میں نہیں چوکتے، اور ساتھ ہی اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کا پورا الزام خانگی اشخاص کے سر رکھ دیتے ہیں کہ انھوں نے لیگ کی رضامندی کے بدون فلاں فلاں بات کی ہے؛ اس کے برعکس اکائیائی مختلف امور کو چکنے چپڑے لفظوں اور میٹھی میٹھی باتوں میں چھپا دیتے ہیں لیکن ان کے افعال اور ایتولیوں کے افعال میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا۔

لیکن یہ ضرور ہے کہ لیگوں کے قیام کی کوششیں نہایت درجہ

باب ۱۲

قابل لحاظ ہیں، اور اس میں شبہہ نہیں کہ مقدونوی اقتدار سے پہلے کے یونانی شاہراہ اتحاد پر اتنے آگے نہیں بڑھے تھے۔
ہم اس سے پہلے کہہ چکے ہیں کہ لیگوں کی تاریخ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یونانی پہلے سے کہیں زیادہ ایک دوسرے کے قریب تر آ گئے تھے؛ یہ واقعہ بالکل درست ہے، اور اس کا ثبوت نہ صرف ان لیگیوں کے وجود سے دیا جا سکتا ہے بلکہ اس خاص واقعے سے بھی کہ اگر اراتوس سد راہ نہ بنتا تو اسپارٹا اور اکائیائی مل کر ایک بڑی لیگ بنا لیتے، اور گو بلا شبہہ یہ لیگ بغیر تبدیلیوں کے جاری نہ رہتی لیکن اس کا وجود یونان کے لئے یقیناً نہایت درجہ خوش آیند ہوتا۔[۱۱]

[۱۱] سکندر کے بعد یونانیوں کا ایک دوسرے کیساتھ پہلے سے زیادہ اختلاط؛ دیوبوا ۲۱۳/۲۱۶ -

تیسری صدی ق م میں صورت حال یہ ہے: ایتھنز پہلے کی طرح یونانیوں کی ذہنی تعلیم کا مرکز اور سیاسی آزادی کے حوصلوں کا آماجگاہ بنا ہوا ہے؛ اسپارٹا کی قوت وسطوت اپنے منتہائے زوال کو پہنچ چکی ہے؛ ایتولی نسبتہً کم متمدن مغربی یونانیوں کے اتحاد کا مرکز بنے ہوئے ہیں لیکن اس میں اکارنانی شامل نہیں ہیں اس لیئے کہ وہ ان کے روایتی دشمن ہیں، اور نہ بیوتیہ شامل ہے جس نے اس لیگ کے سامنے کبھی اپنا سر تسلیم خم نہیں کیا؛ رہے اکائیائی تو وہ پیلوپونیز کے ان تمام عناصر کو متحد کر لیتے ہیں جن کی ان کے مقاصد کے ساتھ ہمدردی ہے، جیسے آرکیڈی قوم۔ لیکن مین تی نیہ، اور خومینوس اور تگیہ اکائیائی نوآمدوں کی اطاعت پر تیار نہیں ہوتے، اور نسبتہً حال کا قائم شدہ شہر میگالوپولس اس کی ضرورت محسوس کرتا ہے کہ کسی نہ کسی کی رہبری میں آگے گامزن ہو، چنانچہ پہلے تو مقدونیہ اور اس کے بعد اکائیائیوں کا کہنا مانتا ہے، اور ویسے بھی وہ محض مجرد اصول کا پابند نظر آتا ہے۔

باب ۱۲

ہم دیکھتے ہیں کہ ۲۲۰ء ق م میں اور اس سے پہلے یعنی کلیومنیس کے عروج سے پہلے یونان کی جو حالت تھی وہ ایک ایسی صورت حال کا قدرتی نتیجہ تھی جو اس سے پہلے ہو گزری تھی، اور اس سے صاف انتاج ہو سکتا ہے کہ اس قسم کی لیگ کی آئندہ زندگی امن و امان سے نہیں گزرے گی۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ۲۲۰ء ق م میں یونان میں چار مملکتیں تھیں یعنی دو لیگیں اور دو فردی مملکتیں۔ ایتولی لیگ میں پیلوپونیز میں وسطی یونان اور ایلیس اور اکائیائی لیگ میں پیلوپونیز کا ایک بڑا حصہ اور میگارا شامل تھے؛ لیکن وسطی یونان میں ایتھنز آزاد رہتا ہے اور اس کے ایتولیوں سے نہایت اچھے تعلقات ہیں؛ اسی طرح پیلوپونیز میں اسپارٹا آزاد ہے اور علی العموم اکائیائیوں کا مخالف بنا رہتا ہے۔ حقیقت میں اسی ضمن میں یونانی نسلوں کے سیاسی ارتقار کی کیفیت صاف ظاہر ہوتی ہے۔ پانچویں صدی ق م میں یونان میں صرف دو ہی اہم مملکتیں تھیں یعنی اسپارٹا اور ایتھنز، اور چوتھی صدی ق م میں تھبز بھی اسی صف میں آگیا۔ بعد ازاں تیسری صدی ق م میں، جب تھبز کی اہمیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو وہ مملکتیں جو ان کے سامنے ہیچ تھیں آگے بڑھ جاتی ہیں اور لیگیں قائم کر لیتی ہیں۔ یہ واقعہ کہ یہ لوگ بھی صف اول میں آجاتے ہیں نہایت درجہ اہم ہے، اور ہم یہ حکم لگا سکتے ہیں کہ یونان کی ایسی تاریخ جس میں ان لوگوں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ پولی بیوس ۴، ۹ (دیکھو اوپر باب ۱۰، حاشیہ ۱۳) مقدونیہ کے زیر سیادت جس اتحاد کا ذکر کرتا ہے اس میں اکائیائی، اکارنانی، فوکسی اور بیوتی شامل تھے؛ لیکن ۴، ۵ میں پولی بیوس فوکسیوں اور بیوتیوں کا ذکر نہیں کرتا۔ الغرض دوسون کے مرنے کے بعد اس لیگ کی اہمیت میں ضرور کمی ہو گئی ہو گی۔ پولی بیوس ۴، ۱۳ کے بموجب اس کی جمعیت کی نشست گاہ کورنتھ تھی اور اس کا صدر شاہ فیلقوس تھا۔

کے ارتقاء پر بحث نہ کی جائے بالکل نامکمل ہوگی، اس لئے کہ اسکی ترقی سے یونان کی قوت حیات کا بین مظاہرہ ہوتا ہے۔

لیکن ہم اس سے بھی زیادہ کہہ سکتے ہیں، وہ یہ کہ یونان میں سیاسی ادارات کے ارتقاء نے وہی راستہ اختیار کیا جو یونانی قوم کی فطری تقسیم پر مبنی تھا، اس لئے کہ یہ چار مجموعے یا مملکتیں آخر مشہور و معروف قدیم اقوام یعنی دوریانیوں، ایونیائیوں، اکائیائیوں اور ایتولیوں کے قائم مقام ہی تو ہیں! ظاہر ہے کہ ان کے حدود قطعی طور پر متعین نہیں ہیں؛ مثلاً اکائیائی لیگ میں علاوہ ایلس کے جو ایتولیوں کے اقربا ہونیکی وجہ سے ان سے مل جاتا ہے، پیلوپونیز کی وہ سب ریاستیں شامل ہیں جنھوں نے دوریائی قابو کو تسلیم نہیں کیا۔ کلیومنیس کے زمانے میں آرگوس اور کورنتھ کبھی اکائیائی لیگ کی طرف ہو جاتے ہیں کبھی اسپارٹا کی طرف، اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کی حالت دوریائی اور اکائیائی قوموں کے درمیان ڈانوا ڈول تھی۔ پھر ایتولیوں نے امفکتیونی لیگ کو اپنے مفاد کی خاطر جو ایک جدید قالب میں ڈھالا وہ بھی پرانے دنوں کی یاد تازہ کرتا ہے، اس لئے کہ یہ لیگ آخر وسطی یونان کی چھوٹی قوموں کی ایک وفاقیت ہی تو تھی، اور یہ بالکل حالات اور کیفیات کے مطابق تھا کہ ان حصہ جات یونان میں جہاں دولوپیں اور اے نیانیں کسی زمانے میں ذی اقتدار تھے وہاں کے معاملات میں اب ایتولی ایک نمایاں حصہ لے سکیں۔ اس طرح لیگ ایک طور پر اپنی قدیم صوبہ داری جزریت کی طرف از سر نو پھر گئی۔

یہ سب باتیں بیان کرنا ہمارے واسطے یہ صاف کرنے کے لئے ضروری تھا کہ تیسری صدی ق م میں بھی ہم یونان کے فطری ارتقاء کی پوری منجدھار میں ہیں اور تیسری صدی ق م اور پانچویں اور چوتھی صدی ق م کے درمیان کوئی اُصولی فرق نہیں ہے۔ تیسری صدی ق م ایتھنز میں

کم وبیش قدیمی خصائص نظر آتے ہیں، اور یہی کیفیت اسپارٹا کی ہے؛ اور جہاں اول الذکر متمدن مستقر ہے، آخر الذکر کی حالت غیر متمدن مستقر کی سی ہے۔ اُدھر اکائیائی صوبہ داری شہروں کے باشندوں کے مماثل ہیں اور ایتولی دیہاتیوں کی طرح ارالوس اُس منفصلات کے باشندے کی طرح ہے جس نے بڑے پیمانے کی سیاسیات کو اختیار کیا ہو، اور وہ تاجداروں کی اس قدر عزت کرتا ہے کہ خودسروں اور طبقۂ اسفل کے حملوں سے صاحب جائداد طبقوں کو بچانے میں ان تاجداروں میں سے ایک کی تائید کو نہایت خوشی سے قبول کرتا ہے۔ ایتولیوں کے طرز عمل میں ناشائستہ سختی نمایاں ہے اور اکائیائیوں کی حکمت عملی محدود اور ذہنی افق اور چالاکی پر مبنی نظر آتی ہے۔

چوتھی صدی ق م سے تیسری صدی ق م تک ارتقار کی کیفیت کی صراحت کے لئے دو باتیں اور کہنی ہیں۔ چوتھی صدی ق م میں بھی ایتھنز اور اسپارٹا کے قریب ایسی یونانی بستیاں تھیں جو محض طوعاً وکرہاً ان دونوں کا حکم مانتی تھیں۔ ان بستیوں میں جو سب سے زیادہ زور دار تھیں وہ دونوں لیگوں میں مل گئیں اور اس کے بعد انھوں نے اپنے پلڑے میں کافی وزن پیدا کر دیا۔ لیکن ایتھنز اور اسپارٹا اب بھی زندہ ہیں، اور ان ہی کی وجہ سے مکمل اتحاد ایک نہایت دشوار معاملہ ہو گیا۔ اگر ایتولیوں اور ایتھنز کے درمیان کسی طرح سے گھرے معاملے کی کیفیت ممکن ہو بھی جائے تو بھی اس کی امید کرنا لاطائل تھا کہ اکائیائی مستقل طور پر اسپارٹا کے یا اسپارٹا مستقل طور پر اکائیائیوں کا دست نگر بن جائے گا۔

اب مقدونیہ آئیے جس کی حالت کی طرف (منجملہ دوسرے امور کے) پانچویں باب میں ناظرین کی توجہ مبذول کی گئی تھی[۱۲]۔ بعض مورخوں کا

ف ۱۲ مقدونیہ۔ پولی بیوس ۵، ۱۰، کے مطابق انتی گونوس کے خاندان کے افراد

کا خیال ہے کہ تیسری صدی ق م میں اس سلطنت کا وجود یونان کے لئے مغتنمات سے تھا، لیکن میں ان کی رائے سے متفق نہیں ہوں۔ چوتھی صدی ق م میں صورت حال ذرا اختلاف تھی۔ فیلقوس ولد امین تاس نے یونان کو گزند ضرور پہنچایا، لیکن اس نقصان کا باعث ایک حد تک یہ تھا کہ دیموس تھنیس اور اُس کے فریق کی یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اُسے ایشیا میں اپنی حکومت قائم کرنے کا جو حوصلہ تھا اس میں اس کی تائید کرنی چاہیئے، اور اس میں شبہہ نہیں کہ سکندر نے بجائے نقصان کے فائدہ ہی پہنچایا۔ لیکن سکندر کے جانشین یونانیوں کو نقصان ہی نقصان پہنچا سکتے تھے اس لئے کہ وہ ان کے معاملات میں مداخلت کرتے تھے لیکن اس مداخلت کا معاوضہ مطلق کچھ بھی نہیں دیتے تھے۔ ۲۸۰ سنہ ق م سے ۲۲۰ سنہ ق م تک یونان میں اسی قسم کی مداخلت کے خلاف ایک ردعمل نظر آتا ہے۔ انتی گونوس کی اولاد میں ایسے لوگ موجود تھے جن کی ذات کی ہر شخص عزت کرتا تھا، لیکن اس خاندان کے ابتدائی حکمرانوں میں سے ایک میں تو سنجیدگی اور دوسرے میں لہو و لعب کے ساتھ ساتھ فطری قابلیت نظر آتی ہے، اور یہ صورت حال ہمارے لئے غایت دلچسپی کے قابل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تینوں انتی گونوس ہوشمند ہیں، دونوں دیمتریوس، پولیورکی تیس، اور دیمتریوس خوبرو دیدہ رو و سوزان لہو و لعب کے پرستار ہیں، اور گوناتاس کے بیٹے دیمتریوس کی بابت ہمیں اس قدر کم معلومات ہیں کہ ہم کوئی حکم نہیں لگا سکتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ فیلقوس اور پرسیوس جسمانی اعتبار سے تنومند نظر آتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ اپنے آپ کو سکندر کا "ہم نسل" ثابت کرنا چاہتے تھے، لیکن ہمیں امید ہے کہ یہ استدلال محض اس بیان کی بنا پر نہیں کیا جاتا جو آرین ۷، ۹، ۶ نے سکندر کی زبان سے کرایا ہے؛ یہی وجہ اس خاندان کے آخری بادشاہ پرسیوس کے نام کی ہے اور اسی سبب سے فیلقوس پنجم کے سکوں پر پرسیوس کی شبیہہ کندہ ہے۔

باب ۱۲

ہے کہ اس خاندان میں جسمانی نہیں بلکہ ذہنی زوال پیدا ہوگیا تھا۔ اسکے برعکس مقدونوی قوم میں وہی پہلے کی سی تنومندی باقی تھی اور وہ اب بھی پہلے کی طرح محنتی کاشتکار ہی تھے۔

تھسالوی اب بھی بظاہر خودمختار تھے لیکن جہاں تک اُنھوں نے ایتولیہ کے ساتھ اپنے آپ کو مدغم نہیں کیا تھا وہاں تک اُن کے کان شاہ مقدونیہ کی آواز پر لگے ہوئے تھے[۱۳]۔

کریٹی جمہوریتوں میں یہ خصوصیت تھی کہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ برسرپیکار ہونے کے لئے تیار رہتی تھیں۔ اور جب پردیسی سپہ سالار کسی کی مدد کے لئے آتے تھے تو اُن کی آمد پر خوش ہوتی تھیں[۱۴]۔ یہ جزیرہ گویا کہ عہدہ داران جنگی کے لئے مستقل تربیت گاہ تھا، اور کوئی شخص جو گھر پر مصروف جنگ نہ تھا اور جسے نامشق ہونے کا خوف تھا وہ اس جزیرے میں آسکتا اور چند روز جنگی خدمت کر کے اپنے آپ کو

---

[۱۳] پولی بیوس ۴، ۶، تھسالویوں کے ساتھ ذرا ہلکا سا برتاؤ کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان پر مقدونیوں کا قابو تھا۔

[۱۴] کریٹ کے لئے پولی بیوس ۶، ۴۶۔

رھوڈز اور کریٹ کے باہمی تعلقات کے لئے دیکھو نیچے، باب ۲۱۔

کنوسوس، کیدونیہ، لیکتوس کے لئے گلبرٹ ۲، ۲۱۔

گورتینا کی قلعہ بندی بطلیموس فلوپاتر کے ہاتھوں؛ استرابو ۱۰، ۴، ۶، ۴۷۸۔

یہ امر قابل غور ہے کہ بعض کریٹی شہر حالفہ خریمونڈیس میں شریک ہوتے ہیں؛ دیکھو اوپر باب ۹؛ بلاشبہہ یہ مصر کو خوش کرنے کے لئے شریک ہوئے ہوں گے۔

مغربی اور وسطی یونان کے نہایت نفیس سکّے؛ پ۔ گارڈنر: "انواع" تصاویر ۱۱ و ۱۲۔

مکمل کر دیتا۔ کریٹ فن حرب کا گویا میدان امتحان تھا جس پر فارغ التحصیل لوگ تجربے کر سکتے تھے۔ آریوس وہاں گیا اور اسی طرح سے سیلاسیہ کے بعد فلوپوئے من نے بھی وہیں کی راہ لی، اور اس کا اتباع اس کے بعد بہت سے دوسروں نے کیا۔ متھراداتیس کا سپہ سالار کنوسوس کی فوج میں گورتینا کے خلاف لڑا۔ جزیرے کے شہروں میں یہ دونوں جنگ جوئی کے لئے ممتاز تھے، اور یا تو ایک دوسرے کے ساتھ ورنہ ایک دوسرے سے مل کر دوسرے شہروں مثلاً کیدونیہ یا لیکتوس سے لڑتے رہتے تھے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ گورتینا کی بطلیموس فلوپاتر نے قلعہ بندی کر لی، اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر کریٹ کے اندرونی حصے میں مصری حکمران کو کوئی شہر قلعہ بند کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی ہوگی۔ کیا گورتینا اس کے لئے اجیر سپاہی مہیا کرتا تھا، یا اُس نے اتالوس کی طرح (دیکھو باب ۱۳ حاشیۂ ۶) رقم کے معاوضے میں ٹھیکہ دار کی حیثیت سے یہ قلعہ بندی کی تھی؟ کریٹی بستیوں، بالخصوص کنوسوس اور ہیرا پیت نا کے تعلقات رھوڈز کے ساتھ بھی تھے، اور ان دونوں فریقوں نے مل کر بحری قزاقوں کے انسداد کی کوشش کی جن کا زیادہ تر حصہ کریٹ ہی سے آتا تھا۔ ہیرا پیٹ نا بحری ساحل پر آباد تھا؛ اس نے پرائی سوس کا الحاق کر لیا، جو اس سے ذرا مشرق کی طرف واقع تھا، اور جس کے قبضے میں معتد بہ اراضی تھی، چنانچہ دوسری صدی ق م میں یہ کریٹ کا ایک اہم شہر بن گیا۔ اس سے مشرق کی جانب سمندر کے ساحل پر اتالوس تھا جہاں سن ۳۰ ق م سے سن ۲۵۰ ق م تک اسکندری سکّے ڈھالے گئے۔

یادداشت

تیسری صدی ق م میں لیگوں کی جو تنظیم کی گئی اس سے پہلے کی وفاقیتوں مثلاً اٹیکا کی وفاقیت سے بہت آگے قدم بڑھایا گیا۔ لیکن یہ ترقی اتنی واقعات میں نہیں نظر آتی جتنی اُصول میں۔ لیگوں کے انفرادی ارکان کو آزادانہ رائے دہی کا زیادہ حق تھا، مختلف مسائل کا تصفیہ بظاہر رائے دہندہ بستیوں کی کثرت رائے سے کیا جاتا تھا اور نیابتی دستور کے لئے کوشش کی گئی تھی۔ نظریاً یہ سب بہت اچھی بات تھی، لیکن عملاً صورت حال ذرا مختلف ہو گئی اس لئے کہ اراکین لیگ ہمیشہ اپنے فرائض پورے کرنے کے کوشاں نہیں رہتے تھے، اور جو لوگ استراتے گی مقرر ہوتے تھے وہ بھی اپنے فرائض کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ بعض مرتبہ نیابت چند روز کے لئے معطل کر دی جاتی تھی اور نائبوں کی بجائے خود عموم پر تصفیے کا دار و مدار ہو جاتا تھا، اور بعض مرتبہ استراتی گوس مختار کلی بنا دیا جاتا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ رہبر کی شخصیت ہی فیصلہ کن ہوتی تھی اور اسی سے لیگ کا طرز عمل معین ہوتا تھا (اراتوس، فلوپوئے مین)۔ حقیقت یہ ہے کہ یونانیوں کی نظر میں اشکال دستوری اور الفاظ قانونی کا اتنا احترام نہیں تھا جو

یادداشت

نیابتی ادارات کے مستقل قیام کے لئے لازمی ہے، اور یہی وہ احترام ہے جو قدیم ایام میں رومنوں میں بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے، اور یہ واقعہ ہے کہ رومنوں میں ایک بڑی حد تک قانون کی جگہ ذاتی عناصر نے لے لی۔

باب سیزدہم

دُنیائے یونان تقریباً ۲۲ قسم میں

(۲) دیارِ شرقی

جو تصویر ہم یہاں بے نقاب کرنے والے ہیں اس کے حصے بغایت متنوع ہیں۔ اس میں جمہوریتیں اور ملوکیتیں نظر آتی ہیں لیکن دونوں کی کیفیت غیر متیقن ہے اور نہ اوّل الذکر کی آزادی کے مدارج نہ آخر الذکر کے حدود ملکی کا صحیح تعین کیا جاسکتا ہے۔ ان سب پر ایسی اقوام کا اثر پڑا ہے جو یونانی الاصل نہیں اور جو ہمیشہ اُن کے لئے باعث خطرہ رہی ہیں۔ بہت سے ممالک میں تو یہ حکم لگانا بھی دشوار ہے کہ آخر کسی مملکت کا اصلی معنی میں سرے سے وجود بھی ہے اس لئے کہ ذی اقتدار ہمسایوں کے واقعی اثرات میں اور اس مسئلے میں کہ آیا انھیں اس قسم کے اثرات ڈالنے کا کوئی حق بھی ہے، بہت کم تطابق ہوتا ہے۔

شمال میں یعنی بوسفورس سے تورک خرسونیز تک (جس کی طرف میں باب ۲۵ میں ناظرین کی توجہ رجوع کروں گا) یونانی عنصر کلیۃً ساحلی شہروں میں نظر آتا ہے، اور گو ان شہروں کو اندرونِ ملک کے بربریوں سے

ہمیشہ دوچار ہونا پڑتا ہے لیکن فی نفسہ ان قبائل کے قطعی طور پر غیر مہذب ہونے اور یونانیوں پر کسی نوع کا ذہنی دباؤ ڈالنے کے بالکلیہ نااہل ہونے کے باعث یہ شہر اپنی آزادی کو قائم رکھتے ہیں[۱]۔ اس کے برعکس مقدونیہ سے بوسفورس کے تھریسی شہر اکثر وبیشتر مقدونیہ، مصر اور شام کے زیر نگیں ہیں لیکن اس سیادت میں استقلال نہیں پایا جاتا۔ بلاشبہ جب فیلقوس پدر سکندر نے ابدیرا پر

---

۱ تھریس۔ دوسری صدی ق م کے قریب مورونیہ اور ائے نوس کی تاریخ کے لئے دیکھو نیچے باب ۱۸۔
تقریباً ۲۲۲ ق م میں لیزی ماخیہ ائے نوس اور مورونیہ مصری قبضے میں؛ پولی بیوس ۵، ۳۴۔ اس کے بعد لیزی ماخیہ پھر ایتولیوں کا ساتھ دیتا ہے؛ پولی بیوس ۱۸، ۳؛ اسے تھریسی تاراج کر دیتے ہیں اور اس کا احیا انطاکوس سوم کرتا ہے؛ پولی بیوس ۱۸، ۵۱۔
Kleinsorge:De" کلائن زورگے: "بحر افشین کے دہانے پر یونانی بلدیات
civ. grase in Ponti ora occ. St. rebus"، ہالے ۱۸۸۸ء۔
بیزنطہ کے لئے دیکھو پاؤلی ۱، ۲، ۲۶۰۱ وغیرہ میں فریک (Frick) کا مضمون، اور تیسری صدی کے لئے، خاص طور پر، ۲۶۰۹۔ بیزنطہ غالویوں کو خراج ادا کرتا ہے؛ پولی بیوس ۴، ۴۶۔ سکہ جات؛ "تاریخ مسکوکیات" ۲۳۰ وغیرہ۔ ۲۸۰ ق م کے بعد ان مقامات میں اٹیکائی معیار کے جو سکے ڈھالے جاتے ہیں وہ سکندری یا لیزی ماخی نوع کے ہیں۔ بیزنطہ اور رھوڈز (پروسیاس) کے مابین جنگ؛ پولی بیوس ۴، ۳۸، ۳۹، $\frac{۴۲}{۵۲}$۔ باب ۵۰ کے مطابق بیزنطی از سر نو پروسیاس کے مقابلے کے لئے تبوسے تیس کو پیش کرتے ہیں (دیکھو اوپر باب ۹، حاشیہ ۱۰)، لیکن تبوسے تیس کا خاتمہ ہی ہو جاتا ہے۔ رھوڈزی اب "سردار بحر" کی حیثیت سے نمودار ہوتے ہیں (باب ۴۷)، اور اسطرح الیسقر اطیس کے زاویۂ نگاہ کو اختیار کر لیتے ہیں (یہی کتاب، جلد ۳، تتمہ۔)۔ دیکھو نیچے، حاشیہ ۳، اور باب ۲۲۔

بات ۱۳

قبضہ کیا ہے تو اس کے بعد اس شہر میں سکّے بننا بند ہو گیا اور اسکے بعد سے اس کا سلطنت مقدونیہ میں الحاق سمجھنا چاہیے؛ لیکن مارونیہ اور اے نوس نے مدت دراز تک نہایت افراط سے سکّے بنا کر اپنی آزادی کا ثبوت دیا اور یہی کیفیت تھاسوس کی ہے؛ رہا ساموتھریس، تو اُس کی حرمت کی وجہ سے ایک حد تک اس کی خودمختاری قائم رہی۔ سستوس اور لیزبی ماخیہ کو خارجی مدد کی ضرورت تھی، اور لیمنوس و امبروس پر ایتھنزیوں کا قبضہ تھا۔ بیزنطہ کو کلٹوں کے حملے کی وجہ سے نقصان پہنچ چکا تھا، اور اب بھی اُسے خراج ادا کرنا پڑتا تھا جس کی مقدار پہلے تو دس ہزار طلائی سکّے تھی جو اسے کبھی کبھی ادا کرنے پڑتے تھے، اور پھر رفتہ رفتہ اسّی تالنت سالانہ ہو گیا۔ ۲۲۰ق م میں بیزنطہ کا خزانہ اس قدر زبوں حالت میں تھا کہ اُنھوں نے اپنے حلیف یونانیوں کے سامنے دست استمداد پھیلایا اور جب وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا تو یونتوس کے مال پر محصول درآمد لگا دیا۔ اس کا تمام تجارتی ریاستوں پر سخت دباؤ پڑا، چنانچہ ان کی طرف سے رھوڈز نے مطالبہ کیا کہ اس محصول کو منسوخ کر دیا جائے گا، اور بیزنطہ نے انکار کرنے پر اس کے خلاف لڑائی ٹھان لی۔ رھوڈزیوں کی طرف پروسیاس حکمران بتھنیہ تھا اور دوسری جانب بیزنطہ کے دعاوی کا موئید اتالوس جو اس وقت صرف پرگامم کے ہمسایہ ملک پر قابض تھا، اور سلیوکیوں کا رشتہ دار اکائیوس تھا جس نے عین اس وقت اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا تھا۔ لیکن جب رھوڈزیوں نے زر فدیہ دیکر اکائیوس کے باپ اندروماخوس کو اسکندریہ کے محبس سے رہا کرا دیا تو اکائیوس نے انھیں دانت دکھائے، اور جو جنگ رھوڈز اور بیزنطہ کے درمیان ہوئی اس میں بیزنطہ کو رھوڈز سے نہیں بلکہ پروسیاس سے اس قدر نقصان پہنچا کہ آخرکار انھیں محصول سے دست بردار ہونا ہی پڑا۔

باب ۱۳

تیسری صدی ق م میں ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل اور ہمسایہ شمالی ساحل والے بلدیات کی تاریخ میں بہت کچھ مد و جزر نظر آتا ہے[۱۰۹]

۱۰۷۔ ایشیائے کوچک، اتالوس اور اکائیوس اور یونانی شہر؛ پولی بیوس ۵، ۷۷۔ یہ شہر "پہلے کی طرح رضامندی کے ساتھ" اتالوس کے قبضے میں آجاتے ہیں۔ ائے گئے کا موجودہ نام نمرود قلعہ سی ہے؛ دیکھو نیچے باب ۲۱ حاشیہ ۶۔ تیمنوس کے لئے دیکھو ریمزے: "تاریخی جغرافیہ" Ramsay : Hist Geog

۱۰۸۔ شاہان پرگامم، ایشیائے کوچک کی شہری زندگی کے محافظ، سلیوکیوں، مصر اور رھوڈز کے مدمقابل۔ انطاکوس سے ایک میدان خریدنے کے موقع پر قلے تائرہیں روپے سے پتانے کی مدد کرتا ہے؛ فرنیکل، صفحہ ۱۵۰۔ نیز دیکھو نیچے، باب ۲۱۔ سمرنا: مجموعۂ نوشتہ جات یونان C. I. Gr. ۳۱۳۷؛ دیکھو اوپر، باب ۵، حاشیہ ۱۲۔ ایفی سوس؛ دیکھو اوپر، باب ۵، حاشیہ ۱۲۔ تمارخوس وغیرہ۔ باب ۹۔ حاشیہ ۴۔ تقریباً سنہ ۱۷۰ ق م میں ایفی سوس کے تعلقات ارادوس کے ساتھ، ہیڈ: "تاریخ مسکوکیات" ۶۶۷؛ ان دونوں شہروں کے سکندری سکے؛ میولر: "مسکوکیات سکندر اعظم" Mueller : Numism. d'Alex. le. Gr. نیز دیکھو نیچے، باب ۱۷، سکہ جات ایونیہ، سنہ $\frac{۳۰۱}{۱۹۰}$ ق م: "فہرست سکہ جات نوادرخانہ برطانیہ" مرتبہ ہیڈ Cat. Br. Mus., Ionia XLVI XLVII لیزی ماخوس کی اٹیکائی جو درہمیاں سمرنا، اریتھرائے، ایفی سوس اور مگنیشیہ میں؛ بطلیموسی سکے ایفی سوس میں مختلف بلدیات کی آزادانہ تسکیک نقرہ میں بہت کمی پیدا ہو جاتی ہے، تاہم اس کے نمونے تیوس میں (فنیقی معیار کے)، اریتھرائے، ایفی سوس، ساموس اور ملطہ میں (رھوڈزی معیار کے)، مگنیشیہ میں (اٹیکائی معیار کے) اور سنہ ۲۵۰ ق م سے سنہ ۱۹۰ ق م تک ملطہ میں (ایرانی معیار کے) پائے جاتے ہیں۔ تیسری صدی ق م تک پری اینے میں سکے نہیں بنتے، اور یہ امر باعث تعجب ہے کہ کوفیوس کافی ذی اقتدار تھا، لیکن اس میں سنہ ۲۵۰ ق م سے سنہ ۱۹۰ ق م تک کوئی سکہ نہیں ڈھالا گیا۔

باب ۱۳

ان کے قانونی رتبے کی جو کیفیت پانچویں باب میں بیان کی گئی ہے وہ اس وقت تک حسب سابق تھی۔ ہرقلیہ، قبرص، لیسماکوس، اورابی دوس سنہ ۲۲۰ ق م میں اتنے ہی آزاد تھے جتنے سنہ ۲۷۵ ق م میں؛ ایونی شہر سلیوکی، بطلیموسی، آتالوسی اور انتی گونوسی جھگڑوں میں برابر ملوث رہے، لیکن چونکہ رھوڈز اور مصر ہی کاریہ کے معاملات میں دلچسپی لیتے تھے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے راستے میں زیادہ حائل نہیں ہوتے تھے۔ نہ ایکدوسرے کے دست نگروں پر مظالم ڈھاتے تھے اسلئے کاریہ کا ان جھگڑوں سے نسبتہً کم تعلق تھا۔ سنہ ۲۱۸ ق م میں کیمے، سمرنا، فوکیہ، ائے گئے، تیمنوس اور کولوفون اکائیوس سے آتالوس کیطرف چلے گئے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان شہروں کے آتالوس کے ساتھ پہلے سے تعلقات تھے، اور انھوں نے اکائیوس کے سامنے صرف جبراً و قہراً سر تسلیم خم کیا تھا۔ سمرنا ایک بڑی حدتک سلیوکیوں کا طرفدار تھا اور اُدھر ایفی سوس اور ساموس بطالسہ کی قوت و اقتدار کے مستقر بنے ہوئے تھے اور نہ صرف مصری بیڑے کی قیامگاہ تھے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ایفی سوس میں پولس؛ پولی بیوس ۸، ۱۸۔ ایفی سوس اور ساموس میں مصری پڑاؤ؛ ایضاً ۵، ۳۵۔

مغربی ایشیائے کوچک میں مصر کا اثر، وغیرہ؛ پولی بیوس ۵، ۳۴۔

لیوی ۳۳، ۱۹، ۲۰ سے ایشیائے کوچک میں مصر کی حیثیت پر روشنی پڑتی ہے۔ باب ۱۹ میں کلکیہ لیکیہ اور سوریہ کے بعض شہروں کو، جن کے نام نہیں دئے گئے، ”زیر اقتدار بطالسہ“ بیان کیا گیا ہے اور باب ۲۰ میں کاؤنوس، میدنوس، ہالی کارنا سوس اور ساموس کو ”حلفائے بطلیموسی“ کا لقب دیا گیا ہے۔ بطالسہ اپنے حد امکان تک اپنا اقتدار جمائے رکھتے تھے؛ اوزینر: ”کتبۂ کنیدوس“ Usener : Epigr. von Knidos ۴۹۔

خیوس کی وساطت؛ پولی بیوس ۵، ۲۴؛ لیوی ۲۷، ۳۰۔ ابی دوس کی آزادی اور جرأت؛ ایضاً ۱۶، ۲۹ وغیرہ۔

باب ۱۳ب

بلکہ ان ہی کو مرکز بناکر اجیر سپاہیوں کو جمع کیا جاتا تھا۔ خیوس کو جو ۲۱۸ سنہ ق م میں رھوڈز اور ایتھنز کے ساتھ مل کر فیلقوس اور ایتولیوں کے بیچ میں پڑا تھا، ان سے زیادہ اختیارات حاصل تھے۔ پولی بیوس نے ان پاروں میں جن میں وہ بطلیموس چہارم سے پہلے کے زمانے میں مصر کی اہمیت بتاتا ہے، ان ہی میں ان حصہ جات ایشیا میں مصر کے اثرات کا بھی ذکر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ابتدائی بطالسہ نے کیلے سوریہ اور قبرص پر قبضے کرکے شاہان شام کو یہ تسلیم کرایا کہ ہم شاہان ایشیا و جزائر کے نہایت ذی سطوت ہمسایہ ہیں اس لئے کہ ہم پمفیلیہ سے ہیلیس پونت تک کے ساحل تک کے اہم ترین مقامات پر قابض ہیں، اور چونکہ ہم اے ئے نوس، مارونیہ اور ان سے بھی بعید شہروں کے مالک ہیں اس لئے تھریس و مقدونیہ کی صورت حال پر اپنی نظر جمائے بیٹھے ہیں۔ پولی بیوس کے ان فقروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نویں، اور دسویں بابوں میں ادونے والے کتبے اور تھیوکری توس کے سرکاری یا شاعرانہ بیانات میں بہت کچھ مبالغہ آمیزی کی گئی ہے۔ مصریوں کا صرف ساموس اور شاید کوس اور بعض چھوٹے چھوٹے جزیروں پر قبضہ ہوگا؛ ایشیائے کوچک میں ان کے قبضے میں ساحل کے صرف تھوڑے ہی سے مقامات تھے اس لئے کہ یہاں کے جو اہم بستیاں تھیں وہ انکے حلیف تھیں دست نگر نہیں تھیں۔ الغرض چونکہ ابھی نیا ایک امن پسند ملک تھا اس لئے بحیرۂ اسود کا راستہ کھلا ہوا تھا، لیکن مقدونیہ اور شام دونوں نے اس پر قابو حاصل کرنا چاہا اور مصر اور ایتولیہ نے فاصلے سے اس کی حفاظت کرنے کی کوشش کی۔

ہم ابھی رھوڈز کی صورت حال سے واقف ہوچکے ہیں ۵۳؎

---

۵۳ رھوڈز ۲۲۷ سنہ ق م کا زلزلہ اور بادشاہوں کی اعانت؛ پولی بیوس ۵، ۸۸ ب ۹؛ مقابلہ کرو، ڈروائے سن ۳، ۲، ۸، ۱۷ وغیرہ۔ (باقی حاشیہ بر صفحہ دیگر)

باب ۱۳

اُس کی حیثیت اس وقت وہی تھی جس کی ایتھنز ہمیشہ تمنا کیا کرتا تھا، یعنی کمزور بحری شہروں کا ایک طرح پر وہ حامی و مددگار تھا۔ لیکن جہاں ایتھنز اس سے تابع ہونے کی بجائے حکومت چلانے کا بھی خواہاں رہنے کی وجہ سے غیر مقبول تھا وہاں رھوڈز نے کبھی اپنے دوستوں پر اپنا اقتدار جمانے کی کوشش نہیں کی چنانچہ وہ ان میں ہمیشہ ہر دل عزیز رہا۔ سچی، بلا معاوضہ حمایت صرف سکندر کے بعد ہی ممکن تھی اور چونکہ بجائے ایرانیوں کے اب صرف بحری قزاقوں سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا اس لئے ایک واحد ذی اقتدار مملکت کافی تھی۔ رھوڈز کے اس اقتدار پر دنیائے یونان کی رضامندی کا سبب یہ تھا کہ انھیں ۳۰۴-۳۰۵ ق م کا وہ واقعہ یاد تھا کہ اُس نے نہایت بہادری سے دشمن کی مدافعت کر کے سب کی تعریف و توصیف کا اپنے آپ کو مستحق ثابت کر دکھایا تھا۔ اس کی ہر دل عزیزی کی وسعت کا اظہار اُس خوفناک زلزلے کے وقت ہوا جس نے ۲۲۷ئہ میں شہر رھوڈز کو ہلا کر ویران کر دیا، جب رھوڈز کے اطراف و جوانب کے بلدیات کی طرف سے اسکی جانب تحفہ و تحائف گویا بہنے لگے تاکہ ویران شدہ حصص کی دوبارہ تعمیر ممکن ہو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ پولی بیوس کی یہ رائے (باب ۹۰) قابل لحاظ ہے کہ بادشاہوں کے لئے "ہیلی نیس" پر تحفوں سے مالامال کرنا نہایت مناسب تھا اس لئے کہ اس کے معاوضے میں "عزت" اور "وقعت" حاصل ہوجاتی ہے (باب ۹۰) چنانچہ ان تحائف کے بدلے میں جن اعزاز کی ان پر بوچھار کی جاتی تھی وہ بالکل درست تھے، اور پولی بیوس یہ بھی کہتا ہے کہ ہیلی نیس کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ "وہ ہر شخص کا اس کی بساط کے مطابق خیال رکھتے تھے۔ اس وصف سے ایتھنز کا بھی متصف تھے"۔ دیکھو اوپر باب ۶، حاشیہ ۱۔

اہالیان رھوڈز دمیتریوس والئی فاروس کا مقابلہ اس وقت کرتے ہیں جب وہ اپنی کشتیوں کو لے کر جزائر مدور کو تاراج کرتا ہے؛ پولی بیوس ۴، ۱۶، ۱۹۔

باب ۱۳

(بالکل اسی طرح جیسے ۱۸۴۲ء کی آتش زدگی کے بعد ہامبرگ کو ہدیوں اور تحفوں سے مالا مال کیا گیا)، اور یہ تحفے خاص طور پر مختلف بادشاہوں کی طرف سے آئے اس لئے کہ وہ اپنا روپیہ اس طرح خرچ کرنے میں اپنی عزت سمجھتے تھے۔ رہے جمہوری یونانی، تو وہ نہایت خوشی سے ان بادشاہوں کو یہ امتیاز حاصل کرنیکی اجازت دے کر خود علیحدہ ہو گئے۔

بحمراں بادشاہوں کی حوصلہ مندیوں سے دوسرے درجے پر غالوی ہیں جن کا ایشیائے کوچک کے سیاسی ارتقاء میں اب بھی بہت کچھ اثر ہے۔[۴۹] اس ملک میں جو قومی عناصر موجود تھے انہیں یہ ایک اور عنصر کا اضافہ کرتے ہیں جن کی وجہ سے دوسرے عناصر میں جسمانی افتراق پیدا ہو گیا ہو لیکن اخلاقاً وہ ان کے باہمی اتحاد کے کبھی کبھی ضرور معاون ہوتے ہیں۔ ہم باب ۳ میں دیکھ چکے ہیں کہ ان کے تین قبیلے تھے جن کی ابتداء میں تین ہی آماجگاہیں تھیں، یعنی تولستوبوئی (تولستوگوئی) مغرب میں ایوس اور ایوشیہ میں، تروکمی شمال اور ہیلیس پونٹ کے ساحل پر، اور تیکتوساگیس اندرون ملک میں۔ لیکن زمانۂ مابعد میں تولستوبوئی نے مغرب کو، تیکتوساگیس نے دیار وسطی کو

---

[۴۹] ایشیائے کوچک میں غالیلیوں کے قیام کی تاریخ اور واقعات کے لئے دیکھو کیوپ کا مضمون Rhein. Mus. ۴۸، ۱۳۳۔ اس کی رائے ہے کہ لیوی کا بیان (۳۸، ۱۶) سب سے زیادہ قابل وثوق ہے اور اسکے لئے پئوسانیاس ۱، ۸، ۲، استرابو ۱۲، ۵۶۶ اور یوستی نوس ۲۵، ۲ کا حوالہ دیتا ہے۔ اتالوس، پرسیاس اور اسے گوساگاسے، پولی بیوس ۵، ۷۷، ۸، ۱۱۱۔

غالطیوں کے دستور کے لئے راٹناش: "منتصر اداتیس" ۸۰۔

شمالی غالطیہ کی زرخیزی کے لئے دیکھو Allgem. Zeitung, Beilage، ۱۲ جنوری ۱۸۹۳ء۔

باب ۱۳

اور تروکمی نے مشرقی حصوں کو اپنا مستقل مسکن بنا لیا۔ بعض مورخوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ غالویوں نے جن ممالک پر قبضہ کیا وہ ایشیائے کوچک کے قابل زراعت حصوں میں سب سے کم زرخیز ہے؛ ہم اس رائے سے یقیناً متفق ہیں، لیکن ہمارے خیال میں اس پر زیادہ زور دینا بھی نہیں چاہیئے اور اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ غالطیہ قدیم افروجی تمدن کا مرکز تھا اور زراعت اس کے لئے لابد اور ضروری تھی، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ گوردیوس عین اس ملک کے قلب میں رہتا تھا جو بعد میں غالویوں کا مسکن بن گیا، اور زمانۂ حال میں انگورہ کو جو ریل بنائی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آج بھی یہ اضلاع بہت کچھ زرخیز ہیں۔ بہرحال غالطی قوم ان اضلاع کو مرکز بنا کر قرب وجوار کے ملکوں پر چھاپے مارتی تھی۔ ظاہر ہے کہ ان حملوں کا مخصوص نصب العین یونانی بستیوں کی زرخیز اراضی اور پرگامم کی سلطنت تھی، اور بادشاہ اور چھوٹے چھوٹے حکمران اپنے ذاتی جھگڑوں اور خانگی لوٹ مار میں ان سے مدد لینے سے نہیں چوکتے تھے۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے تعلقات نہ صرف بتھی نیوں کے ساتھ بلکہ شاہان افشین اور انطاکوس ہیئراکس کے ساتھ بھی اچھے تھے اور دوسری طرف علاوہ شاہان پرگامم کے سلیوکوس دوم ان کے خاص مخالفوں میں سے تھا۔ وہ غالوی جنہیں اٹالوس نے طلب کیا تھا اور جن کا پروسیاس نے خاتمہ کیا وہ خاص یورپ سے آئے تھے آجکل کے ایک مورخ نے کیا خوب کہا ہے کہ جس دستور کے ذریعے سے غالویوں پر حکومت کی جاتی تھی اس میں جمہوریت اور ملوکیت دونوں کے جملہ نقائص پائے جاتے تھے۔ ہر قبیلہ مختلف کنٹوں میں منقسم تھا جو ایک دوسرے سے آزاد تھے اور جن پر نام نہاد تترارخ حکومت کرتے تھے۔ ان سرداروں کے دوش بدوش عادل اور سپہ سالار تھے۔ تترارخوں کی مجلس کا انعقاد شاہ بلوط کے ایک باغیچے میں ہوتا تھا۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس مجلس کو صرف عادلانہ اختیارات حاصل تھے، ورنہ ہر کٹم جو چاہتا تھا کرتا تھا۔
ملوکیتوں میں سب سے پہلے بتھی نیہ کو لیجیے۔[۵] تھریسی بتھی نوی غالباً ساتویں صدی ق م میں یورپ سے ایشیائے کوچک آئے اور وسطی وزیرین سنگاریوس کے کنارے آباد ہو گئے، جو قلب افروجیہ سے نکل کر بجائے خلیج کیوس یا خلیج استاکوس میں جا گرنے کے، جہاں کی جھیلیں اور دریا گویا اُسے اپنی طرف دعوت دیتے معلوم ہوتے ہیں، شمال کی طرف جا کر بحیرۂ اسود میں گر جاتا ہے۔ میم نون ہمیں بتھی نیہ کے تین حکمرانوں یعنی دِ دالسوس، بوتیئی راس اور یاس کے نام بتاتا ہے، جنھوں نے ۴۴۰ھ ق م سے ۳۲۵ ق م تک اس مُلک پر حکومت کی۔

۵۔ بتھی نیہ۔ رائناش: "ایشیائے کوچک کی تین سلطنتیں" Th. Reinach : Trois royaumes de l'Asie Min. پیرس، ۱۸۸۸ء ص $\frac{۸۹}{۱۵۲}$، دیکھو اوپر باب ۵، حاشیہ ۱۱۔
بتھی نیہ کے شہروں مثلاً استاکوس، نکومیدیہ وغیرہ کے لیے دیکھو کون: Kuhn : Enstehung der Staedte d. Alten "قیام بلدیات عہد قدیم" ص $\frac{۳۷۳}{۳۷۶}$
وسطی سنگاریوس کے خصائص۔ Ritter (۸، ۶۵۰۔
اہل بتھی نیہ فتوحات کے شائق نہیں؛ وہ اپنے چاروں طرف کمزور دریا نیم بربری اقوام کو، جیسے میزیہ کی چھوٹی چھوٹی بستیوں، غالطیوں اور پفلاگونیوں کو اپنے چاروں طرف جمع رکھتے ہیں۔
اس زمانے میں افروجیہ اپیک تے توس، دریائے تیم بریس (دریا ساک)، اور اُسکے شہروں یعنی کوتیائیوم (قوتاہیہ) اور دوسری لائیوم (عسکی شہر) کی (جو اغلباً متھراداتیس کے کسی سپہ سالار نے آباد کیے ہوں گے) کیا کیفیت تھی؛ یہ ضلع مشکل سے سلیوکیوں کے زیر نگین ہوگا، اور صرف کاوی ہی ایسا شہر ہے جس پر شاید اُن کا قبضہ تھا، دیکھو نیچے، حاشیہ ۷۔ عام طور پر، ریمزے: "ایشیائے کوچک" ص ۱۴۵۔

باب ۱۳

سنہ ۳۲۵ ق م سے سنہ ۲۷۸ ق م تک زیوئے تیس ولد باس نے پہلے تو بطور خودمختار حکمراں کے حکومت کی اور بعد ازآں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا نکومدیس تخت نشین ہوا، اور یہی وہ نکومدیس ہے جس نے اپنے بھائی کا مقابلہ کرنے کی غرض سے غالویوں کو ایشیا میں بلایا اور استاکوس کے قریب شہر نکومیدیہ آباد کیا (جو اس وقت روبزوال تھا)۔ ہم آگے چل کر ابواب ۱۸ و ۲۱ میں بیان کریں گے کہ کس طرح اس نے اور اس کے جانشینوں نے یونانی تمدن کی حفاظت کی۔ نکومدیس نے سنہ ۲۵۰ ق م تک حکومت کی۔ ہم اس سے پہلے باب ۹ میں لکھ چکے ہیں کہ نکومدیس کے بعد اس کی وراثت کی بابت جھگڑے پیدا ہوئے، اور آخرکار زئے لاس تخت پر بیٹھا، لیکن اسے سنہ ۲۲۸ ق م کے قریب غالوی اجیر سپاہیوں نے جان سے مار ڈالا۔ ہم آگے چل کر اس کے بیٹے اور جانشین پروسیاس کا ذکر کریں گے، جس نے تقریباً سنہ ۲۲۸ ق م سے تقریباً سنہ ۱۸۵ ق م تک حکومت کی۔ واقعہ یہ ہے کہ باوجود بتھی نیہ کے حکمرانوں کے ادنیٰ اخلاقی معیار کے، چونکہ اس کے ذریعے سے بحیرۂ اسود کی آزاد جہاز رانی کی حفاظت ممکن تھی اس لئے ہمارے نزدیک وہ تہذیب و تمدن کا بڑا بھاری پشتی بان تھا۔

اب ہم بتھی نیہ اور غالطیہ کے باہمی تعلق پر بحث کریں گے۔ گو غالطیہ کا خاص دریا سنگاریوس ہے، اور اس صوبے کا مغربی حصے کو بتھی نیہ کا حصہ ہی سمجھنا چاہیئے، تاہم ان دونوں کے مابین بہت ہی کم اندرونی تعلق تھا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو دریائے سنگاریوس ملاتا ہوگا، لیکن ایسا نہیں تھا۔ اس کا وسطی حصہ جہاں وہ مشرق سے مغرب کی طرف جاتا ہے ایک دشوار گزار گھاٹی بن گیا ہے، اور اس سطح مرتفع کو جو سڑکیں عبور کرتی ہیں وہ اس سے کچھ فاصلے پر عبور کرتی ہیں؛ بلکہ نکومیدیہ سے انگورہ کو جو ریل جاتی ہے وہ بھی اس سے

گریز کی جاتی ہے۔ رومنوں کے عہد تک بتھی نیہ اور غالطیہ کے درمیان رسل و رسائل کا سلسلہ نہایت دشوار گزار تھا۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کر ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ غالطیوں سے وہ کام آسانی سے نکل سکتا تھا جو شاہان بتھی نیہ ان سے لینا چاہتے تھے، یعنی بتھی نیہ کی فوجی سرحد کی حفاظت کرنا، لیکن ساتھ ہی راستوں کی خرابی کی وجہ سے وہ ایسی جگہ نہیں پہنچ سکتے تھے جہاں سے وہ حکمرانوں کو مشکلات میں پھنسا سکیں۔ غالطیہ کے فطری راستے (جو دراصل افروجیہ ہی کا دوسرا نام تھا) رومنوں کے زمانے تک مغربی جانب جاتے تھے، لیکن کائیکوس کی وادی اور پرگامم تک پہنچنے کی بجائے جنوب کی طرف بالائی پرھوس اور وہاں سے سارڈس اور سمرنا تک پہنچتے تھے۔

اس کے بعد پرگامم کا نمبر آتا ہے جس کی اہمیت روز بروز بڑھ رہی تھی۔[۶] اس کے نام ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں اور ایشیائے کوچک

---

[۶] پرگامم۔ دیکھو ابواب ۲ و ۵، باب ۱، حاشیہ ۲، اور باب ۲۱۔ تصانیف حالیہ: Meier : Pergamon, Ersch u. Gruber. مئے یر: "پرگامم ابتدا و اختتام" Hesselmeyer: Die urspruenge. der Stadt P. ۳۵۳ وغیرہ؛ ہیسل مے یر: "قیام سلطنت پرگامم" Reinach : ٹیوبنگن، ۱۸۸۵ء؛ رائناش: "شہر پرگامم کی ابتدا" Les origines de la ville de P. جریدۂ تاریخی، ۱۸۸۶ء۔ نیز دیکھو مہافی: "ملوکیت پرگامم" جریدۂ ہرماتھینا، ۹، نشان ۲۲؛ میں مہافی کے خیالات سے ایک بڑی حد تک متفق ہوں۔ تیوتھرانیا کا قدیم یونان کے افسانوں سے تعلق تھا۔ ترمیر: "پرگاموس" Thræmer : Pergamos لائپزگ، ۱۸۸۸ء۔

پرگامم کے شمال میں اس کے دوسرے مقبوضات اور مشرق میں پہاڑوں کے زنجیرے تھے، اور صرف جنوب ہی میں ایک قوت دار ہمسائے یعنی سلیوکی تھے، جنھیں اس نے کامیابی کے ساتھ ہیلیس پونٹ پہنچنے سے روکا۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ دیگر)

باب ۳۱

کی دوسری سلطنتوں میں کس قدر فرق تھا اس میں بتھی نیہ یا کاپادوسیہ کی طرح

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ اتالوسیوں اور غالطیوں کی باہمی لڑائیوں کے لئے میں نے کیوپ کے مضمون کا اتباع کیا ہے جو Rhein. Mus ۴۰ ۱۱۴/۱۳۲ میں چھپا ہے۔ لیکن مقابلہ کرو گیبلر: "ایریتھرائے" Gaebler : Erythrae برلن ۱۸۹۲ء عام طور پر یہ فرض کیا جاتا تھا کہ صرف ایک ہی میدان میں فتح ہوئی، اور نی بوہر Niehbur کہتا ہے کہ یہ غالویوں پر ہوئی تھی جو اُس وقت انطاکوس کی فوج میں ملازم تھے، لیکن ڈرواے سن کہتا ہے کہ یہ کامیابی غالوی قوم پر بحیثیت ایک قوم کے حاصل ہوئی۔ لیکن پولی بیوس (۱۸، ۴۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالویوں سے صرف اجیروں کی ٹولیوں سے مراد نہیں تھی۔ لیکن جب سے نی بور اور ڈرواے سن نے اپنی رائے کا اظہار کیا متعدد نوشتے ایسے برآمد ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح بہت سے میدانوں میں ہوئی ہوگی۔ تکتوساگیس پر جو کامیابی ہوئی وہ منبع کائے کوس کے قریب ہوئی اور یہ وہی لڑائی ہے جسے پوسانیاس "میزیہ میں" ہونا بیان کرتا ہے (۱، ۸، ۲)، اور غالباً یہی وہ فتح تھی جس کے بعد اتالوس نے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ یولیانے نوس ایک جنگ کا حال بیان کرتا ہے (۴، ۱۹) جس سے پہلے اتالوس نے جانوروں کی آنتوں پر الفاظ "فتح شاہی" لکھوا دئے تھے۔ چونکہ اس وقت بادشاہ انتی گونوس تھا اس لئے یہ لڑائی صرف غالویوں کے خلاف لڑی گئی ہوگی، اور کیوہلر اس کی تاریخ کا تعین ۲۴۰ق م کرتا ہے۔ تقریباً اسی زمانے میں (جسے گیبلر تقریباً ۲۳۵ق م بتاتا ہے اور جس کے لئے دیکھو اوپر، حاشیہ ۲) تولستواگیون نے انطاکوس اور متھرادا تیس کی طرف سے سلیوکوس کو ایک بڑی بھاری فتح انگورہ کے مقام پر دی تھی، اور یہی وہ جنگ ہے جس کا حوالہ تروگوس کی تمہید ۲۷، اور یوستی نوس ۲۷، ۲، ۱۱ میں دیا ہوا ہے۔ اب غالطی انطاکوس کے طرفدار ہو کر ۲۲۹ق م میں پرگامم پر چڑھائی کرتے ہیں لیکن انھیں پرگامم کے نواح میں انروودی زیون پر شکست ہو جاتی ہے۔ شائد یہی زمانہ ہوگا جب

باب ۱۳

ایک ہی قوم نہیں رہتی تھی بلکہ پونتوس کی طرح جزو قوم اور جزو صوبہ سے مرکب تھی، اور اس کا آغاز ایک ایسے شہر کے حکمرانوں نے کیا جسکے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ انطاکوس نے اپنے خسر زےلاس کے یہاں پناہ لی وہی زےلاس جسے بعد میں غالویوں نے قتل کر دیا۔ ایک نوشتے میں ہیلیس پونتی افروجیہ کی تیسری لڑائی کا ذکر ہے، لیکن کسی دوسرے ماخذ سے اس کا پتا نہیں چلتا معلوم ہوتا ہے کہ پردسیاس اول نے، جو ۲۲۹ ق م میں تخت پر بیٹھا تھا، انطاکوس کا ساتھ چھوڑ دیا ہوگا، جس کے بعد انطاکوس ایشیائے کوچک چھوڑ کر چلا گیا۔ یوستی نوس ۲۷، ۳ اسی لئے کہتا ہے کہ اتالوس کے قبضے میں "ایشیا کا زیادہ تر حصہ" آگیا لیکن یہ اُس کے پاس زیادہ مدت تک نہیں رہا۔ اتالوس اور سیلوکوس سوم ریکس کے مابین جو لڑائی ہوئی اس کی بابت یوسےبیوس ا، ۲۵۳ Sch. پورفیریوس سے حوالہ دیا ہوا ہے۔ واضح ہو کہ کولوئے سار دس کے قریب تھا۔

اتالوس نے ایتولیوں کے لئے شہر ایلائوس کی فصیل کی تعمیر کی (پولی بیوس ۴، ۶۵) اور خاندان اتالوس کی روایت کے بموجب اس طرح کچھ روپیہ کمایا۔

حکمرانان پرگاموم اور مرمنادیوں کے درمیان جو مقابلہ ہم نے کیا ہے اُسے آگے بھی بڑھایا جا سکتا ہے۔ ان دونوں میں مفصلۂ ذیل مشابہت پائی جاتی ہے:۔ (۱) جغرافیہ: دونوں کے علاقے کم و بیش ایک ہی تھے؛ اتالوس نے جو شہر آباد کیے ان میں سے اکثر لیدیہ میں واقع تھے (۲)، دونوں کی قوت کی بنیاد روپے پر تھی؛ سکّوں کی اہمیت؛ ایلکتروان، کستونوری۔ (۳) دونوں کا تمدن یونانی تھا گیگیس سے کریسوس سب حکمرانوں کے یونانی حرموں کے ساتھ نہایت اچھے تعلقات تھے، اور ایفی سوس کے ساتھ برا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ یہی کیفیت اتالوسیوں کی تھی، اور ایفی سوس ایک طرح سے انکا دوسرا پائے تخت تھا۔ پئوسانیاس ا، ۳۶ کے مطابق اتالوس کو ایک

باب ۱۳

نام سے یونانی سور مائی عہد کی یاد تازہ ہوتی ہے لیکن جو ایک بستی کی حیثیت سے کبھی زیادہ اہم نہیں ہوئی اور جس کے حکمرانوں کے نام یونانی مقدونوی نوع کے ہیں۔ پرگامم کی اہمیت کا راز اس کے قلعے کے استحکام میں مضمر تھا اور اس طرح پوری سلطنت گویا ایک جاگیردار کی مملوکہ تھی - یہ امر بھی عیاں ہے کہ اتالوسی خاندان یونانی الاصل تھا، مقدونوی الاصل نہیں، اور اس کے ارکان سپاہی منش ہونے کی بجائے مدبّر تھے - ان کی جو حیثیت تھی وہ اُن کے کاردیہ والے ہمنام کی حیثیت سے تھوڑی بہت مشابہ تھی - لیکن قلعے تائروسی یومنیس حکمران کاردیہ کی طرح (جس کی سب سے پہلی صفت یہ تھی کہ وہ ایک سیاسی اور روپئے والا آدمی تھا) مطمح خیال کا نہیں تھا بلکہ وہ اس کی بہ نسبت بطلیموس سے زیادہ مشابہ تھا اور دونوں کے عادات پر اسی اصول کا اثر تھا کہ کوئی چیز تھوڑی ہی ہو لیکن وہ تھوڑی یقینی ہو۔ پرگامم کا فطری رقبہ چھوٹی سی ندی کئیکوس کی وادی کے مساوی ہے جو لسبوس کے جنوب میں خلیج ایلایہ میں سمندر میں گر جاتی ہے - اس کی شمالی سرحد پر ایک زنجیرۂ کوہ ہے جس پر ہو کر ایک سڑک ادرامی تیوم کو جاتی ہے - اسی زنجیرے کی دو شاخیں جنوب کی طرف جاتی ہیں جن میں سے ہر ایک پر دو دریاؤں سے گھرا ہوا سطح سمندر سے تقریباً ایک ہزار فٹ بلند قلعۂ پرگامم واقع ہے - قدیم روایت ہے کہ اس علاقے میں جس کا نام تیوتھرانیا کہتے تھے کسی زمانے میں یونانی رہتے تھے - ہم اس سے پہلے دوسرے باب میں دیکھ چکے ہیں کہ لیزی ماخوس کا پرگامم والے خزانہ دار قلعے تائروس ساکن کیئیوس نے

لقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ - ایتھنزی کہتے ہیں "میزوی" کا لقب دیا گیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہان پرگامم نے اپنے اقتدار کی بنیاد صوبوں کو بنا دیا تھا -

باب ۱۳

اپنے آقا سے باغی ہو کر خزانے پر مالکانہ قبضہ کر لیا اور سلیوکوس سے جا ملا۔ اُس نے اور اُس کے جانشینوں نے اس خزانے کو نہایت عاقلانہ طور پر جو استعمال کیا وہ اُس کے خاندان کی عظمت میں ممد و معاون ہوا۔ ان شاہان پرگامم کی قوت کا دار و مدار روپے پر تھا اور اُس قوت کے مماثل تھا جو چار سو برس پہلے اسی حصۂ ملک میں مرمنادیوں کی تھی۔ جب غالویوں نے اپنی یورشوں کی ابتدا کی ہے تو دُنیا کے اس حصے میں کوئی ایسا نہیں تھا جو بغیر کسی خاص سبب کے روپے والے اور عقلمند فلے تائے روس کے ساتھ بیکار جھگڑا مول لے، اسکے برعکس لوگوں نے اُس کی پناہ ہی ڈھونڈی۔ الغرض جس طرح مرمنادیوں نے کیمیریوں کی مخالفت کی تھی اسی طرح پرگامم نے غالویوں کی مدافعت کی۔ آخر کار جاگیردار امیر ملکی حکمران بن گیا۔ فلے تائے روس کا ۲۶۳ق م میں انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھتیجا یومینیس اول (۲۶۳ تا ۲۴۱ق م) اور اس کے بعد ایک دوسرا بھتیجا اتالوس اول (۲۴۱ تا ۱۹۷) تخت نشین ہوئے اور آخر الذکر نے غالویوں کو شکست دینے کے بعد (جسکے لئے دیکھو باب ۱۰ اور اس موجودہ باب کے حواشی) اپنی باضابطہ بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ اتالوس کے عہد حکومت میں اسے بہت سے نشیب و فراز دیکھنے پڑے۔ کچھ دنوں کے لئے وہ (ہمعصر مبالغہ آمیزی سے) گویا ایشیا کا مالک بن گیا، لیکن چونکہ اُس کی تائید میں کوئی قوم نہیں تھی اسلئے اُسے پھر اپنے قلعے میں اپنی حکومت کو محدود کر دینا پڑا۔ اس کے بعد قلب ایتولیہ تک اپنا اثر پھیلا کر اور یونانی مقاصد کی پشت پناہی کر کے اُسے غالویوں تک کو اپنی مدد کے لئے بلا لینا پڑا، گو ان کے آنے کے بعد بھی وہ کوئی ممتاز کام انجام نہ دے سکا۔ لیکن بدقسمتی کے زمانے میں بھی اتالوس کی قوت باقی رہی اور اسے زیر نہیں کیا جا سکا۔ واضح ہو کہ پرگامم اسی کے عہد حکومت میں اپنے فنونِ لطیفہ کے لئے شہرۂ آفاق ہو گیا تھا۔

باب ۱۳

ایشیائے کوچک آنے سے پہلے، جن پر بالکل مختلف نوع کی ملوکیتیں قبضہ کئے ہوئے ہیں، ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ مغرب اور جنوب میں سلیوکیوں کی حکومت کہاں کہاں تک پھیلی ہوئی ہے[ے] قدما کے خیال کے مطابق ان کا ایشیائے کوچک کیساتھ

[ے] ایشیائے کوچک میں سلیوکیوں کے قائم کردہ شہر۔ مقابلہ کرو ڈر وائےسن کا مشہور و معروف تتمہ، ۳، ۲، خاصکر ۲، ۷، ریمزے اور دوسرے سیاحوں کے مضامین، جن کا شمار یہاں ممکن نہیں اور جن کی بابت بہت کچھ معلومات رائناش کے "اخبار مشرقیہ" Sal: Reinach:Chroniques d'Orient سے مل جائیں گے؛ شوخہارٹ: "معلومات متعلقۂ ایتھنز" Schuchhardt : Athen.Mittheil. ۱۳، ۱ وغیرہ گ۔ رادے: "ایشیا میں مقدونیوں کی نوآبادیاں طاروس سے اس طرف" G. Radet : De Coloniis a Macedonibus in Asian cis Taurem deductis پیرس ۱۸۹۲ء (اس کتاب میں ایک نہایت نفیس نقشہ بھی ہے)؛ اسی مورخ کی کتاب مسمی "لیدیہ" La Lydie پیرس ۱۸۹۳ء۔ رادے کے نقشے کے علاوہ مفصلۂ ذیل کا مطالعہ مفید ہوگا۔ کیپرٹ Kiepert کا بنایا ہوا ایشیائے کوچک کا بڑا نقشہ (۱۸۸۶ء) اور اسی کا تیار کردہ نقشہ سٹیر ریٹ کے ولفی مہم کے لئے، بوسٹن ۱۸۸۸ء۔

قدیم اسناد میں سے بہت کچھ معلومات نوشتوں (جن کے لئے دیکھو رادے اور سکوں (جن کے لئے دیکھو ہیڈ: "تاریخ مسکوکیات") سے بہم پہنچ سکتی ہیں۔ استیفان ساکن بیزنطہ کے انطاکیہ اور تھیاتیرا کے متعلق دو پارے ایسے ہیں جن کا اکثر اقتباس دیا جاتا ہے لیکن ان کا مفہوم سمجھنا نہایت دشوار ہے۔

سلیوکوس اول نے جو شہر آباد کئے ان کے لئے دیکھو اوپر، باب ۵۔ رادے (۵۰) مفصلۂ ذیل شہروں کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے: لاؤدیکیہ کتالیکومینے اور تھیاتیرا مع دوسرے دسے (قریب تھیاترا)؛ اکراسوس، نکراسہ؛ انطاکوس اول کی طرف وہ اپامیہ، سلیوکیہ سیدیرہ پلیتنی، بلوندینی، کادینی، میزو مقدونیز (جو غالطیوں کے مقابلے کے لئے آباد کیا گیا تھا)، لاؤدیکیہ بدریائے لیکوس انطاکیہ بدریائے میاندر، نیسہ،

کسی قسم کا تعلق نہیں تھا۔ اگر ہم ادیولے کے نوشتے محض فریقانہ کاغذ قرار

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ = مگنیشیہ قریب کوہ سیپی لوس منسوب کرتا ہے۔ اسی طرح اس کے نزدیک انطاکوس دوم نے ابیریزا اور تھیمی سونیوم آباد کئے اور سیپی لوس والے زنجیرے پر جو مگنیشیہ تھا اُس کے چاروں طرف ہیرسکانیوں میں چار بستیاں قائم کیں۔ انطاکوس سوم کے لئے دیکھو نیچے۔

سلیوکیہ بدریائے کالی کادنوس۔ کلیس کا مضمون پاؤلی ۲، ۱۵۶۹ پر؛ نیز دیکھو اوپر، باب ۵، حواشی۔ اس نے پہلی صدی ق م سے برابر خود مختارانہ سکے ڈھالے؛ ہیڈ، ۶۱؛ استرابو ۱۴، ۶۷۰؛ استیفان ساکن بیزنطہ "سلیوکیہ د ہیریہ"۔ سالانہ اولمپیائی کھیل؛ سارپیدونی اپولو کی فال گاہیں۔ راد سے سلیوکیہ گیا اور ۱۸۹۱ء میں ایک آسٹروی مہم وہاں پہنچی جس کے سرگروہ ہیرڈ سے اور ولہلم تھے۔ اس کے قابل لحاظ خصائص: (۱) برآمدے دار سڑک (۲) دوسری صدی ق م کی لوح جس پر ۴۹ سطروں کا ایک کتبہ ہے؛ اس میں انطاکوس سوم کے ایک درباری یودیموس ساکن سلیوکیہ کے اعزاز میں مختلف یونانی شہروں کی قرار دادیں کندہ ہیں۔ اس کے محل وقوع کے لئے دیکھو کیپرٹ کا نقشہ سٹیریٹ کی کتاب میں۔

لاؤدیکیہ کتاکیکومینے۔ یہ ملک آتش فشاں نہیں ہے۔ کلیس کا مضمون پاؤلی ۴، ۷۲۲ میں؛ ریمزے: "معلومات انیتھنز" Ramsay: Athen. Mithheil. ۱۳، ۲۳۳ وغیرہ؛ "ایشیائے کوچک" ۸۶۔ اس کا نقشہ ایک تماشا گاہ کی طرح ہے یہ جنوبی فوجی سڑک کی شمالی شاخ پر واقع ہے اور چونکہ مزاکا والی سڑک اسی سے نکلتی تھی اس لئے اس کی حیثیت مرکزی تھی۔ سکے؛ ہیڈ ۵۹۶۔ موجودہ نام یرغان لادق؛ کیپرٹ کا نقشہ سٹیریٹ میں

انطاکیہ (پسیدیہ والا) یہ میاندر والے مگنیشیہ کی ایک نوآبادی تھی؛ استرابو ۱۲، ۵۷۷۔ اس کا نام بعد میں قیصریہ پڑ گیا اور اس میں مین اسکینوس Men Askenos. کا ایک بت خانہ تھا (استرابو ۱۲، ۵۷۷، ۵۵۷ میں عبارت ٹھیک نہیں پڑھی گئی)۔ سکے،

باب۱۲

دے کر نظر انداز کردیں، تو یہ خیال پولی بیوس سے ظاہر ہوتا ہے، جو علی العموم

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ - ہیڈ ۵۸۹ - موجودہ نام یلووج - انطاکیہ میں پولوس رسول کا پہلا وعظ غیر اقوام کے سامنے اور اُن کا عیسوی مذہب اختیار کرنا؛ "رسولوں کے اعمال" ۱۳ - کیپرٹ: "مغربی ایشیائے کوچک" Kiepert : Westl. Kleinas. ۹ ۱۰ اور اسٹیربیٹ -

اس کے قریب ہی سلیوکیہ (واقعہ پسیدیہ) جسے "سدیرہ" اور "قریب طاروس" بھی کہتے تھے؛ ہیڈ ا، ۲۵۲؛ کلیس کا مضمون پاؤلی میں ۱، ۲۰۶، ۹۵۶؛ رٹر Ritter ۱۹، ۴۸۲ - محل وقوع اغندیر گیول کے مغرب میں؛ کیپرٹ کا نقشہ اسٹیربیٹ میں -

اسی کے قریب اپولونیہ تھا؛ دیکھو نیچے، باب ۲۱ - اس تمام ملک میں مقدونوی آثار؛ رادے: "نوآبادیات" ص ۳۵/۳۷ -

اپامیہ کبوتس - کبوتس = سینہ - حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ، جنکی کشتی کا یہاں آکر ٹھہرنا بیان کیا جاتا ہے؛ اس افسانے کو اس مقام کی طرف ان یہودیوں کو منسوب کیا جو انطاکوس سوم کے زمانے میں یہاں آکر آباد ہو گئے تھے - مقابلہ کرو بابلون: "مجموعۂ مسکوکیات" Babelon : Mel. numismat ۱، ۱۶۵/۱۷۴ - ہیڈ کی بھی یہی رائے ہے، ۵۵۸ - اپامیہ دریائے میاندر کے منبع کے قریب اس کے معاون مارسیاس کے نکلنے کی جگہ واقع تھا - قریب کے شہر کیلینے کی جگہ لے کر وہ مغربی ایشیائے کوچک کا سب سے اہم تجارتی شہر بن گیا - کیلینے کو خاص فائدہ تھا کہ وہ شمالی شاہراہ (مہم زرکسنز) پر واقع تھا، جو ایپسوس لیولیہ تک جنوبی شاہراہ کی شاخ بھی تھی، چنانچہ وادی میاندر اور اندرون ملک کے درمیان جو کچھ بھی تجارتی مال اسباب تھا وہ سب کیلینے ہو کر جاتا تھا - اپامیہ کی کیفیت بھی یہی تھی اور جنوب کی طرف اس کا تعلق افرجیہ سے اُس سڑک کے ذریعے سے تھا جو سگالاسوس ہو کر جاتی تھی، یہی وہ سڑک پمفیلیہ سے افرجیہ تک تھی جس پر ہو کر سکندر گیا تھا - صندوق والے سکے جن پر دو شخصوں کی شبیہہ بنی تھی اور جن کے اوپر فاختہ اور شاخ زیتون اور لفظ "نوح"، کندہ تھا؛ ہیڈ ۵۵۸، تصویر ۳۱۶ -

بقیۂ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ مقابلہ کرو گ۔ ہرشفیلڈ، Berl. Ak. سنہ ۱۸۷۵ء اور ہوگرتھ: "جریدۂ مطالعات یونان" Jour. Hell. St. سنہ ۱۸۸۸ء؛ رادسے ۳۱۔ دنیر کے قریب باقیات، کیپرٹ: "مغربی ایشیائے کوچک" ۹؛ سٹیرٹ؛ رادسے: "لیدیہ"، نقشہ۔

لاؤدیکیہ بدریائے لیکوس۔ کلیس کا مضمون پاؤلی ۴، ۴ ۶، ۶۵، ۷ میں اس نے لیدیہ، افروجیہ، اور کاریہ کے جائے اتصال پر ہونے کی وجہ سے قریب کے شہر کولوسائے کی جگہ لے لی۔ استیفان ساکن بزنطہ کہتا ہے ("لاؤدیکیہ") کہ اسے انطاکوس دوم نے آباد کیا تھا، لیکن رادسے (۵۳) کا خیال ہے کہ چونکہ استیفان کے بیان میں صراحت نہیں ہے اس لئے غالباً اس کا بانی انطاکوس اول ہوگا۔ یہ موجودہ عسکی حصار کے محل وقوع پر آباد تھا۔ بھیڑوں کی پرورش؛ اون کی صنعت؛ کاریہ کے مین کی پوجا؛ مدرسۂ طبیہ۔ سکے؛ ہیڈ ۵۶۵۔ قدیم ترین سکے کستوفوری ہیں، اور بعد میں تانبا مسکوک ہونے لگا لیکن ان سکوں کے انواع مختلف تھے۔ زمانۂ وسطیٰ میں اُس کی جگہ اس کے قریب کے شہر خوناے نے لے لی۔ لاؤدیکیہ کے شمال میں ہیئے راپولس تھا جو اپنے "متحجر پانی" کے لئے مشہور تھا؛ استرابو ۱۴، ۶۳۰۔ پروپونتس سے پمفیلیہ جو سڑک جاتی تھی وہ یہاں ہوکر (رادسے: "لیدیہ" ۴۳)، اور راستے میں سارڈس، فلادیلفیہ، لاؤدیکیہ، کلیمی سونیوم، کبیرہ اور اتالیہ ہوتی ہوئی جاتی تھی۔ دیکھو کیپرٹ ۱؛ رادسے: "لیدیہ"، نقشہ۔

انطاکیہ بدریائے میاندر۔ استیفان ساکن بزنطہ کے مضمون "انطاکیہ" کے گنجلک اور نیم درست بیان کی بناء پر اُسے انطاکوس اول سے منسوب کیا جاتا ہے، لیکن بابلوں ("مسکوکیات" Babelon : Mel صفحہ ۱۷) کہتا ہے کہ یہ دراصل انطاکوس سوم کے زمانے تک آباد نہیں ہوا تھا، اور اس شہر کی ایک چھوڑ ہی کی تاریخ کا تعین سنہ ۱۶۸ ق م کے بعد کی کسی تاریخ کا کرتا ہے۔

باب ۱۳

اور اُس کے مشرقی جانب والے ملکوں کو سلیوکیوں کی طرف منسوب

بقیۂ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ مقابلہ کرو ہیڈ ۵۲۰۔ اس میں شک نہیں کہ انطاکوس سوم نے دو ہزار یہودی خاندانوں کو لیدیہ اور افروجیہ منتقل کر دیا (Jos. Ant.12, 2, 3)، لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ ۱۹۷ء ق م اور ۱۹۰ء ق م کے درمیان اس قدر اہم شہر وہاں آباد ہوا ہو؟ آج کل اسے چرکس کوئی کہتے ہیں، کیپرٹ، ۹؛ رادسے کا نقشہ۔

استرانونیکیہ بدریائے مارسیاس (بالائی) واقع ملک کاریہ۔ استیفان ساکن بیزنطہ کہتا ہے کہ اسے انطاکوس اول نے خریساؤری زیوس کے تبخانے کے قریب آباد کیا تھا جسے کاریہ والے خاص طور پر عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ بت خانہ "خریزاری قوم" کا مرکز تھا اور "کومائے" پر مشتمل تھا جو استرابو کے زمانے میں مختلف شہروں سے متعلق تھے (۱۴، ۶۶۰)۔ مقابلہ کرو کون: "قیام بلدیات قدیمہ" ۳۶۸-۳۷۰۔ سکے؛ ہیڈ، ۵۳۰؛ دوسری اور پہلی صدی ق م سے چاندی اور تانبا بھی مسکوک ہوتے تھے۔ موجودہ "عسکی حصار"۔ کیپرٹ، ۹۱۔ یہ شہر خلیج کیرامیکوس پہ اس سڑک پر واقع تھا جو ایفی سوس سے مگنیشیہ، ترالیس، الابندہ ہو کر ادی موس جاتا تھا۔ شیرارڈ Sherard کو اسی مقام پر دیوکلی تیان کا مشہور حکم موسومہ "قیمت اشیاء" منکشف ہوا تھا۔

تھیمی سونیوم بدریائے کزانیس۔ کزانیس دریائے سندرو کے ایک معاون ندی کا نام تھا؛ ڈرواسے سن ۳، ۲، ۲۷۰۔ اسے آجکل کرپوک بازار کہتے ہیں، کیپرٹ ۱۲۔

ایریزا کیتبے؛ رادسے ۳۵؛ "اسخیان بازار"۔ ریمزے کہتا ہے کہ یہ تھیمی سونیوم کے جنوب میں واقع تھا۔ کیپرٹ ۱۲۔ سٹرک؛ ریمزے As. M. ۹۴؛ رادسے: لیدیہ ۴۴، ۳۵۔

کبیرالتس کے لئے پولی بیوس ۳۰، ۹ (حکمران، پینکراتیس)، رٹر Ritter ۹، ۸۰۰ تا ۸۵۴۔

کرتا ہے۔ ان کا مطلق کوئی اقتدار سنگاریوس، ہالیس، بالائی سار دس

بقیۂ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ نیا جسے استیفان ساکن بیزنطہ کے گنجلک بیان "انطاکیہ"
کے مطابق کسی ایک انطاکوس نے بسایا تھا؛ اس بیان پر ڈرواۓ سن ۳، ۲، ۲۷۰
میں بحث کی گئی ہے۔ یہ کوہ میسوگس کے جنوبی ڈھال پر سلطان حصار کے قریب
واقع تھا۔ کیپرٹ ۱۱؛ نقشہ رادے میں۔
ترالیس مقابلہ کرو پاؤلی ۶، ۲، ۲، ۳، ۷، ۲۰۔ پلینی (۵، ۱۰۸) کہتا ہے کہ اسے ایوانتھیا،
سلیوکیہ اور انطاکیہ بھی کہتے تھے۔ اصل میں یہ آرگوس کی ایک نوآبادی تھی۔ یہ
وادئ میاندر میں موجودہ ایدن کے قریب ہی واقع تھا جو آج کل ریل کا اسٹیشن بھی ہے۔
کیپرٹ ۱۱؛ نقشہ رادے میں۔ رومن عہد کے تانبے کے سکے جن پر یونانی لفظ
"سلیوکیون" کندہ ہے؛ ہیڈ، ۵۵۵؛ رادے ۲۶۔ ترالیس تھریسی اجیر سپاہیوں
اور الیریہ کے ایک ضلع دونوں کو کہتے تھے۔ دیکھو فرینکل "کتبات" Fraenkel : Inschr.
صفحہ ۱۶۔ اسے انطاکوس سوم نے آباد کیا تھا؛ رادے ۴۵۔ خاص طور پر مقابلہ کرو
ریمزے کے دلچسپ خیالات (As. M. ۸، ۱۱۲): "اپنے محل وقوع کی وجہ سے
وادئ میاندر میں ترالیس سب سے اہم قلعہ تھا، جس کی وجہ سے پہلے تو وہ سلیوکی
بادشاہوں کا قلعہ رہا، جیسا اس کے دوسرے ناموں سلیوکیہ یا انطاکیہ سے ظاہر
ہوتا ہے؛ بعد ۱۹۰ قم کے بعد اس پر پرگامم کا قبضہ ہو جاتا ہے اور یہ قبضہ ان
کستوفوری سکوں سے ظاہر ہوتا ہے جو یہاں پائے جاتے ہیں۔
الابندہ بملک کاریہ، جو دریائے مارسیاس کے قریب واقع تھا۔ اس کا
نام انطاکیہ بھی تھا۔ یہاں بہت سے سکے ملے ہیں جن پر ایک ہی عامل کا نام کندہ ہے
لیکن بعض پر لفظ "الابندیون" اور بعض پر "انطاکیون" لکھا ہے۔ بابلون: "مسکوکیات"
میں اس مسئلے پر مفصل بحث کی گئی ہے، اور وہ کہتا ہے کہ اس کا نام انطاکیہ صرف
انطاکوس سوم کے زمانے میں پڑا تھا۔ اسے اب "عرب حصار" کہتے ہیں؛ کیپرٹ ۱۱۔
تھیاتیرا؛ استرابو ۱۳، ۶۲۵۔ استیفان ساکن بیزنطہ کہتا ہے کہ اسے سلیوکوس
اول نے آباد کیا تھا (وہ کہتا ہے کہ اس کا اصلی نام "تھیوگاتیرا" تھا!)۔ یہ دریائے

باب ۱۳ | دپیراموس کے طاسوں پر یا ثانیاً جھیل اور کوہ ارگایوس کے قریب نہیں ہے۔

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ ہرموس کے شمال میں دریائے لیکوس پر واقع تھا، اور روایت ہے کہ اسے سلیوکیوں سے پہلے پیلوپیا کہتے تھے۔ اب اس کا نام "اق حصار" ہے اور یہ اس ریل پر واقع ہے جو سمرنا سے وادیٔ کئے کوس جاتی ہے۔ کیپرٹ ۸؛ رادے میں نقشہ۔ دوئے وسے کے لئے رادے ۱۶۔

نکراسہ:۔ "مجموعۂ نوشتہ جات یونان" C. I. G. ۳۵۲۲؛ شنہارٹ: "معلومات ایتھنز" ۱۳، ۱ وغیرہ۔ بکیر کے قریب تھیاتیرا کے شمال میں؛ ہیڈ، ۵۵۱؛ کیپرٹ، ۸؛ نقشہ رادے میں۔ یہ قریب کے شہر اکراسوس سے مختلف تھا (رادے: "لیدیہ" ۳۰۶)۔

مقدونیز ہیرکانی اور میز و مقدونیز؛ پلینی ۵، ۱۲۰۔ اول الذکر دریائے ہرموس کے زیرین حصے میں مگنیشیہ کے مقابل، اور آخر الذکر وسطی میاندر پر واقع ہیں۔ مقابلہ کرو ریمزے: "معلومات ایشیا" ۱۲۴ و رادے ۱۷، جہاں مگنیشیہ بدریائے سپی لوس کے قریب والی دوسری مقدونوی نوآبادیات کا ذکر کیا گیا ہے؛ مقابلہ کرو "مجموعۂ نوشتہ جات یونان" ۳۱۳۷ = ہکس ۱۷۶ = ڈٹن برگرا، ۱ (انطاکوس اول و دوم نے مگنیشیہ میں جو دلچسپی لی اس کا ذکر اس کی سطر ۱۰۰ میں دیکھو) رادے ۲۸ میز و مقدونیز کے لئے۔

بلیندوس:۔ "مجموعۂ نوشتہ جات یونان" ۳۸۶۶۔ یہ میاندر کے شمال میں اسی جگہ تھا جہاں موجودہ سلیمانلی واقع ہے۔ ہیڈ ۵۵۹۔ اس کے خود مختارانہ سکے دوسری اور پہلی صدی ق م کے؛ کیپرٹ، ۸۔ نقشے کے لئے رادے قریب کا شہر دیونی سو پولس اتالوسی تھا؛ دیکھو نیچے باب ۲۱۔ بظاہر نکراسا، بلیندوس اور باقی ماندہ دو شہروں کے نام نہیں بدلے گئے۔ "ایندوس" کا لاحقہ کاریہ کے شہروں کے ناموں میں بھی ملتا ہے، مثلاً مینڈوس، اور یہی کیفیت لاحقہ "اسا" کی بھی ہے، جیسے "میلاسا"۔ "دا" (دیکھو نیچے، سیناوا) یہ لاحقہ کاریہ اور سلیکیہ کے شہروں میں پایا جاتا ہے۔

باب ۱۳ب

لیکن اس سے جنوب و مغرب کی جانب مصر اور رھوڈز کا اقتدار بالا ہے۔

بقیۂ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ پیلتائے۔ اپامیہ کے شمال و مغرب میں دریائے گلاؤکوس پر تھا جو میاندر کا معاون ہے؛ ہیڈ، ۵۶۷۔ یہاں کے خود مختارانہ تانبے کے سکے غالباً پہلی صدی ق م کے ہیں۔ اس کے قریب ہی یومینیہ تھا جس کے لئے دیکھو نیچے باب ۲۱۔ کیپرٹ ۹؛ رادسے میں نقشہ۔

کاوی دریائے ہرموس کے منبع پر، ایزانوئے کے قریب؛ دیکھو نیچے باب ۲۱۔ رادسے، ۲۳؛ ہیڈ ۵۶۰۔

مقدونوی آبادی والے شہر دریائے ہرموس اور اُس کے معاون دریاؤں پر جو میونیہ میں واقع تھے۔ رادسے ص ۲۰/۲۲ اور نقشہ۔

لیسیاس۔ الپسوس اور اپامیہ کے درمیان۔ ریمزے :As, M ۴۳؛ رادسے ۳۹۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام سلیوکوس نکاتور کے سپہ سالار لیسیاس کے نام پر رکھا گیا ہوگا (پولیائے نوس ۴، ۹، ۵)؛ قریب کرج یورن کیپرٹ ۹۔

سینادا۔ استیفان ساکن بیزنطہ؛ دیودوروس ۲۰، ۱۰۷، ۱؛ سنہ ۳۲۰ ق م میں؛ ڈروائے سن ۳، ۲، ۲۶۷، ۲۶۸ (مع دوکی میوم کے)۔ دوکی سوس کے لئے رادسے ۴۔ موجودہ جیفوت قصابہ؛ کیپرٹ ۹؛ رادسے کا نقشہ؛ ہیڈ ۶۶۹۔ خود مختارانہ تانبے کے سکے پہلی صدی ق م کے۔

دوکی میوم۔ ہیڈ ۶۶۲؛ رادسے ۴؛ ریمزے: "معلومات ایتھنز" ۱۳۹؛ کیپرٹ ۹۔ موجودہ اچی قراحصار۔ افیوم قراحصار، جو سینادا سے شمال والے میدان میں ایک ڈھلوان چٹان کی چوٹی پر واقع ہے، ہرشفیلڈ (ہفتہ وار جریدۂ لسانیات برلن Berl. Phil. Woch. سنہ ۱۸۹۱ء نمبر ۴۴) کی رائے کے مطابق جس کی تائید رادسے کرتا ہے، اسی جگہ واقع ہے جس جگہ پلوٹارک: "تمسطاکلیس" ۳۰ والا "لیونتون کیفائے" تھا؛ لیکن کیپرٹ ("جدید کتابچۂ نقشہ جات دنیائے قدیمہ") کے نزدیک یہ فرما کی جگہ اور رمزے: "کتابچہ" ۱۳۱ کے نزدیک اکروئے نوس کی جگہ ہے۔

ہمسایہ مقامات پر مینے سوس واکروئے نوس سے لئے مقابلہ کرو رادسے و ریمزے سے۔

باب ۱۳

مفصلۂ ذیل بیان سے ظاہر ہو جائے گا کہ ممالک مذکورۂ بالا کے علاوہ کون کونسے ملک شاہان سوریہ کے زیر نگیں تھے :- اگر ہم مشرق سے مغرب کی طرف جائیں تو ہمیں بہت سے ایسے شہر ملیں گے جن کے ناموں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بنیاد سلیوکیوں نے ڈالی ہوگی - اگر ہم اس سلیوکیہ کو چھوڑ دیں جو ملکِ شام کے قریب کالیکادنوس پر واقع تھی، اور جسے سلیوکوس "فاتح" نے آباد کیا تھا، تو یہ شہر مفصلۂ ذیل ہیں :- لاودیکیہ کاتاکیکومنے، جو اقونیوم کے شمال میں لیکاؤنیہ میں واقع تھا؛ انطاکیہ پسیدیہ اور افروجیہ کی سرحد پر؛ اپامیہ کبوتوس دریائے میاندر کے منبع کے قریب (جسے غالیاکولوسائے کے بدلے میں انطاکوس دوم نے آباد کیا تھا، استراتونیکیہ کاریہ میں جو انطاکوس اول کی نوآبادی تھی) ستدھیٔ ملک کے شمال میں تھیمیسونیوم جس کا نام انطاکوس دوم کے ایک درباری کے نام پر رکھا گیا تھا، اور اپامیہ واپسوس کے درمیان لیسیاس، جس کا نام بظاہر سلیوکوس نکاتور کے ایک سپہ سالار کے نام پر رکھا گیا تھا - اگر یہ خیال درست ہے تو لیسیاس کی بنیاد غالویوں کے حملے سے پہلے کے دور میں رکھی گئی ہوگی، اس کے بعد استراتونیکیہ، اپامیہ اور غالیا انطاکیہ بدریائے میاندر کو اس کے بعد انطاکوس اوّل نے آباد کیا، تھیمیسونیوم اور غالیا لاؤدیکیہ بدریائے لیکوس انطاکوسِ دوم نے بنیاد ڈالی اور لاؤدیکیہ کاتاکیکومینے و انطاکیہ (پسیدیہ) کسی بعد کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - یہ عجیب بات ہے کہ یسی نوس کے جنوب میں ارمورذم میں مقدونوی آبادی تھی؛ شائد اس لئے کہ وہ سکندر کی شاہراہ پر واقع تھا کیا یہ ممکن ہے کہ وہ غالطیوں کے خلاف سلیوکیوں کی آخری چوکی تھی؟ رادے، ۱۰۴؛ ڈرہ ائےسن ۳، ۲، ۱۹۸؛ ریمزے ۲۳۰ - اب یہ مقام حمزہ حاجی کہلاتا ہے -

انطاکیہ بدریائے کراگوس سلیکیہ اسپرا کے ساحل پر دیکھو پاؤلی، ۱۱۲۸ سنہ ۱۸۹۱ء میں ہیبرڈے اور ولہلم یہاں آئے تھے (یرآمدوں کی سڑک؛ نہایت نفیس مرمری بتخانہ؛ مقابلہ کرو رٹر: "ایشیائے کوچک" ۱۹، ۳۰۹) - کیا یہ اغلب نہیں کہ اس شہر کا قیام انطاکوسِ سوم کے عہد میں ہوا تھا؟ ہم جانتے ہیں کہ اُس کے پاس جہازوں کا ایک بیڑا تھا -

زمانے میں قائم ہوئے جن کا ہم تعین نہیں کر سکتے۔ اسی لئے لیسیاس کے ذریعے اسے سلیوکوس نکاتور نے تو غیر مزروعہ میدانوں کے قریب اپنے اثرات کو مستحکم کرلیا، انطاکوس اول وہاں سے سیدھا جنوب و مغربی سمت چل کر کاریہ کے قلب میں جا گھسا اور انطاکوس دوم نے ضلع کبی راتس میں اپنا اقتدار مستحکم کر کے (تھیمی سونیوم واریزا: دیکھو حاشیہ) اس راستے پر قبضہ کرلیا جو وہاں سے لاؤدیکیہ بدریائے لیکوس سے ہوتا ہوا وادئ میاندر کو جاتا ہے۔ علاوہ ان مقامات کے، جن کے ناموں اور دوسرے اسناد سے انھیں کلیۃً سلیوکی قرار دیا جاسکتا ہے، بعض دوسرے مقامات بھی ہیں جن کی بابت ہمارے پاس ایسے کافی اسناد نہیں ہیں کہ ہم انھیں قطعی طور پر سلیوکی آبادیاں قرار دے سکیں۔ یہ شہر نیسا (جو میاندر کی وادی میں ہے) اور ترالیس والابندہ ہیں جن کے کچھ عرصے تک سلیوکی نام تھے۔ بعض دوسرے مقامات جن کے نام مقدونوی نہیں ہیں، بعض قابل وثوق نوشتوں کی رو سے مقدونوی آبادیاں تھیں، مثلاً سارڈس کے شمال میں تھیاتیرا، تھیاتیرا کے شمال میں نکراسہ، بالائی ہرموس پر کادی اور میاندر کے علاقے میں بلیندوس اور پیلیتا ے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان شہروں کے ابتدائی آبادکار سلیوکی تھے، بلکہ یہ بالکل ممکن ہے کہ اس سے پہلے ہی یہاں مقدونوی آباد ہوگئے ہوں۔ اس طرح میزو مقدونیز اور ہمقدونیز ہرکانی کی بستیوں کی آبادی کی تاریخ جو زیرین ہرموس پر تھیں بالکل غیر متیقن ہے۔ اس کے برعکس سینادا اور دوکی میوم کی مقدونوی نو آبادیاں، جو اندرون افروجیہ میں واقع تھیں۔ انھیں بہت کچھ وثوق کے ساتھ جانشینان سکندر کے ساتھ منسوب کیا جاسکتا ہے۔ ان واقعات سے ایشیائے کوچک میں سلیوکیوں کی قوت کی توسیع اچھی طرح سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ ان کے مستقر افروجیہ، جنوبی لیدیہ اور وسطی کاریہ میں تھے، اور اس کے علاوہ ان کے قبضے میں وہ راستہ بھی تھا جو ریگستان کے کنارے کنارے کلیکیہ کا میسٹرس

باب ۱۳

کو جاتا تھا۔ ان ہی نے اس راستے کو سب سے پہلے دریافت کیا تھا۔

اگر ہم امور یوم کو نظر انداز کر دیں، جو شمال و مشرق میں کیلنے ایا میہ سے افروجی غالطی مستیقر کی سڑک پر پیسی نوس کے قریب واقع تھا اور جس میں مقدونوی آباد تھے، تو اس علاقے میں پیسیدی انطاکیہ اور لیسیاس انکی آخری آبادیاں تھیں۔ شائد وہ اس راستے پر بھی قابض تھے جو پمفیلیہ سے کبیرہ اور تھیمی سونیوم ہوتا ہوا الیکوس اور میاندر کو جاتا تھا۔ تاہم یہ ممکن ہے کہ وہ ضلع کبیر الس میں شمال کیطرف سے صرف میاندر کی طرف ہو کر گھسے ہونگے کم از کم انکے خاص خاص علاقے میاندر اور ہرموس کی وادیوں میں اور دریائے کیستر کی وادی کے شمالی حصے میں واقع تھے۔ چونکہ دریائے کیستر کے جنوبی حصے کے بالکل قریب افی سوس تھا جو بطالسہ کی طرف زیادہ مائل تھا اس لئے اس حصے پر ان کا اثر مشکل سے ہوگا۔ اسی طرح کاریہ اور لیکیہ کے ساحلی علاقے اُن کی سیادت کو تسلیم نہیں کرتے تھے، اور پسیدیہ اور پمفیلیہ بجائے سلیوکیوں کے بطالسہ کو زیادہ مانتے تھے، اور یہی حالت دریائے کالی کادنوس کے دہانے (جہاں سلیوکیہ آباد تھا) اور ساحل کے بعض مقامات مثلاً انطاکیہ بہ دریائے کراگوس کے علاوہ کلیکیہ اسپرا کے ملک کی تھی۔[۸]

اب شمال و مشرق آئیے۔ یہاں ہمیں پفلاگونیہ کی بابت کچھ زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے[۹] ہومری زمانے سے برابر اُسکے حکمرانوں کے نام یونانی تھے، چنانچہ اُسے ہمیشہ نیم یونانی ریاست شمار کیا جاتا تھا۔ یہ ملک مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا اور باقی دنیا سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ اس ملک کی واحد سڑک جنوب میں تھی، اور یہ مغرب سے مشرق کی طرف جاتی تھی۔ اس کے ساحل پر

---

[۸] مصر اور اسپندروس کے درمیان تعلقات، Ath. ۴، ۱۷۴۔

[۹] پفلاگونیہ۔ رائنباش: "متھراداتیس" ۸۸؛ ریمزے As. M. ۱۹۱؛ ایضاً ۲۸، استوف کے لئے۔

اسنوف تھا جس کا اندرون ملک سے ضرور کسی نہ کسی قسم کا تعلق ہوگا۔ پفلاگونیہ سے زیادہ اہم اُس کے جنوب و مشرق میں مُلک کاپادوسیہ واقع تھا جس میں بالائی ہالیس، پیراموس اور ساروس کا بالائی حصہ اور کوہ آتش فشاں ارگائیوس کے قرب وجوار کا علاقہ شامل تھا۔[1] اس کا قدیم ترین تاریخی حکمراں اریار اتھیس اول تھا جیسے ۳۲۲ قم میں پردکاس نے صلیب پر چڑھایا۔ یہ ملک کچھ مدت کے لئے یومنیس والی کاردیہ کے اور اس کے بعد انتی گونوس کے قبضے میں رہا، جس کے بعد اریار اتھیس اول کا بیٹا اریار اتھیس دوم تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد اریار امنیس (تقریباً ۲۸۰ تا ۲۳۰ قم) اور ارار اتھیس سوم (تقریباً ۲۳۰ تا ۲۲۰ قم) ملک کے بادشاہ بنے اور موخر الذکر نے انطاکوس دوم کی ایک بیٹی استراتونیس سے شادی کی۔ واضح ہو کہ اس استراتونیس کی بہن متھرادائیس شاہ افتین کی ملکہ بنی، اور جہاں استراتونیس کو غالباً کاتاؤنیہ کا علاقہ جہیز کے طور پر ملا وہاں اس کی بہن کو افروجیہ عظمیٰ دیا گیا۔ ہم اس سے واقف ہیں کہ

۱۔ کاپادوسیہ۔ رائناش: "تین سلطنتیں" ا تا ۸؛ نیز متھرادائیس" کے مختلف پارے۔ رائناش اول الذکر کتاب کے صفحہ ۵ اور دوم الذکر کے صفحہ ۹ پر اس سے پہلے کی کتابوں کے اقتباس دیتا ہے۔

دیودوروس (۳۱، ۱۹) کے مطابق قدیم کاپادوسی بادشاہوں کا ایک سلسلہ تھا، جن میں سے پہلا بادشاہ فرناسیس کورش کے باپ کیکادوس کی بہن کو بیاہا تھا لیکن یہ درست نہیں معلوم ہوتا؛ دیکھو "تین سلطنتیں" ۱۰، وغیرہ۔

بلاشبہ استراتونیس کو کاتاؤنیہ جہیز میں ملا تھا؛ "تین سلطنتیں" ۱۸، جہاں رائناش استرابو ۱۲، ۵۳۴ کا اتباع کرتا ہے۔ اسی کتاب کے (تصویر ۱، ۷) میں اریار اتھیس کے ایک سکے کی شبیہ ہے جو لیزی ماخوس اور فلاتیروس کے سکوں کی نقل معلوم ہوتی ہے؛ اس کے ایک طرف جو پالاس ہے اُس سے غالباً مراد ماں ہی ہے ہوگی اس نقل سے مقدونوی استراتونیس کے اثر کا پتا چلتا ہے۔

باب ۱۱

زمانۂ مابعد میں کاتاڈنیہ پر کاپادوسیہ کا قبضہ تھا چنانچہ یہ بالکل ممکن ہے کہ جہیز دراصل موجودہ صورت حال کو تسلیم کرنے پر مشتمل ہوگا۔ اسکے برعکس دوسری صدی ق م میں افشین کے حکمرانوں کے پاس افروجیہ عظمیٰ زیادہ سے زیادہ صرف دو سال کے لئے رہا، چنانچہ غالباً جہیز سے مراد یہ تھی کہ داماد کو اجازت دیجائے یا دعوت دیجائے کہ اس ملک پر قبضہ کرے۔ اور چونکہ افشین اور افروجیہ عظمیٰ کے مابین غالطیہ کا ملک حائل تھا اس لئے اس پر قبضہ کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اریارتھیس سوم کا جانشین اریارتھیس چہارم مشرق کے حکمرانوں میں پہلا تھا جس نے یوسےبیس (متقی) کا منکسرانہ خطاب اختیار کیا۔ ہم اسکی طرف بعد میں متوجہ ہوں گے۔ ابتدا میں لفظ کتپتوکا سے مراد تمام تیسرے ایرانی صوبے سے تھی، لیکن بعد میں اس سے اس صوبے کی مشرقی سمت سے مراد لی جانے لگی اور آخر میں یہ لفظ اس حصے کے صرف وسطی حصے پر منطبق ہونے لگا۔ ان تنگ معنی میں کاپادوسیہ سے مطلب سطح مرتفع سے ہے جس کا گرما نہایت گرم اور سرما نہایت سرد ہوتا ہے اور جس زمانے کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس میں اس حصے میں شہر نہیں بلکہ گاؤں پھیلے ہوئے تھے اور اس کے باشندوں کا پیشہ شبانی تھا۔ ان کے سب سے بڑے معبود کی پوجا جسے یونانی زیوس کہتے تھے، وینا ساکے بت خانے میں ہوتی تھی جو موری مینے کے صوبے میں تیانہ کے قریب منبع اسباسہ پر واقع تھا؛ اس کے علاوہ ایک دوسرے دیسی معبود کو یونانی اپولو بتاتے تھے، اور ماناجی معبودہ کا جائے قیام دریائے سارہ وس پر شہر کوماناہیں تھا۔

اب ہم یونتوس یا افشین آتے ہیں جس کا اصلی نام "کاپادوسیہ بہ ساحل افشین" ہونا چاہیئے۔ یہ ملک اس زنجیرۂ کوہی کے شمال میں واقع ہے جو ہالیس کے مشرق میں پھیلا ہوا ہے اور وسطی سطح مرتفع کو ساحل سے جدا کرتا

ہے[۱۱]۔ جتنا یہ حدب خشک اور بعض جگہ بنجر ہے اتنا ہی ساحلی علاقہ سیراب اور پیداوار میں ممتاز ہے۔ اس کا خاص دریا ایرس ہے، اور یہ ایشیائے کوچک کے دوسرے دریاؤں کی طرح پہلے مشرق سے مغرب کی طرف بہتا ہے اور پھر شمال کی طرف مڑ جاتا ہے۔ اس کے مشرقی کنارے پر دریائے لیکوس اس سے مل جاتا ہے، اور ان دونوں کی وجہ سے دو نفیس متوازی وادیاں پیدا ہوتی ہیں جو مل کر ایک وادی بن جاتی ہیں جس کا رخ شمال کی طرف ہے۔ ایرس کے دہانے کے مشرق میں ایک تیسری وادی دریائے تھرمودون کی ہے جو امیزنوں کا روایتی مسکن تھا۔ اس کے مشرق کی طرف زنجیرۂ پریادریس ہے، اور یہ ساحل کے اتنے قریب آتا ہے کہ کسی دوسرے دریا کے لئے گویا جگہ ہی نہیں چھوڑتا؛ تاہم یہ ساحل بھی (جو ضلع طرابزون

---

[۱۱] پونتوس یا افتیمن۔ دیکھو رائناش کی تصانیف۔ اپنی کتاب "متھرادا تیس" (پیرس ۱۸۹۰ء) میں وہ اس سے پہلی کتابوں کے اقتباس دیتا ہے۔ ابتدائی متھرادا تیس کے لئے مقابلہ کرو رائناش: "تین سلطنتیں" ۱۵۸؛ "متھرادا تیس" ۵۔ لیکن ان حکمرانوں کا نہ تو حسب نسب متعین ہے نہ سنوی تسلسل؛ میں نے رائناش کا اتباع کیا ہے۔ اریوبارزان وہی حکمراں ہے جس کا ذکر اسی کتاب کی جلد ۳، باب ۲۱ میں کیا گیا ہے۔ یوستی نوس ۳۸، ۵ کے مطابق متھرادا تیس دوم کو سلیوکوس کالی نی کوس نے افروجیہ اپنی بیٹی کے جہیز میں دی۔ اس سے پہلے وہ ہیئے راکس کا حلیف تھا، اور جب اس سے افروجیہ کا وعدہ کیا گیا تو وہ بے کھٹکے افروجیہ کے دشمن سے جا ملا۔ شائد افروجیہ ایپکے تے توس زیر بحث ہو سکا؛ دیکھو اوپر حاشیہ ۵۔ بظاہر خود سلیوکوس کا اس ملک پر قبضہ نہیں تھا اور شائد اسی لئے اس نے اس ملک کو تحفۃً دیا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ متھرادا تیس کبھی اس پر قبضہ نہیں کر سکا۔

متھرادا تیس اور اسنوف؛ پولی بیوس ۴/ ۵۶۔

پئوسانیاس ۵، ۹۰ کے مطابق ۲۲۰ ق م کے قریب ایشیا میں لیسانیاس، الیمیی خوس اور لمناپاس ایشیا میں "مصروف" تھے؛ دیکھو نیچے، باب ۲۹۔

باب ۱۳

سمجھنا چاہیئے) اچھی طرح سے سیراب اور زرخیز ہے۔ ۳۰۲ قم میں ایک نوجوان ایرانی نبیل مسمی متھراداتیس، جسے انتی گونوس قتل کر دینا چاہتا تھا، بھاگ نکلا اور یہاں آکر پناہ لی۔ یہ متھراداتیس کیوس کا باشندہ تھا جس پر اُس کے آباواجداد کا قبضہ رہا تھا۔ اس کا جدّ اعلیٰ پہلا متھراداتیس تھا جس کا ہمیں علم ہے؛ اس کا دادا وہی اریوبارزان ہے جس نے چوتھی صدی قم میں تاریخ میں اپنا نام پیدا کیا؛ اس کے باپ کا نام بھی متھراداتیس تھا۔ اس دوسرے متھراداتیس نے انتی گونوس کو ناراض کر دیا، چنانچہ اُسے سزائے موت بھگتنی پڑی۔ باپ کی طرح بیٹے کے خلاف بھی اسی سزا کا حکم لگایا گیا لیکن اُسے اُس کے دوست دیمتریوس پولیورکی تیس نے بچا لیا دیمتریوس نے متھراداتیس سے وعدہ کیا تھا کہ اُس کے لئے جو کچھ تجویز ہوگا اس سے اُسے مطلع کر دیگا چنانچہ اُس نے بالوپر الفاظ "اڑ جا متھراداتیس" لکھ دیئے۔ الغرض اُس نے افشین کا رخ کیا، اور یہاں پہلے تو ڈاکوؤں کا سردار بنا اور آخر کار ۲۸۰ قم کے قریب اُس نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اس کی راجدھانی میں پفلاگونیہ کا ایک حصہ اور افیشین والا کاپا ڈوسیہ شامل تھا۔ اس نے تقریباً ۲۶۶ قم تک حکومت کی۔ اور اسکے بعد اس کا بیٹا اریوبازان ۲۵۰ قم یا ۲۴۶ قم تک تخت پر بیٹھا رہا، اس کے بعد متھراداتیس دوم بادشاہ بنا۔ یہ وہی متھراداتیس تھا جس نے انطاکوس ہیئے راکس کو ۲۴۱ قم کے قریب غالطیول کی ایک فوج سے جنگ انگورہ کے موقع پر مدد دی مگر اس کے بعد وہ سلیوکوس کی طرف چلا گیا جس کے معاوضے میں اُسے استراتونیس دلھن اور افروجیہ عظمیٰ جہیز ملا۔ متھراداتیس نے اپنی ایک بیٹی کا نکاح اکائیوس کے ساتھ، دوسری کا انطاکوس سوم کے ساتھ کیا اور اس طرح فریقین کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کر لئے۔ ۲۲۰ قم میں اس نے اسنوف پر حملہ کیا، لیکن اسنوف نے رھوڈز سے مدد طلب کی جس پر

رھوڈزیوں نے اسنوفیوں کو ایک لاکھ چالیس ہزار درہم (۲۳ ½ تالنت) اسلحۂ جنگ خریدنے کے لئے تحفتہً دے دئے۔ ابھی اسکا وقت نہیں آیا تھا کہ شاہان افشیین اس قدیم ملطی نو آبادی پر قبضہ کرلیں۔

اب ہم ایشیائے کوچک کے ہر ملک سے دوچار ہو چکے ہیں اور دیکھ چکے ہیں کہ اس کا شمالی حصہ غالوی آبادکاروں کی وجہ سے اور جنوب صحرا کی وجہ سے ناقابل گذر تھا۔ لیکن اس صحرا کے کنارے پر سلیوکیوں نے قلعبند شہروں کے ذریعے سے ایک شاہراہ قائم کردی تھی جس کی وجہ سے بڑی بھاری محنت کرکے ایونیہ اور کاریہ میں تھوڑا بہت کام کرسکے تھے، لیکن چونکہ ان کے پاس بیڑا نہیں تھا اس لئے زیادہ کرنا ان کے امکان میں نہیں تھا؛ اُدھر قریب قریب تمام فنیقیہ مصریوں کے قبضے میں تھا۔

یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس خاندان کے اکثر اراکین مستعدی میں کسی سے کم نہ تھے۔ سب سے پہلے حکمران انطاکوس سوتر کا عہد نہایت جوش آفرین تھا۔ جہاں غالویوں کے خلاف جانبازیوں کی وجہ سے اُس نے اپنے آپ کو "سوتر" ("نجات دہندہ") کے خطاب کا مستحق ثابت کیا تھا تو دوسری جانب اپنی موت سے ذرا پہلے یومنیس شاہ پرگامم کے ہاتھوں اُسے نیچا دیکھنا پڑا تھا۔ اسے مشرقی ممالک کے ساتھ جو دلچسپی تھی وہ اس لیے ظاہر ہوتی ہے کہ اُسنے شہر خراسان کے چاروں طرف ایک فصیل تعمیر کی[۱۲] اور ہندوستانی بادشاہ، مہاراجہ امتر اگھاٹ ولد مہاراجہ چندر گپت کے ساتھ تعلقات

---

۱۲ خراسان کے چاروں طرف۔ دیکھو ٹارن باب ۹ حاشیہ ۵۔ انطاکوس اول و دوم کے سکّے؛ باب ۹ حاشیہ ۴؛ سلیوکوس دوم کے سکّے وغیرہ، باب ۱۰، حاشیہ ۲۔

قائم کئے۔ لیکن ایک ایسا بادشاہ جو سوریہ یا بابلستان میں رہتا ہو ایونیہ یا خراسان میں اپنا مستقل اثر کیسے قائم رکھ سکتا ہے جب ایونیہ جانے کے لئے اُسے ایک نیم محفوظ سڑک پر ہو کر گزرنا پڑتا ہو اور خراسان جانے کے لئے ایرانی میدان کے کنارے پر سے صرف ایک تنگ راستہ ہو، خاصکر جب یہ میدان ایشیائے کوچک کے اس میدان سے جس پر ہو کر سکندر گیا تھا، کہیں زیادہ ناقص تھی۔ انطاکوس دوم معروف بہ "تھیوس" (۲۶۱ تا ۲۴۶ ق م) کے زمانے میں مشکلات المضاعف ہو گئیں۔ پہلے تو مصر سے جھگڑا کرنا پڑا، پھر ایشیائے کوچک کا اختلال جاری رہا، اور آخر میں مشرق اقصیٰ ہاتھ سے نکل گیا، اور یہ سب اس وقت جب بادشاہ نے اپنی بیوی یعنی لاؤدیس اور بیرے نیس سے جو سلوک کیا اس سے اس کی عدم استقامت کا پتا چلتا ہے۔ ابتدا میں انطاکوس دوم نے ہندوستان کے ساتھ قدیم تعلقات قائم رکھے۔ مگدھ کے تخت پر امترا گھاٹ کی جگہ اشوک بیٹھا جو بودھ مت کا پیرو ہو جانے کی وجہ سے تاریخ ہند میں ایک نہایت ممتاز رتبہ رکھتا ہے۔ لیکن جب انطاکوس کا کوئی علاقہ ایسا نہ تھا جو ہندوستان کے محاذ میں ہو اور جب اس کا اس تنگ راستے پر بھی کسی قسم کا قابو نہیں رہا تھا جس سے اُس کے سپاہی مشرق پہنچ سکتے، تو پھر ہندوستان کی سلطنت سے کسی قسم کے دوستانہ تعلقات بالکل بیکار تھے۔ ہم باب ۹ میں کہہ چکے ہیں کہ اس بادشاہ کے عہد حکومت کے آخری زمانے میں دو سلطنتوں یعنی باختر اور پارتھیا کے قیام کی وجہ سے یہ صوبے اور راستے اس سے علیحدہ ہو گئے تھے، اس لئے کہ ان میں سے اول الذکر نے تو سلیوکیوں سے اُن کے باقی ماندہ مشرقی مقبوضات پر قبضہ حاصل کر لیا اور ثانی الذکر اُس راستے پر قابض ہو گئی جس کے ذریعے سے سلیوکی وہاں پہنچ سکتے تھے۔ الغرض ۲۴۰ ق م سے ۲۲۰ ق م تک مشرق اور مغرب دونوں میں سلیوکیوں کی حالت نہایت زبوں تھی، اور

باب ۱۳ ب

ایران و ایشیائے کوچک دونوں میں تقریباً ہر ملک جو بیکار (غیر مزروعہ میدان) نہیں تھا وہ دشمنوں کے قبضے میں پہنچ گیا تھا۔ تاہم اس وقت بھی ان کے پاس مغرب میں کلیکیہ اور مشرق میں پرسیس (لارستان) کا میدان تھا، اور نہ صرف یہ کہ یہ ممالک نہایت قیمتی تھے بلکہ یہاں سے دور دراز ملکوں میں مہمیں لے جائی جاسکتی تھیں۔ الغرض سلیوکی سلطنت میں یورپیت اور ایشیائیت دونوں پائی جاتی تھیں۔ ایشیائیت اسلئے کہ اس کے دعاوی بڑے بڑے تھے لیکن اُس کی حدود تنگ تھیں اور یورپیت اس لئے کہ اُس کا مرکز سلیوکس دراصل یونانی بلدیات کا ایک مجموعہ تھا، اور یہی اُس کی قوت و اقتدار کی بنیاد تھی۔ اُنکی حیثیت مشرق میں نہایت ناقص تھی لیکن مغرب میں بھی کچھ اچھی نہ تھی۔

مشرق میں دیودوتوس صوبہ دار باختر نے تقریباً ۲۵۰ ق م میں علم بغاوت بلند کردیا اور سغدین و خراسان اس سے مل گئے تھے[۱۳] ان واقعات سے متاثر ہوکر داریائی قبیلے کے دو سرداروں یعنی ارشک و تیری دائیس نے جو آپس میں بھائی بھائی تھے، اپنی آزادی کا اعلان کردیا اور مغرب کی طرف چل دئیے۔ یہی دو بھائی جدید سلطنت پارتھیا

[۱۳] سلطنت باختر (۱) فون سالیٹ: "جانشینانِ سکندر باختر و ہندوستان میں"

A. V. Sallet : Die Nachfolgar Alexanders in Baktrien und Indien

جریدۂ مسکوکیات Zeitschr. f. Num ۱۸۷۹ء: فون گٹشمڈٹ:

"تاریخ ایران" V. Gulschimdt:Geschichte Irans ۲۸، ۵۱، ۶۳ (چینی ماخذ سے)۔ سکوں کیلئے علاوہ فون سالیٹ کے دیکھو صفحہ ۱۰۷ وغیرہ: گارڈنر: "فہرست سکہ جاتِ نوادر خانہ برطانیہ" ۱۸۸۶ء۔ کننگھم کے مضامین "اخبار مسکوکیات" Num. Chro. خصوصاً ۱۸۶۸ئیں ۱۷: دروئین: "سنویت و مسکوکیات شاہان ہند و اسکیتی" "جریدۂ مسکوکیات"

E. Drouin : chronol. et Num des rois indoseythes, Rev. Num. 1888.

مقابلہ کرو نیز گارڈنر: "الواب جدید" صفحہ ۴۴۳۔

پارتھی ۱۳

کے بانی تھے[ا]۔ پارتھی روایت کے بموجب اُنھوں نے سلیوکی صوبہ دار پارتھیا کو قتل کر دیا اور سنہ ۲۵۰ ق م ہی میں ارشک نے اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا؛ داقعاً بھی سنہ ۲۴۷ ق م میں سنہ ارشکی کا آغاز ہوتا ہے۔ ہم باب ۱۰ میں دیکھ چکے ہیں کہ کالی نی کوس نے اپنی شکست کو تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ مشرق اور مغرب دونوں میں جنگ جاری رکھنے کی جی میں ٹھان لی تھی، لیکن اُسے کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ ارشک نے اپنی سلطنت کو منظم کر کے شہنشاہ کا لقب اختیار کیا۔ اس نے سنہ ۲۱۱ ق م میں وفات پائی اور اپنی موت کے بعد اپنے مُلک میں اُس کی بہت کچھ عزّت و وقعت کی گئی۔

پارنی، جن کا نام بدل کر پارتھی پڑ گیا، ایرانیوں کے قریب کے عزیز تھے۔ وہ تیر کمان لے کر گھوڑے پر سوار لڑتے تھے اور کبھی حملہ کرتے تھے کبھی بظاہر بھاگتے نظر آتے تھے۔ مفتوحہ مُلک میں ان کی اعیانیت کی تعداد نہایت قلیل تھی، اور جس فوج نے انٹونی کا مقابلہ کیا اس کے پچاس ہزار سپاہیوں میں صرف ۴۰۰ آزاد تھے۔ ان کا مذہب ایرانی تھا، لیکن اُس کے بادشاہ یونانی تمدن کی قدر کرتے تھے اور اپنے سکّوں پر اپنے آپ کو یونانی حروف میں "یونان دوست" کا لقب دیتے تھے۔

ان سے بھی زیادہ یونانیت لئے ہوئے سلطنت باختر کی حکومت تھی، جس کی تاریخ باب ۱۹ میں بیان کی جائے گی۔

سلیوکی فرماں رواؤں نے تو اپنی مستعدی مدت دراز تک جاری رکھی لیکن مصری فرماں رواؤں کی بابت سنہ ۲۲۰ ق م سے پہلے یہ حکم نہیں لگایا جا سکتا اور جیسا جیسا زمانہ گزرتا گیا حالت بد سے بدتر ہی

[ا] پارتھی۔ مقابلہ کرو شپیگل "قدیمیات ایران" Spiegel ; Eranische Alterthumsk. جلد ۳۔ اس موضوع پر فصل: کلیس کا مضمون پاؤلی، جلد ۵، میں؛ اور فون گٹشمڈ،

ہوتی گئی۔[15] دُنیا کے اس حصے میں شاہی حوصلہ مندیوں اور آرزوؤں کا
خاتمہ بطلیموس چہارم کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ بطلیموس فلادیلفوس کا بیان
باب ۹ میں دیا جا چکا ہے۔ اس کی ممتاز صفت دور اندیشی تھی اور
اُس کا وقت زیادہ تر تدبیر میں صرف ہوتا تھا۔ روما اور قرطاجنہ دونوں
کے ساتھ اُس کے تعلقات عمدہ تھے اور اُس نے دونوں میں سے
ایک کے ساتھ بھی دشمنی مول نہیں لی۔ اسے علوم وفنون سے، جو کسی دربار
کے لئے بھی باعث فخر ہوتے ہیں، خاص شغف تھا؛ وہ نئے شاہی
خاندانوں کی دوسری پیڑھی کا صحیح قائم مقام تھا اور اسے اپنے پیش رُوؤں کے
کارناموں سے محظوظ ہونے میں اسی طرح لطف آتا تھا جیسے حضرت داؤدؑ
کے بعد حضرت سلیمانؑ کو۔ گیلون کے بعد ہیئرون اور کیپ سی لوس

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ "تاریخ ایران"، صفحہ ۲۸ وغیرہ؛ موم سین: "تاریخ روما"،
Mommsen : R. G. ۳۴۱/۵ ۔ ہیڈ ۶۹۱/۶۹۲ میں جو سکے ہیں اُن کا بیان گارڈنر
کی کتاب: "سکہ جات پارتھیا"، لندن ۱۸۷۷ء پر مبنی ہے؛ پ. گارڈنر:
"ابواب جدید" ۵ ۳۴۔ ایک حکمران اندراغورس کا سکہ (سنہ ۲۵۰ ق م سے پہلے)
قابل لحاظ ہے؛ ہیڈ، ۶۹۱؛ پ. گارڈنر: "انواع" تصویر ۱۴/۲۔
بابلی تختیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ارشکی کا آغاز ۲۴۷ ق م میں
ہوا؛ دیکھو شٹراس میر کا مضمون "جریدۂ اشوریات" Strassmeier:Zeitschr.
F. Assyriologie ۳، ۲ (۱۸۹۲ء) میں۔

۱۵ مصر۔ دیکھو کلیس کا مضمون بطالسہ پر پاؤلی میں؛ کلیس فلادیلفوس کا مقابلہ
لورینزو دی میدیچی سے مقابلہ کرنے میں حق بجانب ہے۔ سفائروس کے متعلق
سنوی مشکلات؛ زوسے میل، ۱/۳۱، ۷، ۴۔ ریول: "خزانہ بطلیموس دوم"
Ruehl : Der Schatz Ptol. II.N. Jahrl. ۱۸۷۹ء۔ بطلیموس ۴ کیلئے دیکھو مہافی:
"سلطنت" ۲۴۳/۲۸۸، ۲۲۱ ق م؛ اسکی رائے ہے کہ یہ بادشاہ خارجی معاملات میں خاص
دلچسپی لیتا تھا۔ اس کے تعلقات یہودیوں کے ساتھ؛ دیکھو ایضاً ۲۶۷ وغیرہ۔

کے بعد پیری اندر کو؛ اور طرز عمل اور خصائص دونوں میں اس کا لورنیتسز و "ذی شان" کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ جغرافیہ اور مو الید ثلاثہ میں خاص طور پر دلچسپی لیتا تھا، چنانچہ اُس نے افریقی ہاتھیوں کو پکڑوایا اور عربستان و ہندوستان کو وہاں کے حالات دریافت کرنے کے لئے مہمیں روانہ کیں۔ جب کبھی لوگ اُس کے محل میں مختلف اقلیموں کے عجائبات دیکھنے کے لئے آتے تھے تو وہ بغایت محظوظ ہوتا تھا۔ میں نے اُس کے دربار کے علماء و شعراء کا تذکرہ چودھویں اور بیسویں باب میں کیا ہے۔ وہ خود مشائی فلسفی استراتون کا شاگرد تھا۔ لیکن اُسے وہ اطمینان قلبی حاصل نہیں ہوتا تھا جس کا وہ خواہاں تھا۔ ایک مرتبہ اُس نے اپنے محل کی کھڑکیوں میں سے دیکھا کہ کچھ غریب مصری دریا کے کنارے ریت پر بیٹھے ہوئے اپنا غریبانہ کھانا کھا رہے ہیں، تو وہ بول اُٹھا کہ کاش کہ میں بھی ان ہی میں سے ہوتا۔ لیکن باوجود اس قسم کے جذبات کے اُسنے کوشش کی کہ کسی طرح ابدی زندگی کا راز دریافت کرے۔ حضرت سلیمانؑ کی طرح فلادیلفوس نے نہایت افسوس کے ساتھ یہ معلوم کیا کہ عیش پرست کو صرف ایک ہی چیز حاصل ہو سکتی ہے اور وہ تفاخر ہے۔

اس کا بیٹا بطلیموس یوئرگی تیس اپنے باپ سے مختلف تھا اور اس سے زیادہ مستعد تھا، جنگ کا عاشق تھا اور میدان میں اُس کے کارنامے نہایت درخشاں ثابت ہوتے تھے۔ اس کے باپ کے زمانے میں جو رتبہ ارسی نوئے کا تھا وہی اب بیرے نیس کو حاصل تھا اور موخر الذکر اپنے پیشرو سے کہیں بہتر تھی۔

پہلے تین بطالسہ میں سے ہر ایک اپنے اپنے طور پر قابل افراد تھے، پہلا بطور ایک سپاہی اور مدبر کے، دوسرا میدان تدبر میں اور تیسرا میدان جنگ میں؛ لیکن چوتھا بطلیموس عرف "فلو پاتر" ("پدر پسند") نہ سپاہی ہی تھا نہ مدبر۔ یہاں اس پر اس لئے بحث کرتا ہوں کہ دکھاؤں کہ اسکی تخت نشینی کے بعد مصر کی حالت میں زوال آنا لازمی تھا اس لئے کہ مصر

باب ۱۳

ایسا ملک تھا جس میں ترقی اور تنزل کا دارومدار بادشاہ کی ذات پر تھا۔ فلو پاتر بد، کمینہ اور عیاش تھا، اور اپنے ہمنشینوں اور درباریوں کے ساتھ، جنھیں گیلو پاست ("خندہ پسند") کہتے تھے اور جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل تھے وہ عیش و عشرت میں سرشار رہتا تھا اور نہ صرف اپنے محلات میں بلکہ بعض مرتبہ اسکندریہ کی سڑکوں تک میں باکھوس کا بھیس بدل، ڈفلی ہاتھ میں نکل جاتا تھا۔ اُس نے اپنے بھائی ہی کو نہیں بلکہ اپنی ماں بیرے نیس کو بھی جان سے مروا ڈالا، اور اپنے ہر کام میں اُس کی لگام اُس کے وزیر سوسی بیوس، ایک شخص اگا تھوکلیس، اُس کی بہن اگا تھوکلیہ اور ان دونوں کی ماں کے ہاتھ میں تھی، اور یہ سب کے سب اول درجے کے بدکار اور قابل نفرت بدمعاش تھے بہت سوں کے نزدیک یہ بھی اچھا تھا کہ فلو پاتر شاعر تھا اور اُس نے ایک درد یہ ادونس نامی لکھا جس پر اُس کے درباری اگا تھوکلیس نے اپنا فرض ادا کر کے ایک تفسیر لکھی۔ ساتھ ہی اُس نے قدیم شعرا کی عزت بھی کی؛ ہومر کے لئے اُس نے ایک معبد قائم کیا جس میں اس شاعر کے مجسمے کے چاروں طرف اُن سات شہروں کے مجسمے تھے جو اُسے اپنا شہری تصور کرتے تھے۔ وہ علما و فضلا کے سامنے دقیق لسانیاتی مسائل پیش کر کے نہایت محظوظ ہوتا تھا، اور واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ اُس کے درباری مسخروں کے مماثل تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ رواقی فلسفی کلیا نتھیس کو بھی اپنے درباریوں میں شامل کرے، اور جب اُس نے اور کری سی پوس دونوں نے انکار کر دیا تو اُس نے صرف سفائروس کو بلانے پر قناعت کی جو کلیو مینیس کے ساتھ رہکر شاہی دربارداری کے اُصول سے واقف ہو گیا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ اس فلسفی نے کلیو مینیس اور فلو پاتر کے درمیان جو فرق تھا اُسے بہت جلد بھانپ لیا ہوگا۔

ان سب حکمرانوں نے مصری بیت خانوں کو وسعت دی اور اُن کی زینت میں اضافہ کیا، چنانچہ ان پر ان کے نام آج تک کُھدے

باب ۱۳

ہوئے ہیں۔

ایشیا میں مصری اثر کا پتہ شہروں کے ناموں سے لگتا تھا۔ فنیقی شہر آکے کو مدت دراز تک بطلیمائس کہتے تھے اور اسی نام کا ایک دوسرا شہر پمفیلیہ میں بھی تھا۔ کیلے سوریہ اور کلیکیہ میں ایک ایک ارسی نوئے اور کلیکیہ میں ایک بیرے نیس ملتا ہے، اور لیکیہ میں جو پتارا تھا اُس کا نام فلادیلفوس نے بدل کر ارسی نوئے رکھدیا۔ کیلے سوریہ اور فنیقیہ دونوں زمانہ دراز تک مصریوں کے قبضے میں تھے، اور مغربی کلیکیہ اور پمفیلیہ پر مصر کا بہت کچھ اثر تھا اور لیکیہ بھی اُن کے اثر سے باہر نہیں تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لیکیہ کے شمال میں بطالسہ نے کوئی جدید شہر تعمیر نہیں کیا، اور اس سے میری اوپر والی رائے کی تائید ہوتی ہے کہ باقی ماندہ ایشیائے کوچک میں مستقل مصری حکومت کا ذکر ہی نہیں، بلکہ یہاں صرف چند ہی مقامات بطالسہ کے قبضے یا حمایت میں تھے[۱۶]۔

---

[۱۶] مصری مذہب اور فنون لطیفہ میں پہلے چار بطالسہ کی دلچسپی: بطلیموس اول۔ لکسر کے بت خانے کے حرم کی سکندر دوم کے نام سے تجدید کرتا ہے؛ بیڈیکر ۲، ۱۳۰؛ کارنک کی مرمت ایضاً ۲، ۱۵۱، ۱۵۳؛ یہ دونوں را معبود کے نام پر معنون تھے۔ قاہرہ کے نوادر خانے میں جانشینان سکندر کی لوح (ایضاً ۱، ۸۱) جسکا اوپر باب ۵، حاشیہ ۱۳ میں ذکر کیا گیا ہے دراصل اسی نے تیار کرائی تھی۔

بطلیموس دوم۔ مفصلۂ ذیل اشیاء اسی کی بنائی ہوئی ہیں:۔ کوپتوس کے قریب قوس (اپولنوپولس پاروا) میں پتھر (ایضاً ۲، ۱۱۳)؛ کارنک میں جنگی معبود منتو کا دروازہ (ایضاً ۲، ۱۶۱)؛ ایسس کا بت خانہ فیلائے میں، جہاں اُسے ایسس کو تحفہ تحائف نذر کرتا ہوا دکھایا گیا ہے (ایضاً ۲، ۳۲۴، ۳۲۵)۔

بطلیموس سوم۔ کارنک میں ایک دروازہ تعمیر کرتا ہے جہاں وہ تھبز کے معبود خنسو کے سامنے قربانی کرتا نظر آتا ہے۔ (ایضاً ۲، ۱۳۱ (مقابلہ کرو ۱، ۱۵۲)؛

باب ۱۳

میں اس باب کو ۲۲۰ سنہ ق م میں دُنیائے یونان کی جو سیاسی حالت تھی، اُس کے مختصر بیان پر ختم کردوں گا۔ اُس زمانے میں اُن مملکتوں کی

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ کارنک میں مینتو کے بت خانے کی تعمیر کو جاری رکھتا ہے؛ ایرفو میں ہوروس کے بت خانے کی ابتدا کرتا ہے (ایضاً ۲، ۲۷۲، ۲۷۴) اور اسطرح مصر کے اعلیٰ ترین اور محفوظ ترین عمارت کا بانی بن جاتا ہے؛ (کتبہ، بیڈیکر ۲۷۰) سئے نے میں ایک چھوٹا سا مندر بناتا ہے، (ایضاً ۲، ۳۰۵)؛ ثالوث تھبز را، متھ، چنسو کا بتخانہ الشرج نامی نخلستان میں۔

بطلیموس چہارم۔ اس کا نام کارنک کے بڑے چھتے دار صحن میں مندرج ہے (۲، ۱۳۵)؛ کارنک کے بت خانے کو وسیع کرتا ہے (۲، ۱۶۱)؛ تھبز کے مغربی کنارے پر دیر المدینہ میں ہاتھور کے بت خانے کی بنیاد ڈالتا ہے (۲، ۲۱۱)؛ اپنے باپ کے تعمیر کردہ ایدفو کے بت خانے اور سئے نے کے چھوٹے سے بتکدے میں اضافہ کرتا ہے (۲، ۲۷۴، ۳۰۵)، اور اسی طرح سئے نے کے جنوب میں پسیلخس (ڈاکے) کے بت خانے میں توسیع کرتا ہے۔ مقابلہ کرو مہافی؛ "سلطنت"، ۲۷۲؛ بطلیموس چہارم کے زمانے میں بطلیموسی اثر جنوب تک پہنچتا ہے اور اسطرح پہلے سے کہیں زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ یہ "پدر پسند" "مہربان" کے خطاب سے اپنے اجداد کی تعریف و توصیف کرتا ہے لیکن اپنی ماں کو قتل کرا دیتا ہے۔

بطلیمائس، آکسے؛ ہیڈ، ۶۷۶؛ پاؤلی ۶، ۱، ۳، ۲۴۳؛ بیڈیکر، "فلسطین"، ۲۳۵۔

بطلیمائس مبلک پمفیلیہ؛ پاؤلی؛ ہیڈ، ۵۸۸۔

ارسی نوئے کیلے سوریہ میں؛ پاؤلی ۱، ۲، ۱۲۷۶، نشان ۱۷۔

ارسی نوئے کلیکیہ میں، پاؤلی، ایضاً نمبر ۱۲۔ اسے اب مرش کہتے ہیں اور سنہ ۱۸۹۱ء میں ہیبرڈے اور ولہلم یہاں پہنچے تھے۔

بیرے نیس کلیکیہ میں؛ پاؤلی ۱، ۲، ۲۳۵۲۔

تینار ارسی نوئے؛ راڈے، ۳۴۔

فلادیلفیہ کے لئے دیکھو اوپر باب ۹، حاشیہ ۲۔

جو عام طور پر سیاسی اعتبار سے اہم تھیں دو قسمیں تھیں، ایک تو جنگ پسند اور دوسرے امن پسند۔ ہمارے پاس کوئی ایسے نوشتے نہیں ہیں جن سے معلوم ہو کہ امن پسند دول کا ایک معاقدہ قائم ہوا تھا، لیکن ہم مختلف واقعات سے یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ ایسے معاقدے کا وجود ضرور تھا، اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اسے جنگجو دستوں، یعنی مقدونیہ و سوریہ کا مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ ان دونوں ملکوں میں دو حوصلہ مند حکمراں یعنی فیلقوس و انطاکوس تخت پر نظر آتے ہیں اور یہ ایک دوسرے کو اچھی طرح پہچان کر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، لیکن چونکہ دونوں میں سے ایک بھی دور اندیش نہیں اور وقتی فائدے کے حصول میں منہمک ہیں اس لئے ایک دوسرے کی کافی مدد نہیں کر سکتے۔ دونوں مملکتوں کا دار و مدار فوج پر ہے اور دونوں بحری سلطنتیں بننے کے خواہاں ہیں۔ اول درجے کی مملکتوں میں جو امن پسند ہیں ان میں مصر شامل ہے۔ اس کی مزید توسیع سلطنت کی آرزو باقی نہیں اس لئے کہ وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اسے جتنا بڑھنا تھا بڑھ چکا، لیکن چونکہ جو کچھ اس کے قبضے میں ہے اسے وہ رکھنا چاہتا ہے اس لئے وہ ایک عمدہ فوج اور بیڑے کو بہت کچھ اہمیت دیتا ہے۔ سرنہ و قبرص پر بطالسہ کا پورا قبضہ ہے، لیکن فنیقیہ اور کیلے سوریہ میں ان کا قبضہ مابہ النزاع ہے؛ اور وہ مغربی کلیکیہ، پمفیلیہ اور شاید لیکیہ میں سب سے زیادہ ذی اثر ہیں، ان کے کاریہ میں تھوڑے بہت مقبوضات ہیں اور ایفیسوس اور ساموس کے علاوہ تھریس کے بعض شہروں پر بھی ان کا قبضہ ہے۔ ان سب باتوں کی وجہ سے بطالسہ اور بھی زیادہ موجودہ صورت حال کے قیام اور امن کی طرف مائل ہیں، اور ان کے ہمیشہ دوسری امن پسند مملکت (جس کا اصول ہی امن پسندی ہے) یعنی رھوڈز کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں، اور پولیبور کی تیس سے لے کر اس وقت تک

ان دونوں کے خوش آئند تعلقات میں مشکل سے کسی قسم کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ رھوڈز کی تائید بعض دوسری آزاد مملکتیں مثلاً ہرقلیہ، کیزی کوس، خیوس، بیزنطہ (جس کی رھوڈز کے ساتھ جنگ کو مستثنیات سے سمجھنا چاہیے) اور ایتھنز بھی رھوڈز کی تائید کرتی ہیں۔ اس مجموعے کا ایک مشتبہ تتمہ ایتولیہ ہے؛ اور چونکہ ہیلیس پونٹ اور بوسفورس میں اُس کی ایک خاص حیثیت ہے اس لئے یہ امن پسند مملکتوں سے (جو سب کی سب بحری ریاستیں ہیں) اچھے تعلقات رکھنے پر مجبور رہے، اور مصر کو تو وہ اجیر سپاہی بھی مہیا کرتا ہے۔ بڑی دولتوں میں سے صرف پرگامم ہی اُن کی جانبدار ہے، گو فی نفسہ اٹی گیتا پر اس کا قبضہ ہونے سے اسے اشائد بحری سلطنت کہنا ہی مناسب ہوگا۔ اراتوس کی وجہ سے اکائیہ اب حوصلہ مند مقدونیہ کے توابع میں سے ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں مصر اور رھوڈز کے ہیئے رون ثانی سرقوسہ سے بھی اچھے تعلقات ہیں اس لئے کہ اس کی سیاسی حالت امن پسندی کی متقاضی ہے۔ آخر میں، سب امن پسند دولتیں روما کے دوست ہیں، اور اس وقت روما کی کیفیت سازشی کی ہرگز نہیں ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ سنہ ۲۰۲ ق م سے سنہ ۱۸۶ ق م تک جن لڑائیوں کی طرف ہم اپنی توجہ مبذول کریں گے اُس کی بنیاد دائمی مخالفت پر ہے جو ایک طرف مقدونیہ و سوریہ اور دوسری جانب مصر، رھوڈز، پرگامم، ایتھنز اور ایتولیہ میں نظر آتی ہے۔

اگر ہم اس اختلاف کو جغرافی نقطۂ نظر سے دیکھیں تو ایشیائے کوچک کی حالت کو غایت دلچسپ پائیں گے جہاں نسلی تنوع اُتنا ہی ہے جتنا سیاسی، اور یہاں ملوکیتیں جمہوریتوں اور اقوام شہروں کے دوش بدوش نظر آتی ہیں۔ ذہنی اعتبار سے ان میں ممتاز ترین مغرب کے بلدیات ہیں جو یونانی تمدن اور شہری آزادی کے گہوارے ہیں۔ ان کی حفاظت ملوکیتوں کے باہمی تنازعات کی وجہ سے قائم ہے،

باب ۱۳

اور اب بھی جب بظاہر وہ کسی نہ کسی ملوکیت میں مدغم نظر آتے ہیں اُس وقت بھی اُن کی اندرونی آزادی قائم ہے۔ یہی ایشیائے کوچک کے اُس درخشاں دور کا آغاز ہے جس کی وجہ سے یہ ملک عہد روما میں اس درجہ ممتاز ہو گیا۔

بحیرۂ ایجئین اور اُس کے سواحل و جزائر پر نظر ڈالنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا، اور ہم دیکھیں گے کہ تاریخ یونان کے اس قدیم منظر نے ابھی اپنی اہمیت کو نہیں کھویا۔ دو مملکتیں اپنے فاتحانہ جوش میں اس ملک پر دو طرف سے دھاوا کرتی ہیں، یعنی مقدونیہ شمال کی طرف سے اور سوریہ جنوب و مشرق کی جانب سے؛ دونوں کا مقصد یہ ہے کہ بحری دولتیں بن جائیں لیکن بالآخر اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتیں۔ جو بحری مملکتیں اُن کے مقابلے میں آتی ہیں ان کی تین شقیں ہیں: (۱) وہ جمہوریتیں جو تمدن کی پشت پناہی کرتی ہیں، جیسے رھوڈز، ایتھنز اور بعض چھوٹی چھوٹی ریاستیں؛ (۲) ایک ایسا جمہوریہ جو تمدن و تہذیب کے مشکل سے کام نکالتا ہے، یعنی ایتولیہ؛ (۳) دو ملوکیتیں؛ ان میں سے ایک یعنی پرگامم لبرل خیالات کا حامی ہے، اور دوسرے مصر جہاں مطلق العنان حکومت رائج ہے۔ مصر و ایتولیہ جو ایک دوسرے کو گویا کاٹتے ہیں دونوں بحیرۂ اسود کی شاہراہ کی ایک تھریس میں اور دوسری بوسفورس میں حفاظت کرتے ہیں اور اُس میں ایتھنز اور رھوڈز بھی اُن کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ کریٹ کی بندرگاہوں سے بحری قزاق سمندر پر لوٹ مار کرتے دکھائی دیتے ہیں، چنانچہ وہ ایک بڑی حد تک مطلق العنان حکومت کا مسکن ہے لیکن ساتھ ہی بر اعظموں سے متباین، آزادی کی بھی جائے پناہ بنا ہوا ہے۔

سیاسی اعتبار سے ان سب مملکتوں میں مقدونیہ کی کارگزاری سب سے کمتر درجے پر ہے۔ آخر کار شام بھی اپنی شہری بستیوں کے

ذریعے سے آزادی کی تھوڑی بہت اعانت کرتا ہے اور مصر کو اسکندریہ میں تہذیب وتمدن کی پشت پناہی کو رھوڈز کے ساتھ مخالفے کی وجہ سے ایک خاص امتیاز حاصل ہے؛ لیکن مقدونیہ اپنے اسی چولے میں آجاتا ہے جو فیلقوس ولدامین تاس سے پہلے تھا، یعنی ایک ایسی مملکت بن جاتا ہے جس کا واحد مقصد یہ ہو کہ کسی طرح سے، جبر کرکے یا دھوکہ دے کر، اپنے اقتدار میں توسیع کرے اور فیلقوس وسکندر کے اعلیٰ مقاصد کو بالکل ہی کھو دیتا ہے۔

باب چہار دہم

دُنیائے یونان بالخصوص ملوکی درباروں میں تہذیب و تمدّن کی کیفیت

سنہ ۳۰۰ ق م تا سنہ ۲۲۰ ق م

اب ہم سیاسیات سے تیسری صدی ق م کے وسط کی تمدنی حالت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہاں یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ سنہ ۳۰۰ ق م سے ایتھنز نے جن خیالات کی ابتداء کی تھی (دیکھو باب ۶) وہ تمام یونان میں برابر جاری رہے لیکن اس عہد کے یونانیوں پر ایک دوسری قسم کا اثر بھی پڑ رہا تھا جس کا منبع و ماخذ ملوکی شہر تھے، اور جو شعبے اُس سے زیادہ تر متاثر ہو رہے تھے وہ ادبیات اور علوم عامّہ کے تھے۔ اس عہد میں یونانی تمدّن کے درخشاں ترین مراکز شاہی بلدیات نہیں تھے بلکہ وہ مقامات تھے جن کے قیام کے باعث مختلف ممالک کے فرماں روا تھے، ایسے فرماں روا جو قدیم یونان کے خودسروں مثلاً پی سسترا توس، ہئے رون، پیری انڈر یا پولیکراتیس کی طرح فنون لطیفہ اور ادبیات کی پشت پناہی کرکے خود اپنے

درباروں کی تزئین و تشہیر کرنا چاہتے تھے۔ ان شاہی بلدیات کے دوش بدوش جزیرۂ رھوڈز بھی تمدن کا مرکز بنا ہوا تھا جس میں گو اندرونی اہمیت نہ ہو لیکن بیرونی تابناکی ضرور تھی۔ اپنی خصوصیت اور عظمت کے اعتبار سے شہر اسکندریہ شائد سب سے ممتاز تھا اس لئے کہ یہی وہ مقام تھا جہاں ہمارے علم میں دنیا میں سب سے پہلے حکمیات کے مطالعے کے لئے مخصوص ادارات قائم کئے گئے۔ ان اسباب کی بنا پر ہم سب سے پہلے بطالسہ کے اس پائے تخت پر بحث کریں گے، گو بعض وجوہ کی بنا پر، جس کا ذکر آگے آئے گا، یہ بحث بالفعل مفصل نہیں ہو سکیگی۔ اسی طرح دوسرے شاہی مستقروں کا مفصل بیان بھی سردست ملتوی رہیگا اس لئے کہ ان کے شباب کے زمانے تک ہم اس وقت تک نہیں پہنچے۔

اسکندریہ کا نقشہ اُس مشہور تعمیر کار، دینوکراتیس نے تیار کیا تھا اور یہ شہر دریائے نیل کے مغربی دہانے کانوپوس سے بارہ میل مغرب کی طرف تعمیر کیا گیا تھا تاکہ دریائے نیل جس مٹی کو سمندر کی طرف لے جاتا ہے اور جسے دریا کی موجیں مشرق کی طرف پھینک دیتی ہیں وہ بندرگاہ کو بند نہ کردے[1]۔ یہ شہر ماریوتس دلدل اور سمندر

---

[1] اسکندریہ۔ اس شہر کا بیان استرابو میں، ۱۷، $\frac{۷۹۱}{۷۹۹}$؛ دیودوروس ۱۷، ۵۲؛ پلینی ۵، ۱۰، ۱۱؛ پلوٹارک: "سکندر" ۲۶۔

حال کے مؤلفین میں سے ایک ممتاز شخصیت محمود بک کی ہے جس نے "یادداشت قدیم اسکندریہ" پر Mahmoud Bey: Mem. sur l'ant. Alexandrie" کوپن ہاگن سنہ ۱۸۷۲ء لکھی۔ محمود بک نے نپولین سوم کے ایما سے تحقیقات کی اور وہ پہلا محقق تھا جس نے موقع پر تجسسات کرکے یہاں کی توصیف ارضی کی معلومات میں اضافہ کیا۔ اس سے پہلے جو کچھ کام اس ضمن میں ہوا وہ بالکل معدوم ہو چکا ہے۔ محمود کی تحقیقات کو لا۔ کیپرٹ کا کام

باب ۱۷

کے درمیان دو میل لمبی خاکنائے پر آباد کیا گیا جو تقریباً دو ہی میل چوڑی

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ - میں بھی لایا ہے اور اس میں اضافے بھی کئے ہیں؛ "قدیم سکندریہ کی توصیف" Kiepert, Zur Topogr. des alten Alex برلن ۱۸۷۲ء ("جریدۂ جغرافیۂ عالم" جلد ۷ - Zeitschr. f. allgem. Erdk. vii)؛ واخسموت: "اسکندریہ" ۱۸۷۶ء؛ بیڈیکر: "مصر زیرین" مع نقشے کے؛ نروتسوس: "اسکندریۂ قدیمہ" Neroutzos, L'anc Alex پیرس ۱۸۸۸ء جس میں ایک بڑا نقشہ بھی منسلک ہے - نروتسوس خاص طور پر قبرستانوں کا ذکر کرتا ہے اور جو چیزیں ملی تھیں اُن کے برباد ہونے پر اپنے افسوس کا اظہار کرتا ہے - آجکل اسکندریہ میں یونانی رومانی قدیمیات کا ایک نوادر خانہ ہے، اور حتی الامکان اس بات کی کوشش کیجا رہی ہے کہ باقیات میں جس قدر بھی ممکن ہو محفوظ کیا جائے؛ دیکھو بوتی: "نوادر خانۂ اسکندریہ اور ۱۸۹۲ء کی کھدائیاں" Botti: It muses di Aless. e gli scavi di 1892؛ اسکندریہ، ۱۸۹۳ء - نیز دیکھو نقشے بروک ہاؤز کے قاموس مکالمہ؛ Brokhaus: Conversations lex. (چودھویں اشاعت)؛ یانکو: "نیل کا ڈیلٹا" Janko: Das Delta des Nil جریدۂ انجمن ارضیات ہنگری Jahrb. der koen. ung. geolog. ۹، ۳، بوداپست ۱۸۹۰ء - اسکندریہ کی توصیف بلدی کے متعلق جو اہم امور مابہ النزاع ہیں ان پر اس وقت تک اتفاق رائے نہیں ہوا، اور یہاں کی توصیف کی از سر نو کاغذی تعمیر کی نہایت ضرورت ہے - نیز دیکھو یوداِخ "قیصر مشرق میں" Judeich: Cæsar in Orient لایپزگ، ۱۸۸۵ء -

موجودہ اسکندریہ میں قدیم شہر کا مغربی حصہ، "ہفت استادیون" مع اضافہ جات، اور جزیرۂ فاروس شامل ہیں، اور مغربی بندرگاہ مشرقی سے زیادہ اہم تھی۔ واخسموت نے اس بندرگاہ کے نام اور بطلیموس اول کے داماد سے تعلق دکھایا ہے - پولی بیوس (۳۴، ۱۴) اسکندریہ کی آبادی کے تین شقوں کا شمار کرتا ہے، یعنی دیسی آبادی، جن میں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ہیں، اجیر سپاہی اور "ایماندار یونانی"؛ لیکن انھیں فیسکون نے تقریباً برباد کر دیا اور اس کا شیوہ تھا کہ

تھی لیکن جنوب کی طرف اُس کا کچھ حصہ خالی رہ جاتا تھا۔ ساحل سے ذرا دور جزیرۂ فاروس تھا جو ہومر کے زمانے سے مشہور تھا۔ سکندر نے اُسے سات استادیز (تقریباً ایک میل) طویل پشتہ بنا کر دو بندرگاہ بنائیں جنھیں دو نہریں جو "ہفت ستادیون" کو عبور کرتے ہوئے ملاتی تھیں، اور دونوں، خاصکر مشرقی بندرگاہ آگے کو بڑھی ہوئی راسوں سے محفوظ تھیں۔ مغربی بندرگاہ کا نام، بلاشبہہ بطلیموس اول کے داماد کے نام پر، جو قبرص کے شہر سولی کا بادشاہ تھا، یونوستوس تھا اور اس بندرگاہ کو ایک نہر ماریوتس جھیل سے ملاتی تھی۔ لیکن مغربی بندرگاہ سے زیادہ اہم مشرقی بندرگاہ تھی جو شہر کے اعیانی حصے کے قریب ہی واقع تھی؛ اُس کے اندر جانے کے راستے پر جزیرۂ فاروس کے شمال و مشرقی کنارے پر ایک عظیم الشان منارہ تھا جو قرون وسطی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اکثر انھیں اجیر سپاہیوں کے رحم پر چھوڑ دیتا تھا۔ شہر میں یہودیوں کی ایک خاص حیثیت تھی؛ موم سین ۵، ۴۹۱ ہیروندا س mimiamb. ۱، ۲۸ وغیرہ) اسکندریہ کے ممتاز خصائص کو حسب ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے: "جب ہم دیکھتے ہیں کہ ارسی نوئے کے کھنڈروں میں جو پاپی روس ملے ہیں اُن میں علاوہ قبطی زبان کے تینوں بولیوں کے یونانی، عربی، فارسی، عبرانی، سریانی لاطینی ان سب زبانوں میں تحریریں ملی ہیں تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بطالسہ اور سلطنت روما کے عہد میں اسکندریہ میں کتنی زبانیں بولی جاتی تھیں اور وہاں کے بازاروں میں کیا کچھ کان پھوڑنے والی آوازیں نہ سنی جاتی ہوں گی!" کرال: Krall : Die etruskischen Mumienbinden "اگرام کے قومی نوادرخانے میں اٹرورری مومیائیاں" des Agramer National-Museums Wiener Phil-Hist. (ویانا کی فلسفیانہ تاریخی مجلس علمی) Akad. جلد ۴۱۔

اسکندریہ کے مشرقی حصے میں معبد اور تماشا گاہیں ایلیسیس میں تھسموفوریوم اور کانوپوس میں سیراپیوم واقع تھے، اور لوگ یہاں کشتیوں میں بیٹھ کر نہر پر ہو کر جاتے تھے؛ استرابو ۱۷، ۸۰۰۔

باب ۱۱

سے کے ایک بیان کے مطابق تقریباً ۵۰۰ فٹ طویل تھا، اور یہی وہ منارہ تھا جو اس قسم کے مناروں کے لئے ایک نمونہ بن گیا اور بعض زبانوں میں لفظ "فاروس" ان کے لئے ایک اسم نکرہ ہو گیا۔ اس کے مقابل راس لوخیاس سمندر میں چلی جاتی تھی۔ چونکہ جھیل ماریوتس دریائے نیل سے ملی ہوئی تھی اور دریائے نیل سے بحر احمر کو ایک نہر جاتی تھی اس لئے مشرقی ممالک کی پیداوار آسانی کے ساتھ اسکندریہ آ سکتی تھی اور وہاں سے جہازوں میں بھر بھر کر دوسرے ملکوں کو بھیجی جاتی تھی۔ شہر کی آب و ہوا اپنے اعتدال کی وجہ سے مشہور آفاق تھی۔ اسکندریہ میں سڑکوں کا ایک جال پھیلا ہوا تھا جو ایک دوسرے کو زاویۂ قائمہ بنا کر کاٹتی تھیں، جن میں سے اکثر ۲۳ فٹ اور دو اہم سڑکیں ۴۶ فٹ چوڑی تھیں؛ ان دو میں سے ایک جنوب و مشرق سے شمال و مغرب کو یعنی ماریوتس سے بڑے مشرقی بندرگاہ کو، اور دوسری جنوب مغرب سے شمال و مشرق کی طرف شہر کے وسط میں ہوتی ہوئی کانوپی دروازے کو جاتی تھیں، اور ان دونوں کے دونوں طرف ستونوں کی قطاریں تھیں۔ یہ شہر عمارات عامہ سے بھرا ہوا تھا۔ بلا شبہ ان میں نفیس ترین وہ عمارات تھیں جو شمال و مشرق میں بندرگاہ کے قریب محلاتِ شاہی میں شامل تھیں، اور جن کا رقبہ تمام شہر کے پانچویں یا تیسرے حصے کے برابر تھا۔ اس ضلع میں باغات، پردیسی جانوروں کے کٹہرے، ایک سلاح خانہ، سپاہیوں اور جہاز رانوں کی بارکیں، اور مقبرے تھے جن میں سکندر کا مقبرہ بھی تھا، اور غالباً اسی مقام پر میوزخانہ بھی تھا۔ شہر کے باقی ماندہ حصے میں بھی بہت سی عمارات عامہ تھیں جیسے تماشاگاہیں، گول گھر، ورزش گاہیں اور متعدد حرم جن میں سے سب سے شاندار سیراپیوم تھا جو ایک اونچی جگہ واقع تھا اور جس کے متعلق ایک کتب خانہ بھی تھا۔ ایک دوسرے مصنوعی ارتفاع پر پان کی خانقاہ تھی جس پر ایک پیچدار راستے پر ہو کر چڑھتے تھے۔ وہ محلہ جس میں

محلات شاہی تھے انھیں بعد میں بروخیوم کہتے تھے، اور اسی میں مقدونی اور سربرآوردہ یونانی رہتے تھے؛ مغربی حصہ، جس کا قدیم نام رہاکوتس تھا، دیسی مصریوں کی فرودگاہ تھی، اور یہودیوں کے لئے شہر کا مشرقی حصہ مخصوص تھا۔

ظاہر ہے کہ ایک ایسے شہر کا دستور کیسے یکساں ہو سکتا تھا جس میں اس قدر مختلف القوم چار عناصر جیسے مقدونی اور ان سے مساوی المرتبہ یونانی، یوروپی اجیر سپاہی اور سوداگر، ایشیائی، جنھیں یہودیوں کو بھی شامل سمجھنا چاہئے، اور مصری موجود ہوں؟ یہ ممکن تھا کہ مختلف اقوام خودمختارانہ طور پر منتظم ہوتیں، لیکن یہ حکم صرف یہودیوں پر لگایا جا سکتا تھا، یونانیوں پر نہیں؛ یہ بات قابل لحاظ ہے اس لئے کہ مصر سے باہر کسی یونانی بستی کا وجود بغیر سوار اج کے ناممکن تھا، اور یہ ایسا یونانی عنصر تھا جس نے اس تمام عہد کو اپنا نام دیا ہے! اسکندریہ کا نہایت وسیع یونانی مقدونی قبرستان شہر کے جنوب و مغرب میں، جہاں کسی زمانے میں اجیر سپاہی رہتے تھے حال ہی میں دریافت ہوا ہے۔

گو بطالسہ برابر اپنے آبائی مذہب کے پیرو رہے لیکن انھوں نے مصری مذہب سے بھی اچھے تعلقات قائم رکھے۔ اُن کا یہ برتاؤ یونانیوں کی قدیم روایات کے عین مطابق تھا، اس لئے یونانیوں نے جیسا برتاؤ ایرانی مذہب کے ساتھ کیا وہ اس برتاؤ سے مختلف تھا جو وہ مصری مذہب کے ساتھ کر رہے تھے؛ مدت سے یونانی و مصری معبودوں کے درمیان تطابق کی کیفیت دکھائی جاتی تھی اور مصری پتاہ کو ہفائستوس، ثوت کو ہرمیس، را کو ہیلیوس، عمون کو زیوس سمجھا جاتا تھا۔ اب بطالسہ ایک قدم آگے بڑھے اور انھوں نے ایک جدید یونانی معبود اختراع کیا جو دراصل مصری ہی تھا۔ کہتے ہیں کہ بطلیموس سوتر نے اپنے خواب کے بموجب ایک پردیسی معبود کی پرستش کا حکم دیا، جس کا مقام ابتداءً نامعلوم تھا لیکن بعد میں منکشف

ہوا کہ وہ اسنوف کا "ہادیس" ہے، چنانچہ اُسے اب مصری زبان میں ساراپس کہنے لگے۔ پلوٹارک کے زمانے میں یونانی اُس نام کے ماخذ پر طرح طرح کے خیالات دوڑاتے تھے، اور انیسویں صدی تک یہ نام معما ہی معما رہا۔ اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ساراپس دراصل اُسار ہاپی یعنی اوسی رس آپس ہے جس سے مراد دنیائے زیریں میں اوسی رس کی شخصیت سے ہے، اور یہی وجہ ہے کہ ساراپس کا بت خانہ میمفس میں آپس کے مقبرے کے قریب ہے جہاں اُسے ماریت نے کھود کر نکالا ہے۔ یونانی ساراپس کو زیوس اور ہادیس کی شخصیت کو مرکب سمجھتے تھے۔ اس معبود کا سب سے مشہور مجسمہ، جسے بریاکسس نے بنایا تھا، اسکندریہ میں تھا، اور ممکن ہے کہ یہ مصر اسنوف سے آیا ہو۔ ساراپس کا اختراع کر کے بطلیموس مصریوں میں، بالخصوص میمفس والوں کو مقبول ہو گیا، جو آپس کے بے حد معتقد تھے۔ ابتدا میں الیسس کا مرتبہ اس سے بلند تھا لیکن امتداد زمانہ سے دونوں کی حیثیت مساوی ہو گئی اور یہ دونوں مغربی ممالک میں مصری مذہب کے گویا قائم مقام بن گئے، اور ساراپس نے یہاں اوسی رس کی گویا جگہ لے لی ۱؎۔

۱؎ ساراپس۔ تاکی توس: "تاریخ" ۴، ۸۳-۸۴؛ پلوٹارک: Is ۲۸، Muer. ۱، ۷۔ مقابلہ کرو: "پلیو بساراپس" Plew: De Sarapide کیونگز برگ، ۱۸۶۸ء، جو آرین ۷، ۲۶ سے استدلال کر کے اس نتیجے پر پہنچتا ہے اسنوف اور بابل میں جس معبود کی پوجا کی جاتی تھی وہ سامی تھا، اور اوسی رس آپس کے نام کے ساتھ جو مشابہت ہے وہ محض اتفاقی ہے۔ لیکن اسنوف و بابل میں ساراپس کا اس کے علاوہ کہیں ذکر نہیں ہے، چنانچہ ہم اس نتیجے پر پہنچنے میں مضائقہ نہیں سمجھتے کہ اس معبود نے مصر ہی میں جنم لیا تھا، اور بابل میں اس نے جو اپنی شکل دکھائی اس کی بابت کوئی دوسرا نظریہ قائم کرنا پڑے گا۔ نیز دیکھو مضمون "ساراپس" بؤمیسٹر میں۔

باب ۱۴

لیکن بطالسہ کی اسی سارا پیوم سے بھی مشہور عمارت میوزیوم کی تھی، اور یہاں بھی یونانی خیالات و ادارات کا مصری خیالات و ادارات کے ساتھ اختلاط نظر آتا ہے - یہ وہ مقام تھا جہاں طالب علم جمع ہوتے اور ساتھ ساتھ مطالعے میں مصروف رہتے - اس سے پہلے بھی یعنی ۱۹ویں اور ۲۰ویں شاہی خاندانوں کے عہد حکومت میں بھی اس قسم کے ادارات مصر میں موجود تھے؛ یونان

بقیۂ حاشیۂ صفحہ گزشتہ - برون: "یونانی ماہران فنون لطیفہ Brunn: Griech. Kusnstler. ، ۴ ۸ ۳؛ مہافی: "یونانی زندگی Mahaffy: Greek, Life پ - گارڈنر "ابواب جدید" New chapters صفحہ ۳۳۴) اسے "عیسویت کے پیش خیمے" کا لقب دیتا ہے، اس مسلک کے انتشار کے لئے دیکھو روشر: "قاموس" Roscher " Lexicon میں ڈریکسلر کا مضمون "ایسس" پر، لافے: "تاریخ معبودین اسکندریہ" Lafaye: Histoire du culte d.s divinités of Alexandrie پیرس ۱۸۸۴ء - آخر میں دیکھو پول: "فہرست سکہ جات یونان - اسکندریہ" ۱۸۹۲ء صفحہ LIX وغیرہ؛ پول غایت ہوشیاری سے یہ واقعہ بیان کرتا ہے کہ میمفس کے قریب ایک "کوہ سینوپی" تھا اور غایت ہوشیاری سے اسکا تعلق اسنوف سے قائم کرتا ہے، لیکن یہ دراصل سے (ت) ن ا پی یا "کوہ آپیس" تھا -

مصری اور یونانی سارا پیوم میمفس کے قریب؛ بیڈیکر، ۱۰ ۴، ۱۱ ۴؛ ماریت کی مشہور کھدائیاں؛ مصری سارا پیوم میں آپیس کے سانڈوں کے مقبرے تھے، اور یونانی بت خانہ قدیم یونانی طرز پر نوادر خانے کے انداز پر بنا تھا اور اس میں یونانی فلاسفہ اور مفکروں کے مجسمے آویزاں تھے - مے یر اپنی تاریخ مصر Mayer, Gesch. Aegptens ۱۰۴ میں کہتا ہے کہ عیسوی رہبانیت کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے -

اسکندریہ کا نفیس سارا پیوم؛ مقابلہ کرو روپرتی Ruperti کے خیالات تاکی توس ۴ ۸۴ سے - اس کے علاوہ اسکندریہ ہی میں ایک اور چھوٹا سارا پیوم بھی تھا -

باب۱۲

میں بھی ان شہریوں کو جو اس کے مستحق سمجھے جاتے ہوں خزانۂ عامّہ کے خرچ سے کھانا کھلانا ایک مشہور بات تھی، اور حال ہی میں مسائل فلسفہ کے شیوخ کی طرف سے جائدادیں وقف کی جانے لگی تھیں جسکے ذریعے سے ایسے لوگوں کی ہم عملی ممکن ہوتی تھی جن کے حوصلے اور آرزوئیں ایک سی ہوں۔ اس خیال کی ترویج افلاطون کی اکادمی کے ذریعے سے ہوئی جو میوزوں کی خاص حفاظت میں سمجھی جاتی تھی اور اسی وجہ سے اسکندریہ کے حکمیاتی ادارے کا نام بھی میوزیوم یا "میوزخانہ" رکھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان دارالفنون کا خیال سب سے پہلے مشائی فلسفی دیمتریوس ساکن فالیروم نے بطلیموس اول کو دلایا تھا۔

"میوزخانہ" باہر سے بہت سے ایسے ایوانوں کا مجموعہ معلوم ہوتا تھا جن سے ایک ہی قسم کا کام لیا جاتا ہو، اور اس میں میوزوں کا بت خانہ، کتب خانہ، رواق، رہنے کے لئے مکانات اور ایک بڑا کمرہ جس میں تمام طلبہ ساتھ کھانا کھاتے تھے، یہ سب شامل تھے۔ اس دارالفنون میں جو لوگ رہتے تھے وہ گویا علم کے طلاب، اور شعرا کا ایک خاندان تھے، جنھیں یہ حق حاصل تھا کہ اپنے مطالعے کے اخراجات شاہی خزانے سے پورے کرائیں اور ساتھ ہی بادشاہ اس کے علاوہ ہر دوسری قسم کی مدد دینے کے لئے بھی تیار رہتا تھا۔ وہ ایسا ادارہ تھا جس میں فرانس کے انسٹی ٹیوٹ اور آکسفرڈ کیمبرج کے جامعات کی جھلک نظر آتی تھی۔ اس کا انتظام تو ایک مذہبی پجاری کے سپرد تھا، لیکن مہتمم کتب خانہ اسی طرح اُس کا سب سے ذی اثر عہدہ دار تھا جیسے آجکل نوادر خانۂ برطانیہ کا سب سے اہم عہدہ دار اُس کے کتاب خانے کا صدر مہتمم ہوتا ہے[۵۳]۔

۵۳ میوزخانہ - پارتھی کے مضامین موسومہ "میوزخانہ اسکندریہ"

یہ عہدہ دار کتاب خانے کا براہ راست نظم قائم رکھتا تھا، اور یہ کتاب خانہ قدیم زمانے کا سب سے گراں بہا کتابخانہ تھا، اور لمیاد ۱۲۳ اور ۱۲۵ (یعنی سنہ ۲۸۰ ق م اور سنہ ۲۴۰ ق م) کے درمیان اسمیں تقریباً پانچ لاکھ بتیس ہزار قلمی نسخے تھے۔ بطالسہ کو اس کا خاص خیال تھا کہ کسی نہ کسی طرح ہر موجودہ کتاب کا خصوصاً اشعار و دواوین کا ایک ایک نسخہ حاصل کریں، اور اس میں انھوں نے نہ کبھی کسی خرچ کا خیال کیا نہ کسی وقت و پریشانی کا۔ ان کتابوں کی درجہ بندی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ Das Alexandrinsche Museum von Parthey برلن، سنہ ۱۸۳۸ء؛ کلیپل Klipple، گیوٹنگن سنہ ۱۸۳۸ء؛ گیول Gœll شلیئز Schleiz سنہ ۱۸۶۵ء؛ وینیگر Weniger، برلن سنہ ۱۸۷۵ء؛ نیز زیوسے میل ۱، ۷۷؛ واٹن برگر، N. Jahr, B.D. ۱۴۵، ص ۲۶۸/۲۷۲۔

یہ میوزخانہ دنیا میں پہلا مستقل ادارہ تھا جس میں حکومت کی طرف سے مجرد حکمیات کی تحقیقات کرائی جاتی تھی، اور اس وجہ سے اس کی عظمت میں کلام نہیں، اس میں کوئی شاگرد نہیں تھے، اور درسگاہ جس کی بابت ہمیں مطلق کوئی معلومات حاصل نہیں، قریب ہی تھی اور یہ دونوں گویا جامعہ اور اکادمی کے مماثل تھیں رام سیس دوم کے عہد میں تھبز میں ایک رام سیوم تھا جس میں علما ایک دوسرے کے ساتھ رہتے تھے؛ بیڈیکر ۲، ۱۸۸؛ اسی طرح چنتو میں ایک فوقانی مدرسہ تھا؛ ایضاً ۲، ۲۸۹۔

"میوزخانہ" کی نگرانی کے لئے جو پجاری تھا اسے سب سے پہلے بادشاہ اور زمانہ مابعد میں حکومت روما مقرر کرتی تھی۔

سے رچل: "کتاب خانہ جات اسکندریہ Ritschl: Die Alexandrinis chen Bibliothaken بریزلاؤ؛ پاؤلی ۱، ۴۳۴ میں "کتاب خانوں" پر مضمون۔ کرسٹ ۳۷۶۔ زیوسے میل ۱، ۳۳۵/۳۴۴۔ نوریسون: "کتابخانۂ بطالسہ" Nourisson: La bibliotheque des Pltolemées (اسکندریہ سنہ ۱۸۹۳ء) پر میری نظر نہیں پڑی۔

باب ۱۹

اور اُن کے مضامین کے تعین کے اہم کام میں مہتممین کتاب خانہ، میوز خانے کے باقی ماندہ اراکین اور اسکندریہ کے دوسرے علماء و فضلا نے لسانیاتی اور جمالیاتی تنقید کی بنیاد ڈالی اور علم کی اس شاخ کا اُس وقت سے لیکر آج تک اسکندریہ کے بڑے بڑے ماہرین لسانیات سے تعلق رہا ہے۔ ساتھ ہی ریاضی اور سوالید ثلاثہ کا بھی مطالعہ کیا جاتا تھا جن پر میں باب ۲۰ میں بحث کروں گا اور یہاں نظم تک اپنے خیالات کو محدود کردوں گا جسکی سرپرستی شاہانِ مصر کرتے تھے۔ اسکندریہ حکمیات کے مطالعے کا عرصے تک مرکز رہا، اور اُس کا شباب بہت مدت بعد تک یعنی ۲۰۰ء تک نہیں ہوا، اسی لئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاعری پر اس وقت پورے طور پر بحث کی جائے اور دوسرے علوم کو دوسرے وقت کیلئے اٹھا رکھا جائے۔ یہاں صرف نظم پر بحث کی جائے گی، اور اسکندری نظم پر بحث کرتے ہوئے میں بعض دوسرے ملکوں کی نظم کو بھی مدنظر رکھوں گا اس لئے کہ دوسرے ممالک میں شاعری کے جو اسالیب اسکندریہ کے نمونے پر قائم ہوئے وہ اسکندری اثرات کے تابع تھے۔ اس کے برعکس یہ حکم لگانا درست نہیں ہے کہ کوئی ایسا اسکندری مدرسہ ہوگا جہاں سے ہر چیز جو اسکندریہ کے ساتھ منسوب ہے، اسی طرح نکلی ہوگی جیسے کسی چشمے سے پانی نکلتا ہے۔ [۵]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ صدر مہتممین کتاب خانہ پہلے توزینودوتوس، اسکندر، لیکوفرون تھے اور ان کے بعد غالباً ایراتوس تھنیس، ارسطوفانیس، ارسطارخوس

[۵] ادبیات۔ ماتے: "مسلک اسکندریہ پر تاریخی مقالہ" Matter: Essai historique sur l'ecole d'Alexandrie اشاعت دوم، پیرس ۴۴-۱۸۴۰ء کوآ: "اسکندریہ کی شاعری ابتدائی تین بطالسہ کے عہد حکومت میں" Couat: La Poesie alex. sons les Trois prem. Ptolemées. پیرس، ۱۸۸۲ء۔ پیرس ۱۸۸۶ء۔ کرسٹ اور زلوسے میل

باب ۱۲

جس شاعری کو اُس زمانے میں مصر کے پائے تخت میں فروغ ہوا اس کا باضابطہ تعلق دربار شاہی سے تھا۔ علاوہ ہزاروں مصریوں، ایشیائیوں اور کم و بیش بربری اجیر سپاہیوں کے اس شہر میں یونانی بھی تھے جنہیں سوداگروں اور سپاہیوں نے تو شعر و شاعری کیطرف زیادہ توجہ کی نہیں ہوگی، باقی چند سو مقدونیوں اور یونانیوں کو یونانی نظم میں دلچسپی لینے کا شغف بھی تھا اور دلچسپی بھی۔ چنانچہ یہی وہ چھوٹا سا حلقہ تھا جس کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کی جائیگی۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ انھوں نے جو اشعار نظم کئے اُن میں علما کی مدد بھی شامل تھی۔ اُنھوں نے قدیم یونانی شعرا کے کلام کو اس قدر باریک بینی کے ساتھ مطالعہ کیا کہ انھیں یہ محسوس ہونے لگا کہ شعر گوئی میں کس اسلوب کو اختیار کرنا چاہیے اور کسے چھوڑ دینا چاہیے، اور ساتھ ہی یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اسکندریہ کے شعرا شاعر کے ساتھ عالم بھی تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ عالم زیادہ تھے شاعر کم تھے۔ تیمون میوزخانے کے اراکین شاعروں کو ایسے لوگوں سے تشبیہ دیا کرتا تھا جو مرغیوں کی طرح کسی ڈربے میں پلے ہوں۔

اسکندری شاعری کی ابتدا مرثیوں سے ہوئی۔ یہ واقعہ قابل لحاظ ہے اسلئے کہ مرثیہ ہمیشہ ایسی چھوٹی سی نظم ہوتی ہے جو نیم رزمیہ نیم مزماریہ ہو اور جسمیں غور و فکر نمایاں رہو۔ وہ ایسی چھوٹی سی نظم ہوتی تھی جو اعلیٰ درجے کے متمدن عیش پرست معاشرے کیلئے نہایت مناسب تھی، جیسا اسکندریہ کا معاشرہ تھا جو ایک ہی طرح کی نظم پر زیادہ دیر تک اپنی توجہ قائم رکھنا نہیں چاہتی تھی۔

مرثیہ نویسوں بلکہ اسکندری شعرا میں اولیت کا فخر فلے تاس ساکن کوس کو حاصل ہے جو بطلیموس اوّل کے بیٹے کا اُستاد تھا۔ کہتے ہیں کہ افراط مطالعہ سے فلے تاس لاغر ہوگیا تھا، تاہم وہ عاشقانہ شاعر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ کے تصانیف ماہافی: "یونانی زندگی" الواب ۱۱، ۱۲۔
اسکندریہ کے تمدن پر عام مباحث کے لئے دیکھو پیچھے باب ۲۰۔

۵۶ فلے تاس Chr. ۲۳۶ - زیو سے میل ۱۷۸/۱۷۴ - اس کا ایک دوست ہرمیاناکس

کی حیثیت سے مشہور آفاق تھا۔ یہ اُس کی ایک خصوصیت ہے
کہ اس جیسا مکتب کا ملا اور کتاب کا کیڑا اسکندری شاعری کا امام بھی بن
گیا۔ عمر میں اس سے بہت چھوٹا کالی ماخوس ساکن سرینہ تھا جس
بطلیموس دوم کے عہد میں صدر مہتمم کتاب خانہ کا معزز عہدہ تفویض کیا
گیا تھا اور تیسرے بطلیموس کے دربار میں بھی اُس کی عزت و وقعت
کی جاتی تھی[۵۶] یہ بہت بڑا عالم تھا اور اُس کی تالیف جس میں تاریخ ادبیات
کا خلاصہ دیا ہوا تھا، مشہور تھی۔ اس کے مراثی میں اسے تیا ممتاز تھا
جسمیں رسم و رواج کی وثنیاتی ابتدا بیان کی گئی تھی۔ اور یہ وہ چیز تھی جو بعد
کے متجسسوں کے لئے ابتدائی تاریخ کے مسخ شدہ اشکال کا گویا ایک
ذخیرہ بن گئی۔ اسکے چٹکلے اور بھجن ہم تک پہنچے ہیں۔ اس میں اور اُسکے
شاگرد و مدمقابل اپولونیوس ساکن اسکندریہ (یا نوکراتس) میں جو رھوڈز
میں مستقلاً رہنے کی وجہ سے "رھوڈزی" کہلاتا تھا ایک لامتناہی جنگ زرگری جاری تھی۔[۵۸]

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ ساکن کولوفون تھا جسکے لیے دیکھو کرسٹ ۳۳۷؛ زیوسے میل ۱، $\frac{۱۸۴}{۱۸۷}$
فانوکلیس۔ کرسٹ ۳۳۸؛ زیوسے میل ۱، ۱۹۰ وغیرہ۔

[۵۶] کالی ماخوس۔ کرسٹ ۳۳۹؛ زیوسے میل ۱، $\frac{۳۵۸}{۳۲۴}$ وہ "ولدیا تو میں" تھا۔ اسی کا مقولہ تھا
کہ "جتنا کاغذ اتنی لغویت" اور اسی اصول پر وہ ... چھوٹی چھوٹی نظمیں لکھنا پسند کرتا تھا لیکن ان میں بھی
صراحت کی ضرورت تھی۔ اپولونیوس کا حکم کالی ماخوس پر II Anth Pal، ۲۷۵۔
شنائیڈر: "کالی ماخیہ" لائپزگ، ۱۸۷۰–۷۳ء دو جلد۔
کلیانتھیس کا عظیم الشان بھجن زیوس کو، Stob : Ecl. ۱، ۲، ۱۲۔
ایپی دوروس کے ایک نوشتے میں اسی لوس کی نظمیں؛ فولن و لاموو تز:
"اسی گونوس ساکن کاریستوس"

[۵۸] اپولونیوس۔ کرسٹ $\frac{۳۴۳}{۳۴۴}$۔ زیوسے میل ۱، $\frac{۳۱۲}{۳۹۴}$۔ وہ مقامات اور حالات
کا بیان کرنے کا بڑا ماہر ہے لیکن اس کی نظموں میں قواعد کی کیفیت نہیں پائی جاتی۔
اس لئے ہمارے نزدیک کالی ماخوس نے اس پر جو تقلم لگایا تھا وہ درست تھا۔

ان دونوں کے درمیان جو جھگڑا تھا وہ دراصل اصولی تھا اور مسئلہ
مابہ النزاع یہ تھا کہ اُس عہد کے شعرا کو اپنا کام کس طرح انجام دینا چاہیئے۔
کالی ماخوس نے یہ صحیح راستہ اختیار کیا ایک اپنے عہد کے لیئے
شاعری کا ایک جدید اسلوب مناسب ہے، اور مختصر نظم طویل نظم
سے زیادہ اس عہد کی ضروریات کو پوری کر سکتی ہے، اور
اپولونیوس کہتا تھا کہ اس وقت بھی شعرا کو ہومر ہی کے نمونے پر نظم لکھنی چاہیئے
خوش قسمتی سے اُس نے اپنی "ارگونوتیکا" میں بجائے ۲۴ بندوں کے
صرف ۴ پر ہی اکتفا کیا۔ یہ دونوں رقیب اشعار میں بھی ایک دوسرے
کو برا بھلا کہنے میں نہیں چوکے؛ کالی ماخوس نے لکھا کہ اپولونیوس
ایسے سؤر کی طرح ہے جو اپنی ہی نجاست کو نگل رہا ہو؛ اپولونیوس
نے اپنے بزرگ کو صرف چوب دماغ کا لقب دیا، جو نسبتاً مہذب
ہے مگر زیادہ برمحل نہیں اس لیئے کہ اگر دونوں میں سے کوئی اس حکم کا مستحق
تھا تو وہ خود ہی تھا۔ کالی ماخوس کا کلام اکثر تاریک ہے، اپولونیوس
کا علی العموم تکان آفریں۔

اسکندریہ کے دوسرے رزمیہ شاعر کا ہم نہایت مختصر ذکر
کریں گے۔ یہ رھیانوس ساکن کریٹ تھا جس نے مختلف ملکوں کے
افسانے اور قصے بیان کیے، اور اس کی تالیف میسانیا کو پوسانیاس
نے نثر کا جامہ پہنا کر اُسے ایک تاریخی ماخذ کا رتبہ دیا۔ یوفوریون ساکن
خالکس، جو پہلے ایتھنز میں رہتا تھا اور اس کے بعد بد قسمت اور
بد اخلاق انطاکوس سوم کا مہتمم کتب خانہ مقرر ہوا، اُس نے نہایت
تاریکی میں کتابیں تالیف کیں۔ اس کی ایک رزمیہ نظم کا نام
موپسوپیا تھا جسے اٹیکا کا قدیم نام بیان کیا جاتا تھا۔ کون
تعلیم یافتہ شخص اس فن تک کبھی پہنچا ہوگا؟ ساتھ ہی اس
زمانے میں نصیحت آمیز نظم کو بھی ترقی ہوئی۔ اس اسلوب کا نمائندہ قائم مقام
اراتوس ساکن سولی (کلیکیہ) تھا جو کسی زمانے میں مقدونیہ کے پایۂ تخت پیلا میں

باب ۱۶

انتی گونوس گوناتاس کے دربار میں رہا تھا لیکن جو اس زمانے کے تمام بڑے بڑے شاعروں اور انطاکوس اول کا دوست تھا۔ اُس کی سب سے ممتاز تالیف فینومینا تھی جس میں یوکسودوس کی ہیئت کو نظم کا جامہ پہنایا گیا تھا۔ اس نظم میں بعض بند نہایت نفیس ہیں اور رومنوں کو یہ اتنا پسند خاطر ہوئے کہ بہت سوں نے اُن کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی۔ ایک دوسرا ممتاز نصاح شاعر نکاندر ساکن کولوفون تھا جو دربار پرگامم میں رہتا تھا اور اس نے ایک کتاب تریاقوں پر تالیف کی جس میں اُس زمانے کے درباروں کو یقیناً نہایت دلچسپی رہی ہوگی (دیکھو باب ۱۸)۔ اس کی کتاب ہیتے ریوینا یا تبدیلی صُوَر کو رومن شاعر اووِڈ نے اپنے لئے ایک نمونہ قرار دیا۔[۹]

اسی زمانے میں شاعری کی ایک نہایت دلکش شاخ کی ابتدا ہوئی اور ابتدا ہوتے ہی اُس نے فی الفور ایک ایسا مرتبہ حاصل کیا جس کا اس وقت تک ثانی نہیں ہوا، اور وہ شبانی یا دیہاتی شاعری تھی[۱۰]۔ اسمیں اسکندریت نام کو بھی نہیں اس لئے کہ جس شخص نے اس کی ابتدا کی وہ صرف تھوڑی ہی سی مدت کے لئے اسکندریہ رہا تھا اور شاعرانہ

---

۹ اُن شعرا کے لئے جن کا متن میں ذکر ہے دیکھو خاص طور پر کرسٹ اور زو سے میل۔ فون ولا موو تز: "انتی گونوس ساکن کاریستوس" ۱۶۷۔ کے نزدیک نکاندر علیسویت سے پہلے کی شاعری کا سب سے غیر دلچسپ نمونہ ہے۔

۱۰ شبانی نظم۔ اس کی ابتدا اور خصائص کے لئے، و نیز تھیوکریتوس کے حالات کے واسطے دیکھو ہولم: "تاریخ سسلی بزمانۂ قدیم"، ۲، $\frac{۲۹۸}{۳۲۴}$ مع حواشی؛ کرسٹ $\frac{۳۲۸}{۳۳۴}$؛ خصوصاً زیوسے میل ۱، $\frac{۱۹۶}{۲۲۵}$ جس میں نہایت مفصل اور ٹھوس باب ہے۔ پےٹن: "نوشتہ جات کوس" Inscriptions of Cos. ص $\frac{۳۵۴}{۳۶۰}$ کے بموجب تھیوکریتوس کا اسکندریہ سے بہت ہی کم تعلق تھا۔ مشرقی اشعار کا اثر؛ ہولم: "تاریخ سسلی" ۲، ۴۹۹۔

نظم کے لئے وہاں کے شعرا کا صرف ایک حد تک ہی مرہون احسان تھا۔ یہ تھیوکری توس تھا جو شبانیوں میں پہلا اور شاید سب سے بڑا شاعر تھا۔ وہ شائد سرقوسہ میں ۳۰۰ ق م کے ذرا بعد پیدا ہوا تھا۔ اپنی زندگی کے ابتدائی ایام ہی میں وہ کوس چلا گیا جہاں اُس نے چند دوستوں کی مدد سے ایک انجمن بنائی جس کے ارا کین نے خود اپنے آپ کو چرواہوں کا لقب دیا تھا۔ اس کے بعد تقریباً ۲۷۰ ق م میں وہ اسکندریہ چلا گیا اور وہاں پہنچ کر بطلیموس فلادیلفوس کا قصیدہ خواں بن گیا۔ لیکن اُسے کوئی معاوضہ نہیں ملا چنانچہ وہ مایوس ہو کر پھر سسلی پہنچا اور یہاں آکر ہیئے رون کی مدح سرائی کرنے لگا لیکن اس کا بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ شائد اپنے وطن مالوف میں اس قیام کے دوران میں اُسے یہ خیال پیدا ہوا کہ اپنی زندگی شبانی نظم پر وقف کرنی چاہئے۔ سسلی میں اُس کے لئے بہت زرخیز میدان موجود تھا اس لئے کہ یہ جزیرہ روایتی چرواہے دافنس کا جو ارتے مس کا معشوق تھا، مسکن تھا اور اس قصے کو ستے سی خورس اس سے پہلے نظم کر چکا تھا۔ الغرض تھیوکری توس سسلی اور اٹلی کے چرواہوں پر شعر کہنے لگا اور وہ صوری نظموں میں دکھاتا ہے کہ یہ چرواہے سیدھے سادے اور بعض مرتبہ غیر متمدن لوگ ہوتے تھے۔ اس کے اشعار دو چیزوں کی وجہ سے مقبول عام ہوئے، ایک تو اس وجہ سے کہ اُن سے اُس زمانے کی درباری فضا سے ایک طرح کا تباین ظاہر ہوتا تھا اور دوسرے اس لئے کہ اس میں وہاں کے جو دیہاتی مناظر دکھائے گئے تھے لوگ بہت محظوظ ہوتے تھے۔ تھیوکری توس کے زمانے سے شبانی نظم کبھی محو نہیں ہوئی اور اس کا رواج چلا جاتا ہے اور پھر آجاتا ہے، لیکن تھیوکری توس کے نقال کبھی اس کی برابری نہیں کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسکندری شعرا میں وہی ایک ہے جس کی نظم کو ہم ادبیات عالم میں شمار کر سکتے ہیں۔

باب ۱۵

بطلیموسی عہد کے ابتدائی زمانے میں دردیہ نویسی کے احیار کی کوشش بھی کی گئی تھی، اور اس کے لئے مقابلے تجویز کئے گئے تھے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سات دردیہ نویس شفق شاعری سے ذرا اوپر کو بھی آجانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک لیکوفرون ساکن خالکس بھی تھا جس کی تالیف اسکندرہ اب بھی موجود ہے، جس میں کاساندرا کی پیشگوئیوں کا ذکر ہے۔ لیکن اس کا واحد امتیاز یہ ہے کہ اس میں جو لفاظانہ اظہار علم کیا گیا ہے اُس سے بیزنطہ کے ماہرین مدرسیت کو اپنا علم وفضل ظاہر کرنے اور اس طرح تاریخ قدیم خصوصاً اطالیۂ زیرین کے تاریخ میں مایوسانہ اختلال پیدا کرنے کا موقع مل گیا۔ باقی دردیہ نویس کا کلام بالکل مفقود ہو چکا ہے[۱۱]

ظاہر ہے کہ سروری ناٹک بھی اسکندریہ میں کھیلے جاتے تھے، لیکن اس ضمن میں بھی کسی نے کوئی اہم سروریہ تصنیف نہیں کیا ہیروندا س کی نظمیں ضرور دلچسپ ہیں، اور سوتادیس ساکن مارونیہ کا ناشائستہ مزاح ہمعصر درباری معاشرے کے لئے نہایت مناسب تھا۔ لیکن یہ شاعر خود اپنی ناشائستہ زبان کی نذر ہو گیا۔ اس لئے کہ لیزیماخوس کے دربار میں فلادیلفوس کی ہنسی اڑانے پر فلادیلفوس نے کاؤنوس میں اُسے گرفتار کرا کر فوراً سمندر میں غرق کرا دیا۔ اسکندریہ میں کٹھ تپلیوں کا تماشا اس قدر مقبول تھا کہ ہیرون جیسے بڑے مہندس کو جسے جنگی منجنیقیں تیار کرنے میں کمال حاصل تھا، ان تپلیوں کو متحرک کرنے کی کلیں بنانی پڑیں۔ ایک دوسری طرح کی مبالغہ آمیز شاعری کو بالخصوص تارنتوم میں خاص طور پر ترقی ہوئی اور اس کا سبب سے ممتاز قائم مقام رصمن تھولت تھا[۱۲]

---

[۱۱] دردیہ - کرسٹ، ۶ ۴۴۴، ۷ ۴۴۴؛ زیو سے میل ۱، $\frac{۲۶۹}{۲۸۴}$ لیکوفرون کیلئے، ایضاً $\frac{۲۷۳}{۲۷۹}$ -

[۱۲] سروریہ وغیرہ، کرسٹ ۸ ۴۴۳؛ زیو سے میل ۱، ایواب ۶ ۸ - ایک مصری

باب ۱۲

ان تمام تصانیف میں یونانی خصائص نمایاں ہیں۔ بلا شبہہ یہ دکھانا آسان ہے کہ بہت سے خیالات اور تشبیہیں مشرقی ادب سے لیگئی ہیں؛ لیکن یہ ان تر بتر پھولوں کے مماثل ہیں جو آسانی سے ایک تیار شدہ ہار میں پروئے جا سکتے ہیں؛ اور ان کا مواد اور طرز بیان دونوں بالکلیہ یونانی ہیں۔ اسکندریہ کے یونانیوں نے مشرق کا جو مطالعہ کیا اس کی بنا پر اُنھوں نے کم و بیش عالمانہ کتابیں تصنیف کیں، جن کی طرف ہم باب ۲۰ میں ناظرین کی توجہ مبذول کریں گے؛ لیکن ان تصانیف کو شائستہ ادبیات کا مرتبہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے کہ اسکندریہ میں ان یونانیوں نے صرف دوسرے درجے کی رزمیہ نظمیں اور مراثی مرتب کئے، اور اُن کی تصانیف میں ہمیں نہ کوئی سرودیہ، نہ کوئی اہم تاریخ، نہ خطابانہ کتاب نہ فلسفیانہ مضمون نظر آتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ شائستہ ادبیات کے شعبے میں، جہاں ظاہری شکل کی بہت کچھ اہمیت ہوتی ہے۔ درباری شعرا کا کلام علی العموم اعلیٰ طرز کا ہے یا ادنیٰ طرز کا، اور عوام الناس کے اخلاقی یا ذہنی ارتقاء میں جو چیز ممد و معاون ہوتی ہے وہ زمانہ ماقبل کی طرح تیسری صدی ق م میں بھی جمہوریتوں میں سے نکلتی تھی۔

بطلیموس فلادیلفوس کی تخت نشینی کے وقت جو جلوس اسکندریہ کی سڑکوں پر ہو کر نکلتا تھا اُس کا مفصل بیان کالکسے نوس ساکن رھوڈز نے اپنی ایک کتاب میں لکھا تھا، جس کا اقتباس اتھے نایوس نے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ببایی روس میں ہیرونداس کی سات خاموش ناٹک ملے ہیں جنکی طرز مکالمے کی ہے اور جنکو لیامبی کہتے ہیں؛ انکی اشاعت کینیون رتھرفرد، بیوشیلر اور کروزیوس Kenyon: Rutherford, Buecheler and Crusius. نے کی ہے۔ نیز دیکھو رسالۂ ایتھنیوم ۱۸۹۲ء، صفحہ ۵۸۰۔

چیکلے۔ کرسٹ، $\frac{۳۴۳}{۳۴۵}$

یا بلا
چھوڑا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر میں لوگ محض ایسے کھیل تماشوں کو کس قدر پسند کرتے تھے جن میں کوئی اعلیٰ مطلب نام کو بھی نہو[۱۳]

یہ تماشا اسکندریہ کی ورزشگاہ میں ہوا اور تمام دن جاری رہا۔ یہ مختلف معبودوں یا اشخاص کے اعزاز میں مختلف جلوسوں پر مشتمل تھا، اور اس کی ابتداء علی الصباح صبح کے ستارے کے جلوس سے ہوئی اور خاتمہ ہسپیروس کے جلوس پر ہوا۔ اتھے نائیوس نے خاص طور پر دیونی سیوس کے جلوس کو بیان کیا ہے اور میں اُسی کے چند اقتباسات سے ناظرین کو محظوظ کروں گا۔ پہلے تو بہت سے

---

[۱۳] اسکندریہ میں جلوس۔ اتھے نایوس ۵/۱۹۶؛ نیز دیکھو میولر جزو ۳، ۵۸ وغیرہ جیسے سونے کا نام دیا جاتا تھا وہ غالباً زیادہ تر ملمع ہی ہوگا۔ ۱۳۵ فٹ لمبے "طلائی عصا" سے ہمیں اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ ایسے کھیل تماشوں کا واحد مقصد یہ تھا کہ لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا جائے۔ دربار کی طرف سے فنون لطیفہ کی جو سرپرستی کی جاتی تھی اُس کا مطلب بھی محض ظاہری دکھاوٹ تھا؛ مقابلہ کرو برلن کی "انجمن آثاریات" Archaeolog. Gesesllschaft میں ہیروند اس کے موضوع پر ڈیلز Diels کے خیالات؛ جریدۂ لسانیات، برلن Berl; Phil, woch. ۱۸۹۲ء، ص ۳۔ مسلک اسکندریہ کا اُصول تنقید بھی، جس کا پلینی وغیرہ نے اتباع کیا، یہی تھا۔ بڑے بڑے نقاشوں کی بھی اُسی وقت قدر کی جاتی تھی جب وہ فطرت کے حسب حال تصاویر تیار کرتے تھے، یعنی جب اُن کے شاہکار آنکھ کو دھوکا دے دیتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم آج بھی اس قسم کی بیکار تنقید کو حق بجانب قرار دیتے اور اسکا مفہوم سمجھانیکی کوشش کرتے ہیں دیکھو جلد ۳، صفحہ ۲۳۷، دیکھو نیچے حواشی باب ۲۰۔

مقابلہ کرو وٹ بکامپ: "بطلیموس فلادیلفوس کا باکھوسی جلوس: Kamp: De Ptolem. Philad. pompa Bacrhica، یونان ۱۸۶۴ء۔

نیم انسان اور گدھے سوار شراب پیئے ہوئے ہوتے ہیں جن میں سے
چالیس نیم انسانوں کے جسموں کو طرح طرح کے رنگوں سے رنگا
گیا ہے اور سنہری پتوں کے حلقے پہنائے گئے ہیں؛ پھر ایک
عظیم الشان رتھ آتا ہے جس پر دیونی سیوس کا مجسمہ ایستادہ ہے
اور جسے ایک سو اسی آدمی کھینچ رہے ہیں۔ یہ مجسمہ ۱۵ فٹ بلند
ہے اور ایک سنہری برتن سے شراب انڈیلتا ہوا نظر آتا ہے، اور اسکے سامنے
ایک دوسرا سنہری برتن ہے جس میں ۱۵ پیمانے یا تقریباً گیارہ من
شراب بھری ہے، اور ایک سنہری میز ہے جس پر ایک سنہری
عود دان اور دو سنہری شیشے ہیں۔ اس رتھ کی چھت بیل اور انگور کے
پتوں کی ہے، جس پر ہار، سربند، مصنوعی چہرے اور ڈفلیاں ٹنگی
ہوئی ہیں۔ اس رتھ کے پیچھے بے شمار مرد و عورتیں نظر آتی ہیں جنکے
بالوں میں گجرے اور سانپ پروئے ہوئے ہیں۔ آجکل کے
تاریخی اور دوسرے جلوسوں کی طرح ہر چیز گاڑیوں پر رکھی ہوئی ہے؛
چنانچہ ایک دوسری گاڑی پر ۱۲ فٹ اونچا نیسا کا مجسمہ ہے جو
کھڑے ہو کر سونے کے ایک کلسے میں سے دودھ انڈیلتا اور اسکے
بعد بیٹھ جاتا ہے؛ ایک دوسری گاڑی میں ۳۶ فٹ لمبا ۲۱ فٹ چوڑا
شراب کشید کرنے کا آلہ ہے جسے بانسری کی آواز پر سیلے نوس اور
ساٹھ نیم انسان اس طرح کھینچتے نظر آتے ہیں کہ اس میں سے تازہ
شراب کا ایک مسلسل چشمہ نکلتا ہے۔ ایک دوسری گاڑی میں
تیندوے کی کھال کی بوتل رکھی ہے جس میں ۶۰۰ پیمانے یعنی تقریباً
پانچ سو من شراب بھری ہے اور جس کے کنارے، دستوں اور
پیندے پر مجسمے بنے ہوئے ہیں اور جس کے وسط میں جڑاؤ ہار
نظر آتا ہے جس میں ہیرے جڑے ہوئے ہیں اس کے تھوڑی
دور پیچھے کی طرف دیونی سوس کے ہندوستان سے واپسی کا منظر
پیش کیا گیا۔ یہاں اس معبود کا ۱۸ فٹ اونچا مجسمہ ہاتھی پر بیٹھا

باب ۱۴

نظر آتا ہے اور اُس کی گردن پر ½ ۶ فٹ لمبا نیم انسان ہے اور یہ ہاتھی بھی گاڑی میں کھڑا ہے۔ اس کے بعد پانچ سو لڑکیوں کا جلوس جو قمیصیں پہنے سنہری پیٹیاں باندھے آتی ہیں۔ ان کے بعد ۱۲۰ نیم انسان سنہری روپہلی کپڑے پہنے ہوئے، یا گدھوں پر سوار، ہاتھیوں کی گاڑیاں، شتر مرغ اور اونٹ، خچروں کی گاڑیاں جن پر ڈیروں میں قیدی عورتیں بیٹھی ہیں، اونٹ جن پر طرح طرح کے عطریات، مُر اور گرم مصالحے لدے ہوئے ہیں، حبشی جن کے ہاتھ میں ہاتھیوں کے چھ سو دانت ہیں، شکاری جن کے پاس ۲۴۰۰ کتے ہیں، درخت کے تنے جن میں ہمہ قسم کے جانور بندھے ہیں، طوطے اور دوسرے پرند پنجروں میں اور ہر قسم کے درندے جن کے آخر میں ایک گینڈا نظر آتا ہے، غرض یہ سب چیزیں اس عظیم الشان جلوس میں موجود ہیں۔ اس کے ایک دوسرے حصے میں ایک گاڑی ہے جس میں بہت سی عورتیں بیٹھی ہیں جن سے مراد وہ شہر ہیں جنھیں سکندر اور بطلیموس نے آزاد کرایا ہے؛ پھر ۱۳۵ فٹ لمبا طلائی عصائے بالکموس آتا ہے اور اس کے بعد شاہی فوج کے ایک لاکھ ستاون ہزار پیدل اور تئیس ہزار سوار کوچ کرتے ہوئے آتے ہیں۔ یہ سب لا انتہا ہی جلوس، جس میں قدیم مصر کے اسی قسم کے مناظر کا اعادہ اور اُن پر اضافہ کیا گیا تھا، مذہبی اور سیاسی دونوں اعتبار سے اہم تھا، اس لئے کہ ایک طرف تو اسمیں مختلف معبودوں، خصوصاً دیونی سوس کا اعزاز کیا گیا تھا، جو اوسی رِس کے مشابہ تھا اور جس کا خود مصر کے بادشاہ کو ہم پلہ سمجھا جاتا تھا، اور ساتھ ہی اس سے مصریوں اور پردیسیوں دونوں کو بادشاہ کی دولت اور سطوت کا کافی ثبوت دیا گیا تھا۔ یہاں میں اسی مورخ کی کتاب سے شاہی پائین باغ کے اس گرما بنگلے کا ذکر بیکار سمجھتا ہوں جو سکیونی نقاشوں اور سنگ کاروں کے مجسموں اور تصاویر

سے سجا ہوا تھا، نہ ان عظیم الشان جہازوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو بطالسہ اور ہیئے روں نے اپنے لئے بنوائے تھے اور جن کا بیان ہم اتھے نایوس میں پڑھتے ہیں۔ تزک واحتشام کی محبت مشرق میں ہمیشہ سے چلی آتی تھی، اور اگر بطلیموس فلاڈیلفوس اس جلوس سے اپنے پیش روؤں سے بڑھ گیا تو وہ صرف اسی وجہ سے کہ وہ اپنے آپ کو ہر طرح سے ہر دل عزیز بنانے کا خواہاں تھا۔ مقبول عام ہونے کی کوشش تھیوکریتوس کے دوسر قوسی بیگموں کی صوری نظم سے ظاہر ہوتی ہے، جو ادونس کا وہ میلا دیکھنے کو جاتی ہیں جسے ارسی نوئے نے اسکندریہ کے محل میں تیار کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی ملکہ ہر دلعزیز نہ ہوگی تو کون ہوگا، جو معمولی شہریوں کی بیویوں کو بکمال آزادی کے ساتھ اپنے محل میں اس طرح آنے کی اجازت دیتی تھی۔ جو کچھ ہم کہہ آئے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسکندریہ میں میناکیکی فنون اوج ترقی کو پہنچ چکے تھے۔ میں اس موضوع کی طرف نمبر بیسویں باب میں رجوع کروں گا۔

مصر میں بہت ہی کم یونانی بستیاں تھیں اور مشکل سے ایک بھی ایسی ہوگی جو حقیقی معنی میں خود مختار ہو (استرابو صرف بطلیمائس کا ذکر کرتا ہے)، لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ملک میں یونانیوں کے متعدد مجموعے ضرور تھے۔ اسی مشق میں کرد کو ویلو پولس کے قریب مدینۃ الفیوم کے یونانی سوار تھے (دیکھو باب ۹، حاشیہ ۲) مصر پر یونان کا اثر روز بروز زیادہ ہو رہا تھا، تا آنکہ قدیم مصری تحریریں یعنی "ہیئے روگلیف" ناقابل فہم ہو گئے۔ لیکن یہ صورت حال زمانہ مابعد یعنی رومن عہد تک نہیں پیش آئی اور اس کا زیادہ تر تعلق عروج علیسویت سے تھا؛ بطالسہ تو قدیم تمدن کا بیحد عزت واحترام ہی کرتے تھے۔

یہاں میں دوسرے شاہی درباروں کا صرف سرسری طور پر

باب ۲۵

ذکر کروں گا اس لئے کہ اُن کے اور بطلیموسی دربار کے خصائص میں بہت کم فرق نظر آتا ہے۔ شہر انطاکیہ کی تابناکی بجائیت قابل لحاظ ہے اور اس کا اسکندریہ سے مقابلہ کیا جائے تو وہ ہیٹا نہیں اترتا لیکن انطاکیہ کے کمال عروج کا زمانہ اسکندریہ کے بعد کا ہے چنانچہ اس کی طرف ہم اس وقت متوجہ ہوں گے جب ۱۴۶ ق م میں ہم پھر از سر نو دنیائے یونان کی ذہنی کیفیت کا (باب ۲۲ میں) بیان کریں گے دربار انطاکیہ نے بھی ادبیات کی خدمت کرنے کی کوشش کی لیکن جو مؤلف وہاں پہونچے پہلے اُن کا ذکر ہم اس سے پہلے ہی کر چکے ہیں۔ ہم باب ۲۱ میں پرگامم پر بحث کریں گے۔

لیکن مغرب کا ایک شہر سرقوسہ ایسا ہے جس کی اہمیت کا اگلے عہد میں بالکلیہ خاتمہ ہو جاتا ہے، چنانچہ اس کا تذکرہ یہیں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سرقوسہ شاہ ہیرون کا پایۂ تخت تھا، اور اس زمانے کے یونانی شہروں میں سب سے بڑا اور اپنی فصیل اور محل وقوع کی وجہ سے سب سے مستحکم تھا۔ وہ پانچ مختلف حصوں پر مشتمل تھا: پہلے تو جزیرۂ اورتی گیہ، دوسرے خاص اقلیم سسلی پر مشرق کی طرف اخرادینا، تیسرے اس کے محاذ میں مغرب کی جانب تیخے اور نیاپولس اور مغرب اقصیٰ میں ایپی پولائے سروفے (تمائیوس کے بیانات کی بنا پر جو اس نے تیسری صدی ق م میں منضبط کئے تھے) اس خوبصورت شہر کا مفصل ذکر اس تقریر میں کیا ہے جو اس نے ویریز کے خلاف دی تھی۔ اس کا نقشہ ایسے عظیم الشان پیمانے پر تیار کیا گیا تھا کہ اُس زمانے میں اورتی گیہ سے کلیۃً قلعے کا کام لیا جاتا تھا اور علاوہ درباریوں اور اجیر سپاہیوں کے کسی معمولی شہری کو اس میں رہنے کی اجازت نہیں تھی؛ اس کے علاوہ ایپی پولائے کے وسیع حلقے میں ایک دوسرا بالائی قلعہ تھا جس کے باقیات آج تک

باب ۱۴

محفوظ ہیں[13]۔

ہیرے رون کی راجدھانی کے دوسرے مشیروں میں سے توروسے نیوم کے علاوہ جس کا محل وقوع نہایت ہی دلفریب تھا، اکرائے کا ذکر بھی مناسب ہے جس کے کھنڈر اس کی مرفہ الحالی کا ثبوت دیتے ہیں[15]۔

اس میں شک نہیں کہ تاراس بھی اتنا ہی ممتاز تھا جتنا سرقوسہ لیکن ہمیں اس شہر کے صحیح حالات کا اندازہ تو قدیم مورخوں کی تحریروں سے ہوتا ہے نہ اس کے باقیات سے[16]۔

آخر میں ہمیں یہ کہنا باقی ہے کہ سیدا کے حجری تابوتوں سے سب سے مشہور تابوت ہے، جسے تابوت سکندری کہتے ہیں، اس کا ثبوت ملتا ہے کہ چوتھی صدی ق م کے اختتام پر فن سنگ تراشی کس کمال کو پہنچ گیا تھا[17]۔

---

[14] سرقوسہ۔ دیکھو ہولم: "تاریخ سسلی" ۲، ۳۲۵/۳۳۴

[15] اکرائے۔ یودیکا: "قدیمات اکرائے" Judica : La antichita di Acre مسینہ ۱۸۱۹ء۔ شوبرنگ: "اکرائے یالا تسولو" Schubring:Acrae-Plazzolo "جریدہ لسانیات قدیمہ" Jahr. F Klass. Phil. تتمہ ۴، ۱۸۶۴ء۔

[16] تاراس۔ لورنتز: "بلدیہ تاراس" Lorentz De civil Taras ۱۸۸۳ء اور اسی مورخ کی کتاب "تاراس کے مذہبی اور فنی حالات" De rebus Sacris et artibus Tar. ۱۸۳۶ء

دیمتریوس پولیورکیتس کی تجدید سکیوں کے لئے دیکھو جہانی: "یونانی زندگی" ۱۳۰

[17] سیدا کے تابوت کے لئے دیکھو حمدی بک اور رائناش کی نفیس کتاب پیرس ۱۸۹۲ء اور رائناش کا مضمون "جریدہ فنون لطیفہ" Gazette des Beaux-arts. ستمبر ۱۸۹۲ء مقابلہ کرو استدنیچکا

باب ۱۷

یادداشت

اس باب میں جن موضوعات پر بحث کی گئی ہے ان کے لئے پاؤلی وسوواکے "محیط" میں پخشتائن کا مضمون "اسکندریہ" اور کناک Knaack کی کتاب "ادبیات اسکندریہ" Alexandrinische Litteratur کا بھی مقابلہ کیا جائے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ Studniezka: Jahrb des K. D. Arch. Inst. ۹، ۴، ۲۰۴ سنہ ۲۴۴ اور پ۔ گارڈنر کا مضمون جلسہ انجمن یونانی Hellenic Society مئی سنہ ۱۸۹۵ء اسکے نیوم یکم جون سنہ ۱۸۹۵ء۔ گارڈنر کے نزدیک (۱) تابوت لکیہ پانچویں صدی ق م کے نصف آخر میں (پارتھے نون کے حاشیے کے سواروں کی طرح) بنا ہوگا؛ (۲) اسی زمانے میں ساتراپ کا مقبرہ بھی تعمیر ہوا ہوگا جو نے ریوس کے مقبرے سے مشابہ ہے؛ (۳) سوگوار عورتوں کے مجسمے چوتھی صدی ق م کے وسط میں بنے ہونگے اور یہ دراصل غالباً استراتون دوم کا مقبرہ ہوگا (اٹیکائی طرز تعمیر) (۴) نام نہاد بڑا تابوت جو واتنا کے ایزن والے تابوت سے مشابہ ہے) غالباً ابدالونی سوس کا تابوت ہے اور چوتھی صدی ق م کا بنا ہوا ہے۔ اب یوداَئخ کے خیال کے بموجب) اسے بجائے وثنیاتی ابدالونی سوس کے لاؤمیدون کا تابوت تصور کیا جاتا ہے۔

باب پانزدہم

رومن عہد کی ابتدا

انطاکوس اور فیلقوس

لیگ والی جنگ

دوسری فنیقی جنگ

سرقوسہ

فلوپوئے من

سنہ ۲۲۰ ق م تا سنہ ۱۴۶ ق م

اب وہ زمانہ آتا ہے جب رومن معاملاتِ یونان میں براہِ راست مداخلت کرتے ہیں۔ یہ مداخلت اس لاثانی شہر روما کے خصائص کی وجہ سے ممکن ہوئی، اور اگر ہم نظرِ غائر سے دیکھیں تو یہی خصائص اس کے تمام مدارج تاریخ کا گویا راز ہیں۔ روما ایسے ملک میں اور ایسی آبادی کے درمیان جن میں دیہاتی زندگی کو فوقیت حاصل تھی ایک ممتاز شہر تھا، اور اس میں ایک نہیں بلکہ متعدد قومیں آباد تھیں۔ اصل میں یہی کیفیت اس کے نہایت استوار اور منظم قانونی سلسلے کی بنیاد تھی۔ لیکن ساتھ ہی

باب ۱۵

اس نظم کے تشددہی میں ان سب کے لئے ایک طرح کی کوشش کا مادّہ تھا جو وسیع اور آزاد حکومت میں حصہ لینے کے خواہاں تھے؛ بالکل جیسے باہر والے رومن حقوق حاصل کرنا چاہنے لگے ویسے ہی روما نے خوش آمدید کہنا شروع کیا اور دوسری جمہورتیوں سے کہیں زیادہ سیاسی حیثیت دینی شروع کی۔ روما نے اپنے سیاسی دائرے میں اپنے خاص پیشرو ایتھنز سے کہیں زیادہ پردیسی اقوام کو اپنے شہریوں میں شامل کرنے کے مسئلے کو کہیں بہتر حل کیا۔ ہم اس رائے سے متفق نہیں ہیں کہ اسنے جان بوجھ کر ابتداہی سے دوسرے ملکوں کی فتح کو اپنا خاص پیش نامہ بنایا تھا، بلکہ اصل واقعہ یہ تھا کہ اپنے چند درچند تعلقات کی بنا پر اسے مختلف اقوام سے دست و گریباں ہونا پڑا؛ گو ان تنازعات میں وہ ہمیشہ برسرحق نہ تھا لیکن ان میں روما کو ہمیشہ یہ خیال رہتا تھا کہ وہ کسی نہ کسی حق کی طرفداری کررہا ہے۔ اس نے مغلوب اقوام کی آراضی پر قبضہ کرکے ضرور اپنے شہریوں کو اس سے استفادہ حاصل کرنے دیا، لیکن ان سب باتوں سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ روما کی جنگوں کا مقصد خاص یہ تھا کہ مختلف ملکوں کو فتح کرکے ان کا الحاق کرلے۔ زمانۂ قدیم میں بھی بہت سے پردیسی اکثر یہ تسلیم کرتے تھے کہ فی الجملہ روما دوسرے ملکوں سے بہت اچھا برتاؤ کرتا تھا اور یہ بات نہایت اہم ہے کہ اپنی قوت اور حقوق شہریت کی درجہ بدرجہ توسیع اور حقوق شہریت کی وجہ سے غیر اقوام کے خصائص کا اندازہ کرنے اور انکے ساتھ انصاف کرنے کے گرکو رفتہ رفتہ سمجھنے لگا۔

جب تک رومنوں نے جزیرۂ سسلی کے قرطاجنی حصے پر قبضہ نہیں کرلیا اس وقت تک انھوں نے یونانیوں کے معاملات میں مداخلت نہیں کی؛ ان کی مداخلت کی فوری وجہ یہ تھی کہ فیلقوس شاہ مقدونیہ نے روز بروز زیادہ مستعدی دکھائی اور روما کے خلاف قرطاجنہ سے محالفہ کرلیا۔ اس کا فطری نتیجہ یہ تھا کہ رومنوں نے خود اس کے حلقہ اثر میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرنا شروع کیں۔ اس کے برعکس مشرقی

دنیائے یونان پر بالفعل روما کا مطلق کوئی اثر نہیں پڑا اور اب ہم اسکی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کریں گے۔

۲۲۰ ق م سے ۱۴۶ ق م تک کی تاریخ کے اسناد :-

اس عہد کی تاریخ پولی بیوس کی تصنیف میں مندرج ہے جسکے خصائص اور حالات زندگی کے لئے دیکھو نیچے، باب ۲۴ - اس کے حصوں میں سے صرف کتاب ۱ تا کتاب ۵ ہی مکمل حالت میں محفوظ ہیں - ان میں سے ۱ اور ۲ میں تمہید ہے، یعنی کتاب ۱ میں پہلی فنیقی جنگ اور قرطاجنیوں کی جنگ اپنے اجیر سپاہیوں کے ساتھ، اور کتاب ۲ میں روما و الیریہ کی جنگ، روما و غالویوں کی جنگ، اور کلیومنیس کی وفات تک اکائیائیوں کی تاریخ مندرج ہے - کتاب ۳ میں جنگ کانائے تک ۲۱۶ ق م دوسری فنیقی جنگ کا ذکر ہے - کتاب ۴ میں مؤلف یونان کا رخ کرتا ہے اور لیگ کی جنگ کی ابتدا، رھوڈز و بیزنطہ کی جنگ اور اسنوق کے معاملات (ابواب ۳۸ تا ۵۶)، اس کے بعد لیگ کے جنگ کا بیان (ابواب ۵۸ تا ۸۷) کر کے ۲۱۸ ق م کے موسم بہار تک پہنچ جاتا ہے - کتاب ۵ میں اسی موضوع پر مئی ۲۱۷ ق م تک بحث کی جاتی ہے (ابواب ۱ تا ۳۰) اس کے بعد کیلے سوریہ کے لئے مصر اور شام کے باہمی جنگ کا بیان ہے اور ساتھ ہی انطاکوس کی مہمات (۳۱ تا ۸۷)، رھوڈز کا زلزلہ اور اسکے نتائج (۸۸ تا ۹۰)، ۲۱۷ ق م تک کا یونانی اختلال (۹۱ تا ۱۰۵)، ایتھنز کی حالت (۱۰۶)، مصر، فیلقوس و الیریہ اور سیاس اور غالویوں (۱۰۷ تا ۱۱۱) کا بیان ہے - کتاب ۶ کا جو حصہ اس وقت تک محفوظ ہے اس میں روما کے دستور اور فوجی نظم، اور کتاب ۷ کے محفوظ حصے میں دوسری فنیقی جنگ اور سرقوسہ (۲ تا ۸) فیلقوس و ہنی بعل (۹)، میسنے و فیلقوس، ۲۱۵ ق م (۱۰ تا ۱۴)، انطاکوس و اکائیوس (۱۵ تا ۱۸) کا ذکر ہے - کتاب ۸ میں سرقوسہ کے محاصرے کی کیفیت ۲۱۴ ق م تک (۵ تا ۹)، فیلقوس دارا توس (۱۰ تا ۱۴)، فیلقوس کی تسخیر لیسوس (۱۵، ۱۶)، اکائیوس کی قید (۱۷ تا ۲۳)، تھریس، میدیہ (۲۴؛ لیکن بابلون ccxx حاشیہ ۲۱. کتاب ۲۵ کے جزو کو جس میں انطاکوس و ارموراتا کا ذکر ہے اسے انطاکوس ہم کے متعلق سمجھتا ہے)،

باب ۱۵

۲۲۲ء ق م سے ۱۸۷ء ق م تک ملک شام پر انطاکوس سوم "اعظم"

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ تارنتوم (۲۶ تا ۳۶)؛ زوال سرقوسہ (۳۷، ۳۸) کا بیان ہے۔
کتاب ۹ اور کتاب ۱۰ میں اولمپیاد ۱۴۲ کے واقعات دئے ہوئے ہیں جن میں
فلوپوئے من (۲۱ تا ۲۴)، انطاکوس و پارتھیان (۲۷ تا ۳۱، ۴۸، ۴۹) اور معاملات
یونان وغیرہ (۴۱ تا ۴۸) کی تاریخ شامل ہے۔ کتاب ۱۱: ۲۰۷ء ق م میں رھوڈزیوں
کی کوشش کہ ایتولی صلح کرلیں (۴ تا ۷)، فلوپوئے من و مخانیداس (۸ تا ۱۹)، انطاکوس
باختریں (۳۴)۔ کتاب ۱۲ تقریباً سب کی سب تمائیوس کی تجسسانہ تنقید سے بھری ہوئی ہے۔
اب میں باقی ماندہ کتابوں کے اہم ترین مضامین کا مختصر طور پر بیان کروں گا ۔
کتاب ۱۳: ایتولی، فیلقوس، نابس، انطاکوس۔
کتاب ۱۴، باب ۱۱، بطلیموس ۴ ۔
کتاب ۱۵، ابواب ۲۰ تا ۲۵، فیلقوس؛ ۲۵ تا ۳۶، بطلیموس ۵، ۲۷، انطاکوس ۳۔
کتاب ۱۶، ۱ تا ۱۰، ۲۰، اتالوس، رھوڈز و فیلقوس و نابس؛ ۲۱، ۲۲، مصر؛ ۲۴ تا ۳۵،
فیلقوس؛ ۳۶ تا ۳۸، یونان؛ ۳۹، انطاکوس
کتاب ۱۸: فیلقوس؛ ایشیا و مصر کا مختصر بیان
کتاب ۲۰، یونان و انطاکوس
کتاب ۲۱؛ رومن فتوحات انطاکوس، ایولیہ والوں اور غالطیوں کے خلاف ۔
کتاب ۲۲ ۔ ۱۸۴ء ق م تک یونان و ایشیا ۔
کتاب ۲۳، ۱۸۳ء ق م کا ذکر ۔
کتاب ۲۴؛ ۱۸۲ء ق م سے ۱۸۰ء ق م تک کا ذکر ۔
کتاب ۲۵، پرسیوس، رھوڈز اور لیکیہ۔
کتاب ۲۶؛ انطاکوس ۴ ۔
کتاب ۲۷؛ خاص طور پر ۱۷۰ء ق م ۔
کتاب ۲۸؛ خاص طور پر ۱۶۹ء ق م
کتاب ۲۹ ۔ ۱۶۸ء ق م؛ پرسیوس، بطلیموس، انطاکوس ۴۔

باب ۱۵

نے حکومت کی جو سلیوکوس کالی نیکوس کا دوسرا بیٹا اور اپنے بڑے بھائی سلیوکوس کیرانوس کا جانشین تھا۔ جب وہ تخت پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کتاب ۳۰؛ تاریخ فرمارو یان پرگامم والِ رھوڈز۔

کتاب ۳۱؛ پرگامم، شام، مصر۔ دیمتریوس کی فراری روما سے۔

کتاب ۳۲؛ بطالسہ، شام، مصر۔

کتاب ۳۳ میں ۱۵۳ ق م تک کا ذکر ہے۔

کتاب ۳۴۔ جغرافی مواد۔

کتاب ۳۵۔ ہسپانیہ۔

کتاب ۳۶۔ تیسری فنیقی جنگ۔

کتاب ۳۷ تا ۳۹؛ یونان۔ خاتمہ۔

ان اجزا کو مختلف کتابوں میں جو تقسیم کیا گیا ہے اس پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ لیوی۔ کتاب ۲۱ تا ۳۰ میں ۲۱۸ ق م سے ۲۰۱ ق م تک کا اور کتاب ۳۱ تا کتاب ۴۵ میں ۱۶۷ ق م یعنی پرسیوس والی جنگ کے اختتام تک کا بیان ہے۔ جہاں ہو سکتا ہے، لیوی پولی بیوس کا اتباع کرتا ہے۔ مقابلہ کرو نیسن: دو لیوی کی چوتھی اور پانچویں دہائیوں کی تنقیدی تحقیقات N iessen : Krit. Untersuch. ueber die Quellen der 4 and 5 Deckade des Livius برلن ۱۸۶۳ء۔

یوستی نوس۔ کتب $\frac{۲۹}{۴۴}$ مع تروگوس کی تمہیدوں کے۔ کتاب ۲۹ میں ۲۲۰ ق م کے قریب کی سیاسی کیفیت کا اچھا خاصہ بیان ہے اور اس کے بعد فیلقوس سے متعلقہ واقعات کا ناکافی تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب ۳۰؛ فلوپاتر کے زمانے میں مصر کی حالت؛ فیلقوس اور اسکے یونانی دوست اور دشمن؛ کوئنک تیوس۔ انطاکوس کا ذکر صرف تمہید میں دیا ہوا ہے۔ کتاب ۳۱؛ رومنوں کی جنگ انطاکوس کے ساتھ۔ جو باتیں یوستی نوس میں نہیں ملتیں انہیں سے بہت سے واقعات تمہید سے دستیاب ہوئے ہیں، لیکن ساتھ ہی اس میں بیکار لفاظی بھی بہت کچھ بھری ہے۔ کتاب ۳۲؛ فلوپوئے مین کی موت، فیلقوس و دیمتریوس؛ پرسیوس۔ بردسیاس اور یومنیس کے مابین جنگ؛ ہنی بعل، فلوپوئے مین اور سسمروکی وفات، تمہید میں ایشیائی جنگ کا مفصل ذکر ہے۔ کتاب ۳۳؛ پرسیوس سے جنگ، تمہید میں اس کی مزید تفصیل کتاب ۳۴

ـــه اس حاشیہ نمبر (۲)، کیلئے کتاب ہذا کے صفحہ (۴۹۱) کی سطر ۲۵ ملاحظہ کیجئے ۱۲

باب ۱۵

بیٹھا تو اس کی عمر صرف بیس برس کی تھی، اور وہ اپنے وزیر ہرمیاس

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اکائیئوں کی شکست؛ یہاں یوستی نوس اپنے سیاسی نقطۂ نظر کو منظم کرتا ہے۔ انطاکوس اور پولی بیوس کے واقعات سب سے پہلے بیان کئے جاتے ہیں، اور جو کچھ باقی ہے وہ تمہید میں بیان کیا گیا ہے۔

کتاب ۳۵ میں دیمتریوس اوّل اور اسکندر بالا کا ذکر کیا گیا ہے۔

تالیف دیودوروس کے اجزا۔ اس کی کتاب ۲۶ (سنہ ۲۱۷ ق م تا سنہ ۲۰۱ ق م) میں کلیۃً دیار مغربی کا بیان ہے اور کتاب ۲۷ (سنہ ۲۰۴ ق م تا سنہ ۲۰۱ ق م) تھوڑا بہت مشرق کا ذکر کیا گیا ہے؛ نابیس؛ کریٹ۔ اس کے بعد کی کتابوں میں طرز کلام بدل گیا ہے؛ اور کتاب ۲۸ تا کتاب ۳۱ تقریباً کلیۃً مشرقی واقعات سے مُلبّب ہیں۔ کتاب ۲۸؛ سنہ ۲۰۰ ق م تا سنہ ۱۹۳ ق م؛ فیلقوس؛ انطاکوس؛ کتاب ۲۹؛ سنہ ۱۹۲ ق م تا سنہ ۱۷۲ ق م: انطاکوس اور اس کے جانشین؛ فیلقوس و پرسیوس؛ بطالسہ۔ کتاب ۳۱؛ سنہ ۱۶۷ ق م تا سنہ ۱۵۱ ق م: بیتھی نیہ، سوریہ، کاپادوسیہ، پرگامم، رھوڈز، کریٹ۔ اس کے برعکس کتاب ۳۲ (سنہ ۱۵۰ ق م تا سنہ ۱۴۶ ق م) میں مشرق (اکائیہ، شام) اور مغرب (قرطاجنہ) دونوں کے حالات مندرج ہیں۔ دیودوروس کے اس ملخص سے اور باب ۹ حاشیہ ۱ سے ہم اسی نتیجے پر پہنچتے ہیں جن پر ہم جلد ۳، باب ۱۰ والی یادداشت میں اس کے پہلے کی تالیفات پر بحث کر کے پہنچے تھے، اور یہ اس کی کوشش تھی کہ اپنے بیان کو پیچیدہ اور غیر مساوی نہ ہونے دے، چنانچہ محض اپنی صوابدید پر کبھی وہ مشرق کا بیان نسبتہً کم کرتا ہے اور کبھی مغرب کا جس کا عملی نتیجہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مکمل نہیں ہوتا اور اگر وہ کسی خاص واقعے کو اپنی کتاب کی فصلوں میں جنھیں جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا ہے بیان نہیں کرتا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ان واقعات کو تسلیم بھی نہیں کرتا بلاشبہ اس وقت ہمارے سامنے صرف اجزا ہی ہیں۔ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ انہیں صرف تفصیلات میں جو دلچسپی تھی اسی کی وجہ سے انہیں انتخاب اور محفوظ کیا گیا تھا، اور ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کونسے موضوعات کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہوگا۔ الغرض ہم اس نتیجے پر پہنچنے میں حق بجانب ہیں کہ کتب ۲۲ تا ۲۶ میں اس نے مغرب کو مشرق سے زیادہ نمایاں کیا، کتاب ۲۷ میں مشرق کو ذرا بڑھا کر ۲۸ تا ۳۱ میں مشرق کو قطعی طور پر ممتاز کر دیا اور ۳۲ میں مشرق اور مغرب

ساکن کاریہ کے زیر اثر تھا۔ اس بادشاہ کے سامنے بہت سے مسائل تھے،

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ دونوں کو مساوی طور پر بیان کیا۔ تاریخ عالم کو پیش نظر رکھکر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسا کرنے میں وہ حق بجانب تھا؛ اسلئے کہ ۲۳۰ ق م سے ۲۴۰ ق م تک (کتب ۲۲ تا ۲۵) پر ہوس، پہلی فنیقی جنگ اور ہسپانیہ میں قرطاجنیوں کی مہمات یہ سب یونانی و مشرقی واقعات سے کہیں زیادہ موجب دلچسپی تھے؛ اور اسی طرح سے ۲۱۷ ق م سے ۲۰۱ ق م تک (کتاب ۲۶) سب سے اہم واقعہ ہنی بعل کی جنگ ہے (۲۰۱ ق م سے ۴، سال، پانچ کتابوں میں) اس کے برعکس جوں ہی روما نے مشرق اور یونان کے معاملات میں مداخلت کی، فوراً یہ ممالک تاریخ عالم کے لئے اہم ہو گئے؛ یہ حالت کتب ۲۸ تا ۳۱ تک کی ہے جس میں ۲۰۱ ق م سے ۱۵۱ ق م تک کے پنجاہ سالہ حالات بیان کئے گئے ہیں۔

یہ کسی تاریخ عالم کی خصوصیت ہوتی ہے کہ اس میں ایک خاص مجموعۂ واقعات کو دوسروں سے ممتاز کر دیا جاتا ہے اور یہ نہ صرف بالکل فطری امر ہے بلکہ بعض مرتبہ ضروری اور لازمی بھی ہوتا ہے۔ تاریخ عالم کی تالیف ممکن نہیں کہ بہت سے ایسے واقعات نہ حذف کر گئے ہوں جو بجائے خود تو اہم ہوں لیکن تاریخی تسلسل قائم کرنے کے لئے ضروری معلوم نہ ہوتے ہوں۔ اس خاص بات کو تاریخ روما میں ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیے۔

آپیان کتاب ۶ (متعلق ایبریہ)، ۷، (''ہنی بعل'') ۸ (لبیہ، قرطاجنہ و نومیدیہ) نسبتہً کم اہم ہیں، لیکن ۹ (''مقدونیہ'') زیادہ اہم ہے۔ کتاب ۱۰ (متعلق ہیلاس و ایونیہ) مفقود ہے، لیکن ۱۱ (متعلق سوریہ و پارتھیا) موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ زیر بحث کے لئے اپیان نے نہایت افراط سے پولی بیوس سے کام لیا لیکن مسلسل نہیں بلکہ کہیں کہیں سے؛ مقابلہ کرو نیسن: ''تحقیقات تنقیدی'' صفحہ ۱۱۴؛ ہارناک: ''اپیان اور اس کے ماخذ'' (Harnack : Appian und seine Quellen)، وائنا، ۱۸۶۹ء۔

پلوٹارک کی سوانح عمریوں میں سے مفصلۂ ذیل اسی عہد سے متعلق ہیں: فلوپوئے مین، فابیوس ماکسی موس، مارسیلوس، تیتوس کوئنک تیوس، کاتو کنیسوریوس، ایمیلیوس پاؤلوس۔ یونانیوں کی سوانح عمریوں کے ماخذ کے لئے دیکھو ہاؤگ Haug ٹیوبنگن، ۱۸۵۴ء اور رومیوں کی سوانح عمریوں کے ماخذ کے لئے پیٹر ہالے، ۱۸۶۵ء؛ نیز نیسن صفحہ ۲۸۰ وغیرہ

باب ۱۵

لیکن دو مسئلے ایسے تھے جو خاص طور پر اس کے پیش نظر تھے، یعنی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ شوارتزے "ماخذ پلوٹارک در سوانح عمری ایمیلیوس پاؤلوس"
W. Schwarze : Quibus Fontibus Plut. in vita L. Aem Pauli usus sit
لائپزگ، سنہ ۱۸۹۱ء۔

مشرق کی تاریخ کے لئے مقابلہ کرو شیورر: "تاریخ اقوام یہود" (Schuerer : Gesch. des Jued. Volkes) جلد ۱، تمہید۔

زمانہ حال کے مصنفوں میں سے ہی دیکھو خاص طور پر ہرتزبرگ کی کتاب جس کا حوالہ باب ۹ حاشیہ ۱ میں دیا گیا ہے، لیکن یہ صرف مشرقی معاملات پر رائے زنی کرتا ہے۔ فلاتے: "تاریخ مقدونیہ و ممالک ماتحت سلطنت مقدونیہ" Flathe : Gesch. Macedonians und der Reiche welches von Maced. Kœnigen beherrscht wards جلد ۲، سنہ ۱۸۳۶ء؛ رہوڈز کی حیثیت کے لئے روسپاٹ: "سیاسیات جمہوریۂ رہوڈز" Rospatt : Die Politik der Republik Rhodos جریدۂ فلولوگوس، جلد ۲۷، ۲۹۔

دنیائے قدیمہ کی تاریخ میں جس کی اعلیٰ ترین پیداوار شہری مملکتیں ہیں، روما کی ایک خاص حیثیت ہے، اور وہ دو وجہ سے ایک تو اس لئے کہ اسے دوسرے بلدیات کو اپنے سے ملا لینے کا شعور حاصل ہو گیا تھا، اور دوسرے اس کے قانونی نظام کی ترقی کی وجہ سے (دیکھو نیچے باب ۲۴)۔ کیا یہاں یہ نامناسب ہوگا کہ ہم اس سے روما کی تاریک ابتدا کی بابت استدلال کریں اور کہیں کہ اس متنازعہ فیہ روایت میں ضرور کوئی حقیقت پنہاں ہے کہ روما دراصل مختلف عناصر سے مرکب تھا؟ کیا اس قسم کے آغاز سے روما کی اس عجیب قوت کا صحیح اندازہ آسانی سے نہیں ہو سکتا جس کی وجہ سے وہ خارجی وساتیر و قوانین کی قدر کر سکتا تھا بلکہ اس حد تک انھیں اپنا بنا سکتا تھا کہ پردیسیوں کا رومن شہری بننا بھی ممکن ہو گیا اور ساتھ ہی انکی بھی ضرورت نہیں رہی کہ وہ اپنے خصائص کو خیرباد کہہ دیں۔

مقابلہ کرو، ارتقائے "بلدیہ" کے لئے، وارڈ فاؤلر کی نفیس کتاب "یونانیوں اور رومنوں کی شہری مملکتیں" Warde Fowler : City States of the Greeks & Romans لنڈن سنہ ۱۸۹۳ء

باب ۱۵

مشرقی ممالک اور مصر کے ساتھ کس قسم کے تعلقات رکھنی چاہئیں؛ رہا ایشیائے کوچک، تو جہاں تک اس کا سلیوکیون سے تعلق تھا، اسے حال ہی میں آتا کوس سے اس کے رشتہ دار اکائیوس نے لے لیا تھا، جس کی وجہ سے فی الحال یہ ملک اس بادشاہ کے لئے باعث تردد نہیں تھا، اس کے برعکس مصر کی قوت مسلم تھی، اور فنیقیہ کیلئے سوریہ اور سلیوکیہ (لب ساحل بحر) تک پر قبضہ ہونے کی وجہ سے انطاکیہ سمندر سے بالکل جدا ہو گیا تھا اور وہ خود بھی معرض خطر میں تھا۔ لیکن مصر کے نئے بادشاہ بطلیموس چہارم "فلوپاتر" (۲۲۲-۲۰۴ ق م) نے، جس کے ذاتی خصائص کا خاکہ ہم نے تیرہویں باب میں بیان کر دیا ہے۔ اس زرین موقع کو ہاتھ سے نکل جانے دیا۔ کلیومنیس کو اسکندریہ کے بیشمار اجیر سپاہی، جس میں کم سے کم تین ہزار پیلوپونیزی تھے، نہایت وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے، اور بطلیموس کے وزیر سوسی بیوس نے پہلے تو اس حد تک اسے خوش کرنے کی کوشش کی کہ ہیرے نیس اور ماگاس کے

حاشیہ صفحہ ۴۸۷ – انطاکوس سوم۔ اسکی بابت خاص سند پولی بیوس، خصوصاً ۵، ۴۰ سے ۱۱ ویں کتاب تک ہے؛ اس کے بعد لیوی خصوصاً کتاب ۳۱ وغیرہ۔ یوسٹی نس کتاب ۳۱، یوسفوس "قدیمیات" (Joseph:Antiquitates App Syr.) جہاں اسے مشرقی مہمات کی وجہ سے "اعظم" کا لقب دیا گیا ہے۔

پاڈلی ۱، ۱، ۳۱ تا ۱۳۵ میں اسپر جو مضمون ہے اس میں سابق کی کتابوں کا حوالہ دیا ہوا ہے؛ ہیڈن: "انطاکوس سوم کی کارروائیاں Heyden : Res Ab Ant. III Gestæ ۱۸۷۳ء؛ بابلوں: "شاہان سوریہ" (Babelon : Rois de Syrie LXXXVI تا LXXXVII؛ ولکن Wilken پاؤلی وسوواایس

اس کے سکے، کتاب ہذا، باب ۱۷، حاشیہ ۱۲۔

کلیومنیس کی وفات پولی بیوس ۵، ۳۵/۳۹ -

باب ۱۵

قتل پر اپنی چھنگلی بھی نہیں اٹھائی، اور جب کلیومنیس بیکار ہو گیا تو اسے بھی ایک طرف کو جھاڑ دیا۔ یونان میں دوسون کے انتقال کے بعد کسی ایسے شخص کے کامیاب ہونے میں بہت کم شبہہ نظر آتا تھا جو مقدونیہ کی مخالفت کرے، چنانچہ اب کلیومنیس نے اس ملک کو جانے کی خواہش ظاہر کی لیکن سوسی بیوس نے اسے جانے سے باز رکھا، اور بادشاہ کے سامنے طرح طرح کی غلط بیانیاں کر کے اس بچین اسپارٹی کو مقید کرنے پر اکسایا۔ جب کلیومنیس نے دیکھا کہ مجھے آزاد ہونے کا مطلق کوئی موقع نہیں ہے تو اس نے اس ناقابل برداشت کیفیت کا خاتمہ کرنے کا تہیہ کر لیا اور اپنے باقی ماندہ مٹھی بھر ساتھیوں کو لے کر وہ جیل خانے سے نکل بھاگا۔ اس نے باشندگانِ اسکندریہ سے کہا کہ اب وقت ہے کہ اپنی آزادی کے خاطر اٹھ کھڑے ہو، اور جب اسکندریہ والے ساکت وصامت رہے تو اس نے شاہی محل کو لینے کی کوشش کی۔ یہاں بھی وہ ناکام ہوا اور آخر کار اس نے خودکشی کر لی۔ یہ وہ شخص تھا کہ جسے اس کا سیاسی مخالف پولی بیوس فطرتاً سپہ سالار اور پوتڑوں کے بادشاہ کا لقب دیتا ہے اور واقعتاً یہی وہ واحد ممتاز مدبر ہے جو ۲۲۳ق م کے بعد دنیائے یونان میں نظر آتا ہے۔ اس میں علو خیالی ضرور ہے لیکن شدت عمل نہیں۔ چھٹی صدی ق م میں سولون، پانچویں میں فارقلیس، چوتھی میں سکندر، ان سب کی سطح اس سے کہیں اونچی ہے، لیکن یہ سطح ان تینوں کی ہمعصر سطح کے مقابل ہے۔ اسپارٹیوں میں جو تنگ نظری ہے اس کی وجہ سے وہ کلیومنیس سے بڑا آدمی پیدا نہیں کر سکتے۔ یہ چاروں یونان کے سیاسی ارتقاء کے چار مدارج کے گویا قائم مقام ہیں، یعنی سولون مطمحی مقنن فارقلیس ذہنی قوت کے ذریعہ سے مطمحی حاکم، سکندر مطمحی فاتح اور تہذیب پھیلانے والا، کلیومنیس ایسے شخص کی مطمحی مثال جو جبر و تشدد سے لوگوں کو متحد کرے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان تینوں نے اپنے مقاصد کی ناکامی کو اچھی طرح

سے دیکھ لیا۔ سولون نے اپنی زندگی ہی میں خود سری، فار قلیس کو طاعون اور قوم کی ناشکری، سکندر کو ہندوستان سے واپسی اور کلیومنیس کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور جلا وطنی کی حالت میں خود کشی کرنی پڑی۔ ان عظیم الشان انسانوں کی قسمت میں ہم کو یونانی قوم کی پاداش کا تھوڑا بہت پرتو نظر آتا ہے۔

اب مصر واپس آیئے۔ اس ملک کا بادشاہ کسی نہ کسی وقتی منظور نظر کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح رہتا تھا، چنانچہ اس ملک کی زبون حالت اسکی مقتضی تھی کہ اگر حوصلہ مند حکمران شام زوردار طرز عمل اختیار کرے تو اسے کامیابی حاصل ہونا کچھ بعید از قیاس نہیں۔ عین اسوقت پرسس (لارستان) اور میدیہ میں اسکندر و مولون نامی بھائیوں نے علم بغاوت بلند کر دیا چنانچہ سوال یہ پیدا ہوا کہ آیا سپہ سالار اپی گنیس کے کہنے پر انطاکوس خود جاکر اس بغاوت کو فرو کرے، یا ہرمیاس کے کہنے کے مطابق خود مصر پر حملہ کر دے اور بغاوت فرو کرنے کا کام دوسروں پر چھوڑ دے۔ الغرض اسلئے ہرمیاس کے صلاح پر عمل گیا، لیکن مصری سپہ سالار تھیودوتوس کے دور اندیشانہ کارروائیوں کی وجہ سے مصریوں کے خلاف کچھ کرسکا، اور اس طرف مولون نے دریائے فرات تک کا ملک فتح کرلیا۔ انطاکوس نے اب اپنا رخ بدل کر مشرق کیطرف گیا اور باغیوں کو شکست دی جبیر مولون اور اسکندر دونوں نے خود کشی کرلی۔ اسکے بعد انطاکوس نے ہرمیاس کا کام تمام کردیا اسلئے کہ اسی نے اپی گنیس کو مروا ڈالنے کے لئے کہا تھا، اور ارتابارزان حکمران اتروپاتینے سے حلف وفاداری لیا۔ اسکے بعد، گو اکائیوس نے ایشیائے کوچک میں علم بغاوت بلند کردیا تھا، تاہم وہ ایک فوج کو مصر لے گیا۔ اس مرتبہ اسے جنگ میں اسلئے بہت کچھ آسانی پیدا ہوگئی کہ تھیودوتوس خود اسکی طرف آگیا اور صور و بطلیمائس اور بہت سے جنگی جہاز اسکے سپرد کردیئے۔ اس موقعہ پر سوسی بیوس اور

باب ۱۵

اگاتھوکلیس نے چال چلی کہ کسی طرح سے گفت وشنود کے ذریعے سے انطاکوس کو دور ہی رکھا جائے تاکہ اس دوران میں اپنی تیاریاں تکمیل کیجاسکیں۔ رضوڈز، کیزی کوس، بیزنطہ اور ایتولیون نے انطاکوس کے ساتھ صلح کرنے کی خواہش ظاہر کی، اور جب موخرالذکر نے شرائط صلح کو قبول کرنے سے انکار کرکے جنگ ازسرنو جاری کی تو ۲۱۷ سنہ ق م میں رافیہ کے مقام پر اسے شکست ہوئی جسکے بعد اسے فنیقیہ اور اکیلے سوریہ سے دست بردار ہونا پڑا لیکن سلیوکیہ جسے اُسنے ۲۱۹ سنہ ق م میں فتح کرلیا تھا، برابر اسکے قبضے میں رہا۔ اب وہ اکائیوس کا تیاپانچا کرنے کے لئے بالکل آزاد تھا؛[۵۴] چنانچہ اس نے

۵۳ مصریوں کی تیاریاں؛ پولی بیوس ۵، ۶۳/۶۵ جہاں سے بطالسہ کے فوجی نظام کے بابت بہت کچھ معلومات حاصل ہوسکتی ہے، جیسے "گھوڑوں اور خیموں" کا ذکر ہے اور اسی طرح تھریسیون اور غالطیون کا جنھیں "باشندوں" (دیکھو اوپر، باب ۱۳، حاشیہ) اور "جانشینوں" یعنی ابتدائی آبادکار اور انکی اولاد کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھو یونانی نوشتے نیروتزوس: اسکندریہ قدیم (Neroutzos :)صفحہ ۱۰ پر۔ جنگ رافیہ؛ پولی بیوس ۵، ۸۲/۸۶ صلح نامہ، ۵، ۸۷۔

انطاکوس سلیوکیہ (یہ ساحل بحر) کو بطالسہ سے لے لیتا ہے؛ پولی بیوس ۵، ۵۸/۶۱؛ یہ شہر ۱۹۶ سنہ ق م میں شام کا ہی مقبوضہ ہے اور اسلئے ہم یہ فرض کرسکتے ہیں کہ یہ پھر مصریوں کے قبضے میں نہیں گیا ہوگا۔

اپیٔ گنیس؛ ڈٹن ہرگر، ۱۷۳؛ فرنیکل نمبر ۲۹ و ۳۰ مع حواشی کیوہلر (Koehler)؛ اتھے نیوم ۱۰، دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء۔

انطاکوس کی جہات مشرق میں؛ پولی بیوس ۸، ۲۷/۳۱، ۴۸، ۴۹۔ غالبًا اسی زمانہ میں اسنے یہودیونکو افروجیہ میں آباد کیا تاکہ اس ملک پر اسکا قبضہ مستحکم ہوجائے؛ یوسفوس: "قدیمات" (Jos Ant)۱۲، ۳، ۴۔

دونوں اکائیوسوں کیلئے مقابلہ کرو ولکن کا مضمون پاؤلی وسووا ۱، ۲۰۶ میں۔

سارویس میں اسے محصور کرلیا۔ سوسی بوسس اسے حصار سے نکال لانا چاہتا تھا، چنانچہ اسنے یہ کام ایک کریٹی مسمی بولس کے سپرد کیا۔ لیکن بولس چاہتا تھا کہ خود اپنا ذاتی فائدہ حاصل کرے، جسکے لئے اسنے انطاکوس کے ایک کریٹی خادم کے ساتھ رسل و رسائل جاری کئے اور اکائیوس کو قلعہ سے آزاد کرنے کے بعد فوراً اسے انطاکوس کے حوالے کردیا جسنے اسے فوراً ملک عدم پہونچا دیا۔ اس طرح فرمانروائے شام ایشیائے کوچک کا وہ حصہ دوبارہ اپنے قبضے میں لے آیا تھا جسپر کسی زمانے میں اسکے اباواجداد حکومت کرتے تھے، یعنی وسطی لیدیہ کا حصہ، افروجیہ وکاریہ، اور اسطرح سارویس سے مغرب میں استراتونی کیہ تک اور جنوب میں اپامیہ تک تمام ملک اور یہاں سے کلیلیہ کا پسترس تک کے راستے کا مالک بن گیا۔ اب اسکی یہ آرزو ہوئی کہ مشرق اقصیٰ خصوصاً پارتھیا اور باختر پر از سر نو قبضہ کرے، اور اس مقصد کے حصول کے لئے ایک بڑی مہم سر کی جسکی وجہ سے اسکے دوستوں نے اسے "اعظم" کے لقب کا مستحق قرار دیا۔

ہمیں اس مہم کی بابت محض غیر مسلسل معلومات حاصل ہیں جنسے پتہ چلتا ہے کہ اسنے اپنے باپ کالی نیکوس کے مہم کا گویا اعادہ کیا تھا (دیکھو باب ۱۰)۔ ۲۰۹ق م میں انطاکوس اپنے ہمدان پہونچا اور اسنے ناہی معبودہ کا خزانہ پگھلا کر اپنے ساتھ لیا اور ایک لاکھ پیدل اور بیس ہزار سوار ساتھ لیکر پارتھیا ہیرکانیہ کا رُخ کیا۔ شکست خوردہ پارتھیوں نے شہر سی رنکس میں پناہ لی، لیکن یہاں کے یونانی باشندوں نے انھیں سب کے سب کو تہ تیغ کردیا، گو ساتھ ہی خود بھی ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوئے۔ ۲۰۸ق م میں اسنے باختر کی طرف حرکت کی جہاں دیودوتوس کے خاندان کو یوتھی دیموس ساکن مگنیشیہ نے تخت سے اتار دیا تھا۔ یوتھی دیموس اس نئے حملہ آور کے سامنے

باب ۱۵

زارہی اسپا کی طرف پسپا ہو گیا، اور اس نے اعلان کیا کہ مجبوری کی حالت میں وہ خانہ بدوش اقوام کو بلائے گا، جیسے انطاکوس نے اسے بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اسکے بعد اسنے ہندوستانی بادشاہ سوبھاگ سین سے ایک عہد نامہ کیا کہ وہ اسے چند ہاتھی نذر کر دے؛ انھیں لیکر وہ اراخوزیہ اور کرمانیہ ہوتا ہوا مغرب کی طرف آیا اور راستے میں مقامی عربوں کو مجبور کیا کہ وہ چاندی، لوبان اور مُر اسکے حوالہ کریں۔ انطاکوس نے بالکل مشرقی حکمران کا سا برتاؤ کیا، یعنی دور دراز مقامات میں مہمات سر کیں، لیکن ان کے بعد بھی سیاسی صورت حال میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ باختر اور پارتھیا دونوں کی آزادی برقرار رہی۔ کرماتیوس کے نزدیک وہ بلاشبہ ایک عظیم الشان حکمراں تھا، اور وہ خود بھی اگر بادشاہ مصر سے اپنا مقابلہ کرتا تو یقیناً اسی نتیجے پر پہونچتا۔ بطلیموس کو اس زمانے میں دیسی عنصر کے ساتھ مشکلات پیش آرہی تھیں، اسلئے کہ بیس ہزار مصریوں کے جنگ رافیہ میں شمول کی وجہ سے انھیں اپنی اہمیت کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن ان باغیوں کو نیچا دیکھنا پڑا۔ "مکابیوں" کی تیسری کتاب میں بطلیموس فلوپاتر اور اسکندریہ کے یہودیوں کے باہم پیچیدگیوں کا ذکر ہے، لیکن وہ محض افسانہ ہی افسانہ معلوم ہوتا ہے[۵۴]۔ فلوپاتر رومنوں کا نہایت گہرا دوست تھا اور جب وہ مرا تو اسنے وصیت کی کہ اسکے بیٹے اپی فانیس کی اتالیقی کا کام انھی کے سپرد کیا جائے۔ اسطرح مصر روما کے زیر حمایت آگیا اور یہ حمایت ہمیشہ قائم رہی۔ اسوقت سے مصر کی اہمیت کلیتہً تاریخ تمدن سے متعلق ہے[۵۵]۔

۵۴ مصری بغاوت؛ پولی بیوس ۵، ۱۰۷، مقابلہ کرو کلیس، پاؤلی ۶، ۱۳۱۲ میں۔ مکابیوں کی تیسری کتاب کے لئے دیکھو شیورر (Schuerer) ۲، ۴۲۳/۴۲۵

۵۵ فلوپاتر اور رومن؛ پولی بیوس ۹، ۴۴؛ لیوی، ۲۳، ۷، ۱۰۔ فیلقوس اور انتولیہ کے درمیان ثالثی؛ پولی بیوس ۵، ۱۰۰۔ فلوپاتر کے تعلقات گورتینا کے ساتھ استرابو، ۱۰، ۶، ۴۷۸ -

باب ۱۵

اب یورپ آیئے۔ یہاں مقدونیہ کا بادشاہ فیلقوس پنجم تھا جسنے ۲۲۱ء ق م سے ۱۷۹ء ق م تک حکومت کی۔ اُسے چاہیئے تھا کہ یونان پر فیصلہ کن قابو رکھنے کے لئے (جو اسوقت تک ممکن نہیں ہوا تھا) ایتولیون کو بالالتزام زیر کرتا۔ ایتھنز بھی آزاد تھا، لیکن فیلقوس کے دست برد سے بچنے کے لئے حتی الامکان ایسی سیاسی پیچیدگیوں سے الگ رہتا تھا جن کا تعلق اقلیم یونان سے ہو۔ ایتولیون نے اسکی دست اندازی کے لئے اُسے کافی مواقع دیئے۔ دو ایتولی اعیانیوں، مسمی دوری ماخوس دسکوپاس نے فگالیہ کو اپنا مرکز بنا کر مسینیہ پر بطور خود چھاپے مارنے شروع کئے۔ علاوہ ازیں فگالیہ پہونچنے کے لئے وہ باترائے، فارائے اور تری تائیہ میں ہوکر کچھ اس انداز سے نکلے کہ گویا اکائیہ انکی میراث تھی۔ جب اہل مسینیہ نے اکائیوں سے مدد کے لئے کہا تو ارا توس نے ایتولی غارتگروں کی سرزنش کرنے کا دعوی کیا، لیکن اسنے اس کام کو کچھ اس لغو طور پر شروع کیا کہ فریقین میں کافیائے پر جو لڑائی ہوئی اسمیں خود اسی کو شکست ملی۔ لیکن اکائیائی اس لیگ کے ارکان تھے جو کلیومنیس والی جنگ میں دوسون نے قایم کی تھی، جسمیں تھسالوی، بیوتی، اکارنانی، اپایئروسی اور مقدونیہ شامل تھے، اب ممکن ہے کہ اس لیگ سے کام لیا جاسکے۔ الغرض فیلقوس نے اس لیگ کا ایک جلسہ کورنتھ میں طلب کرکے یہ قرار داد منظور کرائی کہ ایتولیوں سے فوراً جنگ ٹھان لی جائے۔ لیکن اس نام نہاد لیگ والی جنگ میں[۶]

---

۶ اس "جنگ معاقدہ" کا حال پولی بیوس ۴، ۳ وغیرہ میں دیا ہوا ہے۔ دیکھو تیو بغر: "اکائیہ"، "پاؤلی" اشاعت سوم جغرافی تفصیلات، اور برہومر: "اکارنانیہ" Ober nummer Akarnanien نیز دیکھو آرچی: "پیلو پونیز" بزمانہ جنگ حلفا، Arci : Pelopon al tempo della guesra مطالعات تاریخ قدیمہ عامہ Studi di Stor. ant. Public روما، سنہ ۱۸۹۳ء)

حلیفوں میں سے صرف فیلقوس ہی ایسا تھا جسنے کچھ ہلیت پھرت دکھائی اور چونکہ اسنے اپنی توجہ منقسم کرلی اسلئے وہ بھی کچھ زیادہ نہیں کرسکا۔ چونکہ اسپارٹیوں نے ایتولون کا ساتھ دیا، اسلئے فیلقوس نے سوچا کہ پیلوپونیز میں اپنا اقتدار جمانے کا بہت ہی اچھا موقع ہے۔ لیکن دو مختلف محاذوں میں کوئی کارنمایاں کرنے کے لئے اس میں نہ اہلیت تھی نہ اسکے پاس وسائل. اکائیائیوں کو چاہئے تھا کہ وہ پیلوپونیز میں جنگ کو جاری رکھتے، لیکن چونکہ اراتوس نے ان کے فوجی نظام کی طرف کافی توجہ نہیں کی تھی اسلئے ان کے لئے یہ ممکن نہ تھا، چنانچہ سر برآوردہ شہروں نے لیگ کے خزانے میں روپیہ داخل کرنے کے بجائے خود اجیر سپاہی بھرتی کرنی شروع کردیئے ابتدا میں تو فیلقوس نے جنگ کو صرف شمال میں ۲۱۹ قم میں جاری رکھا، اور امبرکیسیہ پہونچکر وہاں کے قلعہ امبراکوس کا محاصرہ کرنے کے لئے ٹھہر گیا ادھر اسکوپاس نے ایتولیوں کو لیکر تھسلی میں ہو کر گیا اور مقدونیہ کے شہر دیوم تک کو تاراج کردیا۔ اب فیلقوس نے روئے نیاوائے پر قبضہ کیا اور اپنے سپاہیوں کو اجازت دیدی کہ کھیتوں کو تاراج کریں، لیکن ادھر ایتولیوں نے دودونا کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی۔ ۲۱۹ قم میں بادشاہ نے جنوب میں اپنی مہم کی ابتدا کردی اور پیلوپونیز میں جاکر استیم فالوس کے مقام پر ایتولی لٹیروں پر جا پڑا اور انھیں شکست دیدی۔ اسکے بعد اسنے پسوفس پر چھاپا مارکر اسے لیا، الیس گیا اور وہاں چھ روز میں پورے ضلع تری فالیہ پر قابض ہوگیا۔ لیکن قبل اسکے کہ ایتولی اس ضلع کا تخلیہ کریں، انھوں نے قرب وجوار کے علاقے کو بالکل تاراج کردیا تھا۔ ۲۱۸ قم کا موسم سرما آرگوس میں بسر ہوا۔ آئندہ سال یعنی ۲۱۸ قم میں اسنے یہ دیکھ کر کہ میدان جنگ میں اکائیائی کوئی کارنمایاں نہیں کرسکے تھے، انسے صرف روپیہ مہیا کرنے کے لئے کہا

اور اس کے بعد اسنے پہلے سے بھی بڑے پیمانے پر اپنی مہم کو جاری کیا۔ اسنے ایک بڑا آراستہ کرکے اسکی مدد سے کیفالینیہ پہونچا لیکن اپنے مصلاح کاروں، اپیلیس اور لیونتیوس کی غداری کی وجہ سے وہ پائے پر قبضہ نہیں کر سکا۔ اقلیمی علاقے پر اسے اس سے ذرا زیادہ کامیابی ہوئی، یعنی اسنے ایتولیول کے جلسہ گاہ تھرمون پر قبضہ کر لیا اور دیوم کے بدلے میں اسکے ایک طرف سے دوسرے طرف تک اسے ویران و برباد کر دیا۔ اسکے بعد وہ ایک ساتھ مشرق کی طرف مڑا، اور لیجا ئیوم پر لنگر انداز ہو کر سیدھا لقونیہ پہونچا جسے ساحل تک تاراج کرکے کمال چالاکی سے اسپارٹا کے قریب ہوتا ہوا شمال کی طرف نکل گیا۔ اسی دوران میں ایتولیول نے بھی پیلوپونیز کو تاراج کیا۔ اب مصر، رہوڈز، خیوس اور بیزنطہ جیسی بحری مملکتوں نے صلح کرانے کی کوشش کی جسپر اپنے دوست دیمیتریوس حکمران فاروس (ساحل الیریہ) کے کہنے سے جسے رومنوں نے جلاوطن کر دیا تھا فیلقوس راضی ہو گیا۔ رومنوں کو حال ہی میں جھیل تراسی مین پر شکست مل چکی تھی، اور جو مسئلہ اسوقت درپیش تھا وہ یہ تھا کہ آیا مقدونیہ کے اقتدار کو روما کے خلاف کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ خود یونانیوں کا میلان بھی اسی کی طرف تھا۔ الغرض فریقین کے درمیان نوپاکتوس کے مقام پر کانفرنس ہوئی جسمیں ایتولیوں کے لاؤس ساکن نوپاکتوس نے اپنی تقریر میں اس خطرے کو بیان کیا جو روما یا قرطاجنہ کی طرف سے مغرب کیجانب سے لگا ہوا تھا اور کہا کہ اب ہمیں آپسمیں اتحاد کر لینا چاہئے۔ چونکہ فریقین میں سے کسی نے اپنے حریف کو نیچا نہیں دکھایا تھا اسلئے جو صلح ۲۱۷ ق م میں ہوئی اسمیں صورت حال وہی رہی جو پہلے تھی[۵]۔ اس جنگ میں اور جنگ ارخی داموس (دیکھو

---

[۵] گلبرٹ: "مملکت قدیم" ۲، ۲۵، میں کہتا ہے کہ ۲۱۷ ق م کے صلحنامے میں ایتولیوں نے فوکس اور لوکرس اپنے قبضے میں رکھا۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

باب ۵

جلد ۲) کے درمیان بہت کچھ مشابہت نظر آتی ہے، یعنی اسمیں بھی اس جنگ کی طرح ہر فریق نے دوسرے کے ملک میں چھاپے مارے لیکن کسی کو خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں ہوئے۔ صرف ایک فرق ضرور تھا، وہ یہ کہ لیگ کی جنگ میں شہروں پر حملے کئے گئے تھے لیکن جنگ آرخی داموس میں ایسا کوئی حملہ نہیں کیا گیا تھا، لیکن یہ حملے صرف فیلقوس ہی کیئے تھے۔ بحیثیت ایک سپاہی اور ایک سپہ سالار کے فیلقوس اپنے یونانی معاصروں سے کہیں زیادہ ممتاز ہے اور اسکے خصائص میں مستعدی، تصفیہ کنی اور صاف نظری اسے نمایاں کر دیتی ہیں۔ لیکن اسکے تدبر میں بہت کچھ خامی تھی، وہ یہ کہ اس میں دور اندیشی اور استحکام کی بہت کمی تھی، اسنے اپنی زندگی کے سب سے اہم تنازع یعنی روما کے ساتھ آویزش کے معاملہ میں جو کمزوری دکھائی اس سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اسنے صلحنامے پر جو رضامندی ظاہر کی وہ اسلئے نہیں کہ اسے تمام سیاسی کیفیت کا صحیح اندازہ تھا بلکہ محض اسلئے کہ اسمیں فطرتاً استقامت کی صفت موجود نہ تھی۔

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ اکائیائیوں نے فیلقوس کو پچاس تالنت بحیثیت اور ۷ تالنت ماہوار ادا کرنے کا وعدہ کیا؛ پولی بیوس ۵، ۱۔ اس قسم کے خراج کی ادائگی یونانیوں کے لئے توہین آمیز تھا اسلئے کہ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یونانیوں میں مردانہ قوت کی بجائے حب زر پسندیدہ تر ہو جاتا تھا۔ اس سے پہلے قاعدہ یہ تھا کہ بادشاہ روپیہ اور یونانی بلدیات سپاہی مہیا کریں، اور اب جو اس طرز عمل کے بالکل مخالف کارروائی کی گئی اس کا الزام اراتوس کے سر ہے اسلئے کہ اسنے لیگ کے فوجی نظام میں اس درجہ نقص پیدا ہونے دیا کہ آخر ۲۱۷ ق م میں بلدیات نے لیگ کو اپنے اپنے حصے ادا کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے بے تعلق ہو گئے؛ دیکھو پولی بیوس ۴، ۶۰ فلوپوئےمن نے اس صورت حال میں تبدیلی پیدا کر دی۔

موسم بہار ۲۱۶ ق م میں وہ روما کے حلیف اسکر وِس لائر اس ساکن الیریہ کے خلاف چلا اور کوشش کی کہ شہر اپولونیہ پر قبضہ کرلے؛ لیکن یہ سنتے ہی کہ ایک رومن بیڑہ آرہا ہے وہ مقدونیہ واپس چلا گیا۔ جنگ کانائے کے بعد وہ پھر بیدار ہوا اور ہنی بعل کے ساتھ محالفہ کرلیا۸؎ لیکن رومنوں نے یہ سنتے ہی اڈریاٹک میں ایک بیڑے کو چھوڑ دیا اور جس اسنے اٹلی کے جھگڑے میں مداخلت کرنے سے باز رہا اور اسکے بجائے ازسرنو پیلوپونیز پر حملہ آور ہوگیا۔ اسکا مقصد یہ تھا کہ اتھومے پر قبضہ کرکے اسے خالکِس اور اکرو کورنتھ کو یونان پر مسلط رکھنے کے لئے تین مرکز بنادے؛ لیکن دو مرتبہ کوشش کے باوجود اسے ناکامی ہی ہوئی، پہلی مرتبہ تو اراتوس نے اسے حملہ کرنے سے باز رکھا اور دوسری مرتبہ جب اسنے اتھومے پر حملہ کرہی دیا تو اسے شکست ہوئی اور جنگ میں اسکا دوست دیمتریوس ساکن فاروس بھی کام آیا۹؎ اراتوس اب فیلقوس کا صلاح کار ہی صلاح کار رہ گیا تھا، اور اس حیثیت سے اسے بہت سے افعال شنیعہ سے باز رکھتا تھا۔ لیکن اب فیلقوس نے اسے زہر دلواکر مارڈالا۱۰؎

۸؎ فیلقوس کا محالفہ ہنی بعل کے ساتھ: پولی بیوس ۷، ۹؛ مقابلہ کرو پاؤلی ۵، ۱۴۸۳۔ نیز دیکھو موم سن در روبرٹ؛ فیلقوس پنجم و اہل لاریسّہ (Mommsen & Robert : Philipp V und die Larissær) جریدہ ہرمیس، جلد ۱۷۔

۹؎ دیمتریوس ساکن فاروس، پولی بیوس ۴، ۶۶ یوستی نوس ۲۲؛ اسکی وفات، ایضاً، ۳، ۱۹۔

۱۰؎ پولی بیوس (۷، ۱۴) اراتوس کو فیلقوس کا "رہبر" کہتا ہے۔ اسمیں شبہ نہیں کہ شکبرہ (Shuckburgh) کے نزدیک محض اس فقرہ سے کہ
یہ لازم نہیں آتا کہ اراتوس کو زہر دیا گیا تھا، گو ہم اسمیں یہ اضافہ کرتے ہیں کہ سنکھئے سے ضرور موت واقع ہوجاتی ہے۔ اس قصے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ

باب ۱۵

ارانوس کی وفات پر روما کی حالت پہلے سے بہتر ہوگئی تھی[سلہ]
سنہ ۲۱۶ ق م میں روما کو ہیرون کی موت کی وجہ سے بہت بڑا دھکا لگا اسلئے کہ ہیرون کے بعد اسکا پوتا ہیرونیموس تخت پر بیٹھا جو قرطاجنیوں کا گہرا دوست تھا۔ اسمیں شبہ نہیں کہ ہیرونیموس قتل ہوگیا اور سرقوسہ کی آزادی کا اعلان کردیا گیا، لیکن اسکے فوراً بعد دونیم قرطاجنی بھائیوں یعنی لبقراط اور ابی قی دیس نے سرقوسہ پر قبضہ کرلیا اور اسطرح اس شہر کو پہلے سے بھی زیادہ قرطاجنہ کی طرف مائل کردیا۔ اسپر قرطاجنیوں نے اپنی فوج کو جزیرے میں بھیجکر اکراگاس کو اپنا قلعہ بند مستقر بنایا۔ لیکن گو روما کو اسپین میں ہسدروبعل کا مقابلہ کرنا پڑ رہا تھا اور اطالیۂ زیریں میں برابر ہنی بعل سے برسرپیکار تھا تاہم اسکی قوت اسوقت اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ اسنے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - جنوبی ممالک میں جو چاروں طرف بلکہ دیواروں تک پر تھوکنے کی میلی عادت پھیلی ہوئی ہے اس سے عہد زیر بحث میں یونان کے بہترین مکانات بھی مستثنیٰ نہیں تھے ۔

سلہ دوسری فنیقی جنگ - فتح سرقوسہ ؛ کاوالاری ہولم : سرقوسہ کی آثاری توصیف (Cavallari & Holm : Topographia arch eologica di Siracusa) پالرمو سنہ ۱۸۸۳ء ؛ لوپوس : "بلدیۂ سرقوسہ بزمانہ قدیمہ" (Lupus : Die Stadt Syrakus in Alterthum) اشٹراس برگ سنہ ۱۸۸۷ء ۔

آثار اس کے لئے دیکھو تصانیف لورنتز و ویولا (Lorentz & Viola) جنکے اقتباسات اوپر دیئے گئے ہیں (جلد ۱، باب)

بروتیوم، نیسن "جغرافیہ اطالیہ" (Niessen Italische Landeskunde) ۱۱۷۲۵ ۔

سسرو نے اپنی تقریر میں جو ویریس کے خلاف اسنے دی تھی، رومنوں اور سسلی کی مختلف بستیوں کے قانونی تعلقات کو شرح و بسط سے بیان کیا ہے ۔

مارکوس کلاؤدیوس مارکیلوس کو سرقوسہ پر قبضہ کرنے کے لئے سسلی روانہ کر دیا (سنہ ۲۱۴ ق م)۔ مارکیلوس نے شہر کا محاصرہ کر لیا لیکن چونکہ شہر فطرتاً محفوظ تھا اور اس کی حفاظت کے لئے ہر طرح کے ذرائع اختیار کئے گئے تھے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اسکے نامور شہری ارشمیدس نے ہر طرح کے کیمیائی طریقے سے اور اپنی عقل و دانش سے ہر طرح کے موجودہ وسائل کو کام میں لاکر اس کی حفاظت کی تھی، اسلئے رومنوں کو مدت دراز تک اسکا محاصرہ کئے پڑا رہنا پڑا۔ سنہ ۲۱۲ ق م میں روما کو دور و دراز مقامات میں فتح و شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس طرف ہنی بعل نے شہر تارنتوم پر قبضہ کر لیا مگر قلعہ رومنوں ہی کے قبضے میں رہا۔ اس سے زیادہ اندیشہ ناک ہسپانوی واقعات تھے، جہاں دو بھائی، پ اور ک کورنے لیوس جو رومن فوج کے سپہ سالار تھے، لڑائی میں کام آئے اور علاوہ مٹھی بھر سپاہیوں کے جنھیں مارکیوس نامی مبارز دریائے ابرہ کے مغربی کنارے پر بچا لایا باقی رومن فوج کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس کے برعکس ادھر سرقوسہ نے اسی سال میں ہتھیار ڈال دیئے۔ مارکیلوس کا اس عظیم الشان شہر کے فصیل کے اس حصے پر قبضہ ہو گیا جسکے عقب میں کھلے ہوئے میدان کے علاوہ کچھ نہیں تھا، اور اسپر ہو کر وہ اپی پولائی کے قلعے اور شہر کے چار مشرقی محلوں کے درمیان کی اراضی میں پہنچ گیا اور آخر کار ان محلوں میں سے اہم ترین یعنی جزیرہ اور تی گرہ اور مرتفع اخرادینا ہسپانوی مریکوس کی غداری کیوجہ سے رومن قبضے میں آگیا۔ رومن شہر میں گھس پڑے اور اس کی تاراجی میں ارشمیدس بھی کام آیا۔ بے شمار مال غنیمت رومنوں کے ہاتھ لگا۔ بہت سے فنی شاہکاروں کو روما لے گئے جہاں وہ مارکیلوس کے بنا کردہ "اعزاز" اور "جوانمردی" کے مندروں میں نصب کئے گئے جو پاس پاس تعمیر کئے گئے تھے۔ سرقوسہ پر رومن قبضہ ہونے کے بعد قرطاجنہ کی

باب ۱۵

قسمت میں زوال شروع ہوگیا، چنانچہ ۲۱۱ سنہ ق م میں کاپوا پر جو یونانی تمدن کا مرکز تھا اور جو دولت و زینت میں خود روما کا مقابلہ کر رہا تھا، رومنوں نے مسخر کر لیا، اور اسکی وجہ سے رومن اقتدار ازسرنو ہسپانیہ پر قایم ہوگیا، گو لیا پولس کبھی روما کی وفاشعاری سے نہیں ہٹا تھا اسی سال میں کانسل م۔ و۔ ائے ریوس لائی وی نیوس نے اکراگاس پر قبضہ کرلیا اور سرقوسہ کی طرح اس شہر کو بھی اجیر سپاہیوں کے ایک سرگروہ، موتی نیس نامی نومیدیہ کے باشندے کی غداری کی وجہ سے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ اب رومن علم تمام سسلی پر آویزاں تھا، اور یہ صوبہ، جسمیں ۲۱۶ سنہ ق م تک جزیرے کا ایک بڑا حصہ شامل تھا، ۲۱۱ سنہ ق م میں علاوہ مسانہ کے جو رسمًا آزاد تھا، اور توروے نیوم و نے تون کے، تمام جزیرے پر حاوی ہوگیا تھا۔ آیندہ مختلف بلدیات کی حیثیت مختلف ہوگئی، یعنی جن بلدیات نے اپنی خوشی خاطر روما کا ساتھ دیا تھا انکا رتبہ ان بلدیات کے رتبہ سے جدا ہوگیا جنھیں مجبورًا روما کا ہمنوا ہونا پڑا تھا، اور بدترین سیاسی رتبہ سرقوسہ کا تھا ۲۱۰ سنہ ق م میں ہسپانیہ میں بھی رومنوں کی قسمت جاگ اٹھی، اور نوجوان پ کورنے لیوس سی پیو نے، جو مقتول پبلیوس کا بیٹا تھا، بڑے بڑے کام انجام دیئے، بلکہ قرطاجنہ جدیدہ تک بھی قبضہ کرلیا۔ ۲۰۹ سنہ ق م میں فابیوس ماکسی موس نے وہ کام کیا جو مارکیلوس کے مہم کے مساوی تھا، یعنی مغرب کے یونانی شہروں میں سے سرقوسہ کے مدمقابل متمول بلدیہ تارنتوم پر قبضہ کرلیا، اور یہ بھی غداری ہی سے یعنی بروتیوں کے سردار کے رومنوں کی طرف آجانے کی وجہ سے انکے ہاتھ آیا۔ دراصل یہ سب اجیر سپاہیوں کے نظم کا نتیجہ تھا، آخر ایک ہسپانوی ایک نومیدی یا ایک بروتی کیوں قرطاجنیوں سے وفاداری برتیں جب وہ قسمت کے ہیٹے تھے اور انھیں صرف تنخواہ دیتے تھے جب دوسری طرف رومنوں کا خاور اقبال اوج پر آتا جاتا تھا اور

باب ۱۵

انکے تھیلے غداروں کے انعام کے لئے کھلے ہوئے تھے؟ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ غداری کی یہ نمایاں مثالیں یونانی النسل اجیر سپاہیوں میں ایسی عام نہیں تھیں۔ قرطاجنہ کا ستارہ اسوقت بالکل ہی غروب ہوگیا جب ہسدروبال نے اپنے بھائی کی مہم کا اعادہ کرنا چاہا لیکن سنہ ق م میں دریائے میتوروس پر اسے فاش شکست ملی اور لڑائی میں وہ خود بھی کام آگیا۔ سنہ ۲۰۶ ق م میں سی پیو ہسپانیہ سے روما آیا اور گو ہنی بعل اب بھی نشیبی اٹلی میں موجود تھا، تاہم وہ سیدھا سسلی گیا تاکہ خاص قرطاجنہ پر حملہ کرنے کے لئے فوج جمع کرے اور اسے افریقیہ لے جائے، یہ سنکر ہنی بعل کو اٹلی کو خیرباد کہنا پڑا، جہاں وہ اپنے لئے ایک سلطنت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا، اور سیدھا اپنے وطن مالوف کی حفاظت کرنے کے لئے چلا۔ لیکن سنہ ۲۰۲ ق م میں سی پیو نے اسے زاما کے مقام پر ایک فیصلہ کن شکست دی، اور اگلے سال قرطاجنیوں نے رومن شرائط کو مان اپنے آپ کو ہمیشہ کیلئے روما کا ماتحت بنا لیا، اور یہ اصول تسلیم کر لیا کہ آئندہ بغیر روما کی اجازت لئے بغیر وہ کسی سے برسرپیکار نہیں ہونگے۔ نشیبی اٹلی کو ہنی بعل کے ساتھ دینا بڑا گراں گذرا، اور یونانی تمدن کا، جسنے بروتیوں کے ملک میں گھر کر لیا تھا، بالکل خاتمہ ہوگیا۔ سنہ ۱۹۴ ق م میں تیمیسہ اور کروتوں میں، اور سنہ ۱۹۲ ق م میں سکی لے تیوم میں رومن شہریوں کی نوآبادیاں، اور سنہ ۱۹۳ ق م میں تھوری اور سنہ ۱۹۲ ق م میں ہیبو نیوم میں لاطینی نوآبادیاں قائم کردی گئیں، اور ملک بروتیاں مع سیلا سلوا کے رومن قوم کی ملک عامہ بن گیا۔

اب ہم ارض یونان کے واقعات پر نظر ڈالنے کے لئے چند سال پیچھے لوٹتے ہیں۔ گو فیلقوس روما سے برسرپیکار تھا لیکن اسمیں اتنی ہمت نہیں تھی کہ خاص رومنوں پر حملہ آور ہو اور روما نے بھی

باب ۵۱

باضابطہ جنگ کی ابتدا کرنا بالفعل ضروری نہیں سمجھا لیکن جب ۲۱۱ ق م میں وہ ذرا آزاد ہوے تو انھوں نے مناسب سمجھا کہ انکی بالواسطہ مخالفت کریں چنانچہ انھوں نے انکے دشمنوں، ایتولیوں، الیسیوں، اور اسپارٹیوں کے ساتھ و نیز تھریس و الیریہ کے حکمرانوں، اٹالوس فرمانروائے پرگامم کے ساتھ محالفہ کرلیا جیسے ایتولی لیگ نے ۲۰۹ ق م میں اپنا سپہ سالار مقرر کردیا تھا۔ اس زمانے میں اسپارٹیوں پر ایک خودسر مخانیداس حکومت کرتا تھا۔ اور فیلقوس کے تقریبًا واحد حلیف اکائیائی لیگ تھی لیکن بہ نسبت پہلے کے اب اکائیائی فیلقوس کی زیادہ خدمت کرسکتے تھے اسلئے کہ وہ ایک قابل سپہ سالار فلوپوےمین کے تابع تھے[۱۲] جسکا ذکر ہم باب ۱۰ میں کرچکے ہیں۔ یہ شخص ۲۵۳ ق م میگالوپولس میں پیدا ہوا تھا اور اسنے اکائیائیوں کی فوجی جوش کا احیاء کرکے وہاں کے فوجی نظام کو ازسرنو ابھارا تھا، اور اراتوس کے بعد اسنے اپنی تمام تر توجہ لیگ کی طرف مبذول کردی تھی۔ فیلقوس نے ایتولیوں کو اکارنانیہ سے نکال باہر کیا اور ۲۱۰ ق م میں اسے لامیہ کے مقام پر شکست دی، اور گو ۲۰۸ ق م میں اسے اوریوس رومیوں کے حوالہ کرنا پڑا لیکن اسنے اٹالوس کو اوپس پر نیچا دکھایا۔ مصر، رھوڈز، خیوس اور ایتھنز سب نے صلح کرانے کی کوشش کی، لیکن یہ سب ناکام ہوئے۔ اب فیلقوس نے ایتولیوں کو الیس سے نکالا اور

---

[۱۲] فلوپوےمین۔ دیکھو حوالے ہرمان کی "حکمت قدیمہ" ۸۸ ایں، جہاں فریمین کے حکم کو بھی نقل کیا گیا ہے۔ لیکن فاران گورکم (Von Gorkam) (یوٹرخٹ ۱۸۴۳ء) کی رائے مختلف ہے؛ جہانی: "یونانی زندگی" ۱۴۹، پیٹر "مطالعات تاریخ روما : Peter Zur roemischer Geschichte Cæserea Philippi (۱۸۶۳ء) کلیومینیس کی موت کے بعد یعنی ۲۱۹ ق م میں اسپارٹا میں پھر ملوکیت قائم ہوجاتی ہے اور پہلے آگے ہی پولس، جو الگیوں میں سے تھا، اور لیکرگوس، جو کسی شاہی خاندان کا رکن نہ تھا تخت پر بیٹھتے ہی، اور آخریں ۲۱۱ ق م میں مخانیداس

باب ۱۵

فلوپوئے مین نے ۲۰۷ء ق م میں مخانیداس کو مین تی نیہ پر شکست دی اور اس لڑائی میں خود اپنے ہاتھ سے اسے سکندریا پرھوس کی طرح سے ملک عدم پہونچا دیا۔ اسپارٹا کے لئے اس لڑائی کا واحد نتیجہ یہ ہوا کہ مخانیداس کی جگہ نابس یہاں کا خود سر ہو گیا۔ اور نابس مخانیداس سے کہیں بدتر شخص تھا۔ آخر میں فیلقوس نے تھرمون پر از سر نو قبضہ کر لیا اور ۲۰۵ء ق م میں ایتولیوں نے اس سے صلح کرنے کا تہیہ کر لیا گو انھوں نے اپنے وعدے کے مطابق روما سے مطلق استمزاج نہیں کیا۔ اسکے کچھ ہی عرصے بعد اسنے روما سے بھی صلح کر لی جس کے مطابق اسنے الیریا کا تھوڑا سا حصہ رومنوں کو دیدیا اور اسکے معاوضے میں اتن تانیہ اسے مل گیا[۱۳]۔

یہ دونوں صلحنامے درحقیقت التوائے جنگ سے زیادہ وقعت نہیں تھی اسلئے کہ فیلقوس کے دلمیں اب بھی روما کی طرف سے پرخاش تھی، اور روما ایتولیوں سے اس لئے ناراض تھا کہ انھوں نے فیلقوس سے علیحدہ صلح کر لی تھی۔

---

۱۳ رومنوں کی ایتولیوں سے تقسیم مال غنیمت کے بابت معاہدہ جو لیوی ۲۶، ۲۴ میں درج ہے وہ قدیم یونانی طرز عمل کے مطابق ہے اور بالکل اسی قسم کا ہے جیسا کہ مخانیداس نے ہیکارہ میں کیا تھا (طوسی دیدیشں ۶، ۶۲)؛ اسے ہرٹزبرگ روما کے لئے بالکل "ذلت آفریں" کا لقب دیتا ہے؛ فریمین: تاریخ سسلی ۳، ۵۶ ہمارے نزدیک اگر ہم قدیم قانون بین الاقوام کو ملحوظ رکھیں تو یہ طرز عمل ایسا ذلیل معلوم نہیں ہوگا۔

صلحنامہ؛ پولی بیوس ۱۱، ۴ تا ۷؛ ہرٹزبرگ ۱، ۴۴، ۴۷۔ اس صلحنامے سے روما پر گاثم ایتھنز اسپارٹا، الیسنیہ، ایلس کی قائمقامی کرتا ہے اور فیلقوس بتھی نیہ، تھسلی، ایپائروس، اکارنانیہ، بیوتیہ، اور اکائیہ کا قائمقام ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روما یونان کے حمایتی سلطنتوں میں سے ہو گیا ہے۔

باب شانزدہم

مشرقی معاملات

یونان

فیلقوس کی روما کے ہاتھوں شکست

سنہ ۲۰۵ ق م تا سنہ ۱۹۲ ق م

اب ہم اس عہد کی طرف رجوع ہوتے ہیں جب شاہ مقدونیہ کا غرور و تکبر سب کا سب خاک میں ملجاتا ہے اور شام کے بادشاہ میں کامیاب مہمات کی وجہ سے مزید حوصلے اور آرزوئیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

ہمیں پھر مشرق کی طرف منہ کرنا پڑتا ہے سنہ ۲۰۴ ق م میں مصر کے بدکردار حکمراں بطلیموس چہارم "فلوپاتر" کا انتقال ہو گیا۔ جسکے خارجی معاملات کا سوسی بیوس نے اچھا خاصہ انتظام کیا تھا[1]

[1] مصر۔ پولی بیوس ۵، ۳۵ وغیرہ۔
شام و مقدونیہ بطلیموس پنجم کے خلاف؛ پولی بیوس ۳، ۲، لیوی ۲۱، ۱۴ بطلیموس پنجم

باب ۱۶

اسکے بعد اسکی بہن کے بطن سے اسکا بیٹا بطلیموس پنجم تخت نشین ہوا اور اپنے ۲۰۴ سنہ ق م سے ۱۸۱ سنہ ق م تک حکومت کی۔ بطلیموس اپنی تخت نشینی کے وقت صرف چار پانچ برس کا تھا، اور یہی وہ شخص ہے جسے ایپی فانیس (ہوید النشان) کا لقب دیا جاتا ہے۔ اسکے زمانے میں حکومت کی ہیئت وہی رہی جو پہلے تھی، لیکن فرق صرف یہ ہوگیا کہ وزراء میں جلد جلد تبدیلی ہونے لگی اور وزرا کو پہلے سے زیادہ سختی و تشدد کے ساتھ ہٹایا جانے لگا، اسلئے کہ بادشاہ کی کم عمری کی وجہ سے مصر جیسے ملک میں کسی وزیر کے اثر کو زیر کرنیکا واحد یقینی طریقہ یہی تھا کہ اس کا خاتمہ کردیا جائے۔ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ وزیر سے کوئی بد اخلاقی سرزد ہوجاتی تو اسکی سزا کا کام اسکندریہ کے ایسے لوگ اپنے سر لیتے جو خود پابندی اخلاق میں مشہور نہیں تھے، گو یہ ضرور ہے کہ علی العموم حاکموں سے محکوم اخلاقاً بہتر تھے۔ بہرنہج اس زمانے سے مصری حکومت صرف متلون اور بد اخلاق مطلق العنانوں کی حکومت ہوگئی جسمیں کبھی کبھی تھوڑی بہت باعتدالی کیفیت بغاوت عامہ اور خارجی اثرات کی وجہ سے پیدا ہوجاتی تھی۔ ابتدا میں سوسی بیوس اور اگاتھوکلیس ایپی فانیس کے ماتحتی میں حکومت کرتے ہیں، پھر سوسی بیوس کسی غیر معلوم طریقے سے غائب ہوجاتا ہے اور اگاتھوکلیس اپنے عزیز کے ساتھ ملکر حکومت کرتے ہوئے نظر

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ "ایپی فانیس" کے لئے مہافی: "سلطنت" ۲۸۹ تا ۳۲۷۔ روما و مصر؛ باب ۱۷، حاشیہ ۲؛ مہافی ۲۹۶ تا ۲۹۸۔ مہافی کہتا ہے کہ مارکوس لیپی دس بادشاہ کا اتالیق نہیں تھا۔

جنگ کوہ پانیوم؛ پولی بیوس ۱۶، ۱۸؛ پانیاس کا محل وقوع "قیصریہ فیلقوسیہ" (Cæsarea Phillippi) دریائے اردون کے نکاسوں کے قریب بندیکر: "فلسطین" ۲، ۲۶۵۔

آتا ہے لیکن اسکندریہ کے مقدونیوں نے علم بغاوت بلند کردیا، اور انھیں استقدر غلبہ حاصل ہوا کہ اگاتھوکلیس نوعمر بادشاہ کو انکے حوالہ کرنے پر مجبور رہا اور اگاتھوکلیس اور اسکے ساتھیوں کو اپنی حرکات کی پاداش میں موت کے گھاٹ اترنا پڑا۔ اسکے زوال کا خیال تلے پولیموس کو پیدا ہوا تھا، چنانچہ وہ اب وزیر بن گیا، لیکن اپنے زمانۂ وزارت میں اسنے اپنی قابلیت کا اظہار نہیں کیا، چنانچہ اسے ایتولی سپہ سالار اسکوپاس اور اکارنانی ارسطومنیس نے برطرف کرادیا، اور کچھ مدت کے بعد ارسطومنیس نے اسکوپاس کو بھی ایکطرف ہٹادیا (۱۹۶ سنہ ق م)۔ لیکن ارسطومنیس بھی بہت دن تک برسر اقتدار نہیں رہا اسلئے کہ اب اپی فانیس سن شعور کو پہونچ گیا تھا اور محض اپنے اقتدار کا مظاہرہ کرنے کے لئے اسنے اسے زہر دلوایا اس بادشاہ کے باقیماندہ عہد میں پولیکراتیس اور ارسطونیکوس کے ہاتھ میں حکومت کی باگ رہی، اور اپی فانیس انکے قبضے میں ایک کٹھ پتلی کیطرح تھا۔ اس سے مقابلہ کیا جائے تو انطاکوس بادشاہ سوریہ بھی بڑا آدمی نظر آتا ہے اسلئے کہ جب وہ (فیلقوس شاہ مقدونیہ کے ساتھ مخالفہ کرنے کی طرح) اپنے عقب کی حفاظت کرلیتا تو اسے آسانی سے کامیابی حاصل ہوجاتی۔

مصر اور شام کی باہمی جنگ میں پانسا کبھی ایک طرف ہوتا تو کبھی دوسری طرف۔ ابتداءً اسکوپاس نے فلسطین پر ازسر نو قبضہ کرلیا، لیکن پھر (۱۹۸ سنہ ق م میں) دریائے اردون کے منبع کے قریب کوہ پانیوم کے موقعہ پر اسے انطاکوس نے شکست دیدی، اور گو ابتداءً میں وہ سیدا میں مدافعت کرتا رہا لیکن بعد میں اسے مصر کی طرف ہٹ جانا پڑا۔ اب یروشلم پر انطاکوس کا قبضہ ہوگیا۔ تعجب ہے کہ فریقین میں جس صلحنامہ پر دستخط ہوئے (۱۹۶ سنہ ق م) اسمیں انطاکوس کو خاص فائدہ نہیں ہوا۔ طے یہ پایا کہ اپی فانیس

انطاکوس کی بیٹی قلوبترہ کے ساتھ نکاح کرے اور اس کے جہیز میں کیلئے سوریہ، فینیقیہ اور فلسطین دیدیا جائے۔ ساتھ ہی یہ بھی طے پایا کہ ان صوبوں کی آمدنی دونوں ملکوں کے درمیان تقسیم ہو جایا کرے جسکی وجہ سے اِن کا مصر کے ساتھ محض نام کا تعلق سمجھنا چاہیئے[1]؛ ساتھ ہی مصر نے ایک خفیہ عہد نامے کے ذریعے سے ایشیائے کوچک کے اپنے تمام مقبوضات سے دست برداری دیدی، اور یہی انطاکوس کے لئے ایک بڑی بھاری کامیابی سمجھنی چاہیئے (دیکھو باب ۱۷ حاشیہ ۲)

داخلی معاملات میں ایپی فانیس کی حکومت میں بھی اتنی ہی تبدیلیاں ہوئیں جتنی خارجی معاملات میں۔ یہ دیسی عنصر کی اہمیت میں حال میں بہت کچھ اضافہ ہو رہا تھا۔ قلوپاترہ نے مصریوں سے میدان جنگ

---

[1] شرائط صلحنامہ کے بابت ہمیں ٹھیک معلومات حاصل نہیں ہیں؛ App Syr ۴، اور لیوی ۳۳، ۴۰، ۴۱ میں کچھ حوالے دیئے ہوئے ہیں۔ باب ۴۱ کے مطابق بطلیموس کی موت کی افواہ پھیل گئی؛ App. Syr. ۱ کو مغالطہ ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ اِس بطلیموس کو قلوپاترہ سمجھتا ہے۔ لیوی اس صلحنامے کی تاریخ سنہ ۱۹۶ ق م بتاتا ہے۔ نکاح؛ App. Syr. ۵۔ رسوم نکاح رافیہ میں، سنہ ۱۹۴/۱۹۳ ق م، لیوی ۳۵، ۱۳۔ نیز دیکھو شیورر: تاریخ قوم یہود Schuerer Gesch. d. Juetl. Volkes ۲، ۵۲۔

فینیقی شہروں پر مصر کی حکومت؛ مقابلہ کرو ہیڈ: "تاریخ مسکوکیات"، بیدا، ۶، ۷۰؛ طرابلس، ۶۷۳؛ صور، ۶۷۴؛ سکس: "جریدۂ مسکوکیات" Num. Chron. سنہ ۱۸۷۷ء ص ۱۹۲؛ ارادوس، (ہیڈ ۶۶۵ وغیرہ) نے بجائے بطالسہ کے سلیوکیوں کا ساتھ دیا؛ اسنے اسکندری نمونے کے بہت سے سکے بنائے، خود اپنا سنہ (سنہ ۲۵۹ ق م سے) جاری کیا اور سنہ ۱۷۰ ق م کے بعد الفی سوس والی شہد کی مکھی کی شبیہ کو رواج دیا۔ مقابلہ کرو "ارادوس" بابلوں کے کتاب Melange numis. پیرس سنہ ۱۸۹۲ء میں۔

بطالسہ کے محاصل؛ یوسفوس: "قدیمیات" Jos. Antiq ۱۲، ۴۔

باب ۱۶

میں خدمت سے کرائیں اپنی قوت کا احساس پیدا کر دیا تھا، اور وہ پہلے سے بہت زیادہ بہادر ہو گئے تھے چنانچہ انھوں نے جگہ جگہ بغاوتیں کردیں جنھیں حکومت نے نہایت ہی سختی کے ساتھ فرو کیا۔ ایپی فانیس کے عہد حکومت میں بھی یہی صورت حال رہی، اسلئے کہ علاوہ پرودیبیوں خصوصًا ایتولیوں کے خلفشاروں کے دیسی مصریوں کی بغاوتیں برابر جاری رہیں جنمیں سے اہم ترین بغاوت لیکوپولس کے قبضے کے ساتھ خاتمے کو پہونچی۔ اب وزرا نے دیسی عنصر کا راضی کرنا ہی مناسب سمجھا چنانچہ انھوں نے ۱۹۵ سنہ ق م میں بادشاہ کی تاجپوشی کی رسم نہایت تزک سے میمفس کے تجخانہ پتاہ میں ادا کی، جسے پولی بیوس رسم انا کلیے تیریہ کا لقب دیتا ہے۔ اس طرز عمل کی بنا پر مصری پجاریوں کو تحفہ تحائف اسی طرح دیئے گئے جیسے بطلیموس اول کے زمانے میں دیئے جاتے تھے، اور انھوں نے جو اسکے جواب میں اظہار تشکر و امتنان کیا وہ روزیتہ والے پتھر سے ظاہر ہوتا ہے ؎ آخر میں ایپی فانیس اور اسکے نسبتی بھائی انطاکوس چہارم کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا، اور چونکہ اب ایتولیوں کو رومانیچا دکھا چکا تھا اور مصر ان سے پہلے کی طرح سپاہیوں کا کام نہیں لے سکتا تھا اسلئے بادشاہ اکائیائیوں سے مدد کا طالب ہوا لیکن قبل اسکے کہ اسے اس نواح سے مدد ملے اسے

؎ پجاریوں کے ساتھ مراعات، بہائی: "یونانی زندگی" ۲۹۹ سلطنت سکندر اعظم میں بیوہ یو کی اہمیت؛ ایضًا ۲۶۹، ۲۷۴۔ مقابلہ کرو لیترون کی اشاعت نوشتہ روزیتہ Letronne: édition de l' inscription gracque de Rosette، جلد ۱، میولر: "اجزاء تاریخ یونان" Muller: Fr. Histor.Gr. ، پیرس، دیدو۔ لیترون ان بغاوتوں پر بحث کرتا ہے جنکا بطالسہ کو مقابلہ کرنا پڑتا تھا، سنوہی تسلسل کے لئے حاشیہ ۱۶؛ تسخیر لیکوپولس، حاشیہ ۲۱۔ اس نوشتہ کے یونانی متن سے قدیم پسے قربا کی یاد تازہ ہوتی ہے: سطر ۸، "کہا گیا"، سطر ۳۶ "حکم دیا گیا۔ مہائی: "سلطنت"، $\frac{301}{305}$، $\frac{316}{227}$ (یونانی متن مع تفسیر کے)

باب ۱۶

خود اسکے "دوستوں" یعنی درباریوں، ارکان مجلس مملکت اور وزرا نے زہر دیدیا۔ حق یہ ہے کہ اس بادشاہ کی جیسے زندگی گذری ویسے ہی خاتمہ بھی ہوا۔ ہم اسکے فرزندوں کی طرف ناظرین کی توجہ پھر مبذول کرینگے۔

اب ہم یونانی متقدونوی امور کی طرف رجوع ہوتے ہیں [۵۵] روما کے

---

۵۴ فیلقوس پنجم؛ ہرٹزبرگ ۱، ۵۳ وغیرہ۔

ہرقلیدس رھوڈز میں؛ پولی بیوس ۱۳، ۴، ۵؛ پولیائے نوس ۵، ۱۷، ۲۔

دکائے آرخوس اس مقام پر جہاں وہ لنگر انداز ہوتا ہے "گناہ کاری" اور "قانون شکنی" کے نام سے قربانگاہیں بناتا ہے؛ پولی بیوس ۱۸، ۴، ۵، ۳۷؛ مقابلہ کرو دیودوروس ۲۸، ۱۔

رھوڈزی کیوس کے بابت اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں؛ پولی بیوس ۱۵، ۱۲۔

فیلقوس کا پرگامم پر حملہ؛ پولی بیوس ۱۶، ۱؛ دیودوروس ۲۸، ۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۲۰۱ ق م میں بھی پرگامم اپنے فنون لطیفہ کے لئے ممتاز تھا۔

بحری لڑائی؛ پولی بیوس ۱۶، ۱۴، ۱۵۔

ایتھنز میں دو اکارنانیوں کو سزائے موت؛ لیوی ۳۱، ۱۴۔

ایتھنز میں کانگریس؛ پولی بیوس ۱۶، ۲۵، ۲۶۔ پوسانیاس ۱، ۳۶ کے مطابق کیفی سودوروس کی وساطت سے ایتھنز، اتالوس ساکن میزیہ، بطلیموس، ایولیائیوں اور کریٹیوں کے مابین ایک محالفے پر دستخط ہوئے۔ ہیڈ ("تاریخ مسکوکیات" اس محالفے کا تعلق سکہ جات کنوسوس (صفحہ ۳۹۰)، کیدونیہ (۳۹۲)، گورتی نہ (۳۹۵) ہئے راپیت نا (۳۹۷)، پولی رے نیون (۴۰۳) اور پریانسوس (۴۰۵) سے بتاتا ہے، جو ایتھنزی نمونے پر بنائے گئے تھے۔

اتالوس ائی گینا کو ایتولیوں سے خرید لیتا ہے، جسکی وجہ سے یہ جزیرہ یونان میں حکمرانان پرگامم کا مرکز بنجاتا ہے؛ پولی بیوس ۲۳، ۸؛ مقابلہ کرو فرنیکل، ص ۴۷ یومینس اور اتالوس دونوں اپنا بہت کچھ وقت یونان ہی میں گذارتے تھے۔

فیلقوس کا مارکوس ائمے لیوس سے مذاق؛ پولی بیوس ۱۶، ۳۴؛ لیوی ۳۱

باب ۱۶

ساتھ جنگ کے بعد فیلقوس کی سیاسی حیثیت اسکے لئے ناقابل برداشت ہوگئی تھی۔ لیکن اسے رومنوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں تھی۔ اسکی خواہش یہ تھی کہ اسکے نقصان کا معاوضہ اسے مشرق اور جنوب کے علاقوں میں ملجائے اور اس مقصد کے حصول کے لئے اسنے انطاکوس کے ساتھ محالفہ کرلیا جسکے بموجب انطاکوس کو تمام

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۔ ۱۸۔ پولی بیوس کہتا ہے کہ فیلقوس اس سے پریشان ہوا، اور لیوی کا بیان ہے کہ فیلقوس آزادانہ گفتگو کا عادی نہیں تھا۔ اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ رومن چاہتے تھے کہ فیلقوس جنگ کی ابتدا کرے، چنانچہ فیلقوس نے جس جواب کے ذریعے سے اپنے آپکو جال سے نکالا وہ عیارانہ تھا؛ ہوم سن ۱، ۱۰۷۔ اس بیان کا پہلا حصہ غلطی پر مبنی معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ رومن کیوں جنگ کی ابتدا کرنے سے جھجکتے رہا فیلقوس، تو اگر اسے شبہ ہوتا کہ میرے لئے کوئی جال پھیلایا جارہا ہے اور وہ اس سے نکلنا چاہتا تو وہ آسانی سے یونانیوں کا قدیم مدبرانہ طریقے پر کاربند ہوکر جنگ پیلوپونیز کی طرح جواب دعوی داخل کردیتا۔ اسکے بجائے اگر اسنے سفیر کے شخصیت کو دھر گھسیٹا تو وہ اتنا عیارانہ نہیں تھا جتنا بے وقوفانہ۔ اسکا تو یہ قول تھا کہ یہ جواب بھی نرم تھا اور ممکن تھا کہ اس سے بھی سخت ہوسکتا تھا، اور اگر ائمیلیوس اتنا خوبرو جوان نہ ہوتا تو یہ ناممکن نہ تھا۔

فیلقوس کے خصائص؛ پولی بیوس ۱۸، ۲

کونٹک تیوس کے لئے پولی بیوس ۱۸، ۱۲۔ نقیہ والی ملاقات؛ پولی بیوس ۱۸ (۱۷)، ۱ وغیرہ؛ لیوی ۳۲، ۳۳ وغیرہ۔ فیلقوس علی العموم کسی ظلم سے جی نہیں چراتا تھا لیکن یہاں اُسنے اپنی پرہیزگاری کا مظاہرہ کیا۔

یہاں خدا کے خوف کا جو حوالہ ہے اور اسکا تباین انسان کے خوف سے جو کیا گیا ہے اس سے اس عہد کے مشرقی تمدن کی کیفیت نظر آتی ہے (امثال حضرت سلیمان ۴) اس بات کا اعادہ راسین نے "آتالی" کے مشہور مصرع میں کیا گیا ہے:۔ "مجھے صرف خدا ہی کا خوف ہے اور میں اسکے سوا کسی سے نہیں ڈرتا" (۱، ۱)؛ نیز ہمارے زمانے میں ایک مشہور و معروف شخص نے بھی اسی خیال کا اعادہ کیا ہے۔ دیکھو اوپر باب ۳ حاشیہ ۱۵۔

ملک شام مل جاتا اور خود وہ یعنی فیلقوس کو آزادی حاصل ہو جاتی کہ جسقدر ایشیائے کوچک چاہے اپنی قوت بازو سے فتح کرلے لیکن اس کا طرز عمل کیوجہ سے انطاکوس سے بھی زیادہ فیلقوس اس بڑی اصن کی لیگ کے مقابلہ میں آگیا جسکے ممتاز ترین اراکین اسوقت یعنی ۲۰۱ ق م میں رھوڈز، پرگامم اور مصر تھے، اور دوسرے درجہ کے دول میں ایتھنز، بیزنطہ اور اخیوس شمار کئے جاتے تھے۔ نیز اسیطرف ایتولیہ بھی تھا، جو لیبنری ماخیہ، خالکیدون اور کیوس کا گویا محافظ تھا۔ لیکن اس تماشہ گاہ کے پس منظر میں، گویا ان سب مملکتوں کے محفوظ حفاظت کنندہ کے طور پر روما کھڑا تھا، اور فیلقوس کے سیاسی نقطہ نظر کی تنگی اس کے اس خیال سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بغیر روما کو ناراض کرنے کے اسوقت رھوڈز، پرگامم، مصر، ایتولیہ اور ایتھنز کو نقصان پہونچا کر اپنے ملک کو وسیع کرسکتا ہے۔ اور انجام یہ کہ اسے براہ راست روما پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ مدت تک تو اسے بظاہر کامیابی ہوئی، لیکن ایک ہی وار میں اسے اپنے تمام فوائد محصلہ سے دست بردار ہونا پڑا۔ فیلقوس کو رھوڈزیوں سے خاص طور پر پرخاش تھی اسلئے کہ اسکے خیال کے مطابق وہ ایسے معاملات میں اپنی ٹانگ اڑا دیتے تھے جنسے انکا کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا۔ اسکا خیال تھا کہ صرف بادشاہوں ہی کو اعلیٰ سیاسیات میں حصہ لینا چاہئے۔ اسنے اپنے سپہ سالار ہرقلیدس سے یہ اعلان کرایا کہ میرے آقا نے میری توہین کی ہے جسکی وجہ سے مجھے اپنے وطن کو خیرباد کہنا پڑا ہے اور میں اب کسی دوسری جگہ اپنا گھر بناؤنگا، چنانچہ اس کے بعد وہ سیدھا رھوڈز گیا جہاں اسکی بڑی آؤبھگت ہوئی۔ یہاں پہونچکر ایک دن موقعہ پا کر اسنے سلح خانے کو آگ لگادی اور غائب ہوگیا، اور جب دوبارہ نمودار ہوا تو اپنے آقا فیلقوس کے دربار میں اسکے سپہ سالار کی حیثیت سے! لیکن اس ترکیب سے

باب ۱۶

بادشاہ کو کچھ زیادہ فائدہ حاصل نہیں ہوا، گو رھوڈز سے کمزور تر مخالفوں کے مقابلے میں اسے نسبتہً زیادہ کامیابی ہوئی (سانہ ق م)۔ اسنے ایتولی دکائیارخوس کے ذریعے نبے بحری قزاقی شروع کی، رھوڈزیوں کے خلاف کریٹیوں کی مدد کی، اور جزائر مدور پر جو اسوقت مصریوں کے زیر حمایت تھے، اور ایتولیہ کے حلیف بلدیات ہیلیس پونت مثلاً لیزی ماخیہ، خالکدون و کیوس پر اور آخر کار تھاسوس پر قبضہ کرلیا۔ اسوقت تک رھوڈزیوں پر فیلقوس نے کھلا حملہ نہیں کیا تھا، اور اب انھوں نے کیوس کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا تھا اسکے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ عین اسوقت جب وہ کیوسیوں کو غلام بنا بنا کر فروخت کر رہا تھا، اسکے سفیر رھوڈزیو کے سامنے مقامی تماشہ گاہ میں یہ اعلان کر رہے تھے کہ انھوں محض انکی خوشنودی مزاج کی وجہ سے کیوس والوں کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کیا ہے، جسپر رھوڈزی پری تانس نے، جسے اصلی صورت حال سے آگاہی ہوگئی تھی، اپنے ہم وطنوں سے واقعی شاہانہ مرحمت کا ذکر کیا۔ اسکے بعد رھوڈز، خیوس، اور بیزنطہ نے قطعی طور پر دشمن کا سا برتاؤ کرنا شروع کیا، جسپر فیلقوس نے خیوس و ساموس پر حملہ کیا اور پرگامم کا علاقہ تاراج کردیا۔ اسکے بعد اتالوس نے رھوڈز کے ساتھ تعامل کرکے سمندر پر جنگ کا فیصلہ کُن خاتمہ کرنا چاہا لیکن اسے کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ وہ اور رھوڈزی امیر البحر تھیوفلسکوس کو خیوس کے قریب تھوڑی بہت کامیابی ہوئی، لیکن چونکہ اتالوس کا جہاز گرفتار ہوگیا، خود بادشاہ فرار ہوگیا اور رھوڈزی امیر البحر جنگ کے بعد زخموں سے جانبر نہ ہوسکا اسلئے فیلقوس نے دعویٰ کیا کہ لڑائی میں نے ہی جیتی ہے، اور جب لادے کے قریب فریقین میں پھر مڈبھیڑ ہوئی تو رھوڈزیوں کو واقعی شکست ملی۔ ان کا بیڑہ کوس ہٹ گیا اور فیلقوس نے کاریہ کے بعض مقامات کو جنپر اس کے

پہلے رھوڈز کا قبضہ تھا، تسخیر کر لیا، لیکن چونکہ اسے کاریہ میں بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا اور اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ اس کے دشمن آپس میں مفاہمت کر رہے ہیں اسلئے وہ ۲۰۱ ق م میں یورپ واپس چلا گیا۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ اکارنانیوں کی اتھنز یوں نے توہین کی تھی، اور فیلقوس اکارنانیوں کا حلیف تھا، چنانچہ اب اتھنز گفت وشنود کا مرکز بن گیا، اور رومنوں نے جنھیں ۲۰۱ ق م میں قرطاجنہ سے صلح ہوجانے کی وجہ سے بہت سے جھگڑوں سے نجات مل گئی تھی، اب فیلقوس کے دشمنوں کی سربراہی کرنی شروع کی گو بظاہر سب سے پیش پیش اسوقت اتالوس تھا۔ جب اتالوس رومن سفیروں کو ساتھ لئے ہوئے ایک پرشوکت جلوس کے ساتھ پیرائیوس سے (جہاں وہ اپنے مملوکہ ائی گینا سے آتا تھا) اتھنز پہونچا تو اس سے اس شہر کے درخشاں عہد کی یاد تازہ ہونے لگی۔ اس نے اپنی تحریک کو کہ اتھنز بھی فیلقوس کے خلاف اسکے، رھوڈز کے اور رومنوں کے ساتھ محالفہ کرلیں لکھکر اتھنز یوں کے سامنے پیش کی اور یہ تحریر بہ آواز بلند جمعیت میں پڑھی گئی۔ اس کی تائید رھوڈز کے سفیروں نے کی اور آخر کار اتھنز نے فیلقوس سے جنگ کی ٹھان لی۔ اتھنز یوں نے رھوڈزیوں کو وہی حقوق دیئے جو اس سے پہلے رومنوں کو مل چکے تھے، اور ایک قبیلے کا نام اتالوس کے نام پر اتالس رکھا گیا۔ اب رھوڈزی بیڑے نے فیلقوس کے قبضے سے اجئین کے بہت سے جزیرے نکال لئے، گو اسکے برعکس فیلقوس کے سپہ سالار نکانور نے اٹیکا کو تاراج کر دیا لیکن جب رومن سفیروں نے اس سے چلے جانے کے لئے کہا تو اسنے فوراً تخلیہ بھی کر دیا۔ اسی طرح یہی سفیر ایپائروسیوں، اتھامانیوں، اکائیائیوں اور ایتولیوں سے صلح کا پیام دیکر انٹیا کے مفاد کی حفاظت کرنے کے لئے

باب ۱۶

اور ممکن ہو تو مصر و شام کی باہمی صلح کرانے کے لئے ایشیا چلے گئے
اب فیلقوس کو اپنی موجودہ حیثیت قائم رکھنے کے لئے کمال دانشمندی
کی ضرورت تھی اور چونکہ روما نے اس پر باضابطہ جنگ شروع نہیں
کی تھی اسلئے یہ اسوقت بھی ممکن تھا؛ لیکن وہ پہلے سے بھی زیادہ
بے فکر ہوگیا اور خود اپنے زوال میں ممد و معاون ہوا۔
سنہ ۲۰۰ ق م میں اسکے سپہ سالار ہرقلیدس نے شہر ماروینہ
اور شہر آئے نوس، جو اسوقت تک مصر کے ماتحت تھے، لے لئے، اور
خود فیلقوس نے ایلائیوس، الوپے کونے سوس اور بعض دوسرے
مقامات پر قبضہ کرنے کے بعد یہ تہیہ کرکے کہ جیسے ہو سکے گا ایشیا
کو جانیکا راستہ صاف کرنے کے لئے ابی دوس کو مسخر کرلیگا، اس
شہر پر حملہ کردیا۔ اتالوس اور رھوڈزیوں نے شہر کی مدد کرنے کی
ہمت نہیں کی، چنانچہ اسے ہتھیار ڈالدینے پڑے۔ لیکن قبل اسکے
کہ فیلقوس شہر میں داخل ہو ایک رومن سفارت کے ایک رکن
م۔ اے می لیوس نے، جو ایشیا کی طرف چلی تھی اس سے روما کے ایک
حلیف پر حملے کرنے پر صدائے احتجاج بلند کی۔ اسمیں اور فیلقوس
میں جو بحث ہوئی اسمیں موخرالذکر کو نیچا دیکھنا پڑا اور آخر کار شاہ
مقدونیہ نے کھوکھلی لفاظی سے بحث کا خاتمہ کردیا۔ جب ابی دوس
والوں نے سنا کہ بادشاہ انھیں شہر چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتا تو
انھوں نے ایک دوسرے سے قسم کھائی کہ وہ زندہ گرفتار نہیں ہونگے،
چنانچہ انھوں نے اس حلف کو پورا کر دکھایا اور اکثر نے خودکشی کرلی۔
اس سے فیلقوس کو بڑا غصہ آیا اسلئے کہ وہ سمجھتا تھا کہ ابی دوسیوں
کو غلام بناکر وہ بہت کچھ روپیہ پیدا کریگا، اور اسکے بعد اس نے
ایک الو اور لغو اور قابل نفرت مزاح کیا کہ اچھا تو میں تین روز کی مہلت
دیتا ہوں جسمیں ابی دوس والوں کو اپنے آپ کو پھانسی دینے یا خنجر
مارنے کی پوری اجازت ہے۔ ظاہر ہے کہ اس مدت کے دوران میں

اس نے انھیں گرفتار کر لینے اور بعد میں فروخت کرنیکا تہیہ کرلیا تھا۔ موسم خزاں ۲۰۰ سنہ ق م سے پہلے ہی سلپی کیوس گالبا ایک رومن فوج کو لے کر السیریہ اور کلاؤدیوس ۲۰ جہازوں اور ایکہزار سپاہیوں کو لے کر ایشیا پہونچ گیا۔ راستے میں موخر الذکر نے خالکس پر قبضہ کیا۔ لیکن چونکہ اسنے محسوس کیا کہ میں اس شہر کو آسانی کے ساتھ اپنے قبضے میں نہیں رکھ سکتا اسلئے اس نے اسے چھوڑ دیا۔ فیلقوس نے ایتھنز پر حملہ کیا، لیکن دپی لون دروازے سے پسپا ہونا پڑا جسپر اُسنے قرب و جوار کے علاقے کو تاراج کر کے انتقام لیا اور اس تاراجی میں مقبروں کو بھی نہیں چھوڑا۔ جب اتالوس ائی گینا سے اور رومن پرائیوس سے ایتھنز پہونچے تو وہ پیلو پونیز واپس چلا گیا جہاں پہونچ کر اسنے اکائیائیوں سے وعدہ کیا کہ اگر وہ یوبیہ میں اسے کمک بھیجیں گے تو وہ نابس کے خلاف انکی مدد کریگا۔ لیکن اس استدعا کے اکائیائیوں نے تعمیل نہیں کی اسلئے کہ وہ اس واقعے کو نہیں بھولے تھے کہ فیلقوس نے فلوپوئے مین کو کسی وقت زہر دینے کی کوشش کی تھی۔ اسپر فیلقوس پھر شمال کی طرف چلا اور اٹیکا کو پہلے سے بھی زیادہ تاراج کر کے اور مجسموں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنا غصہ نکالا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس طرز عمل سے کسی کا کیا بھلا ہوتا۔ بہر حال فیلقوس نے تو اس نواح میں کچھ کر کے نہیں دکھایا، اور ادھر رومنوں کو مقدونیہ میں اتنی ہی کم کامیابی ہوئی بلکہ ۱۹۹ سنہ ق م تک انھوں نے کوئی کار نمایاں انجام نہیں دیا اور ۱۹۸ سنہ ق م تک رومن وہاں کے وہیں رہے۔ لیکن ۱۹۸ سنہ ق م میں صورت حال میں اسوقت تبدیلی ہوئی جب مقدونیہ ضلع پر خاص طور پر کانسل ت، کوئنک تیوس فلامی نیوس مامور کیا گیا۔ اس جنگ کے دوران میں جسکا میدان پہلے ایپائروس میں تھا، دریائے آؤس کے کنارے دودونا کے شمال میں فیلقوس اور تیتوس باہم ملاقی ہوے اور فیلقوس نے صلح کی طرف اپنے میلان کا اظہار کیا لیکن جب

باب ۱۶

اس سے تھسلی کے تخلیہ کے لئے کہا گیا تو اس سے فوراً گفتگو سے قطع تعلق کر لیا۔ اب تیتوس نے فیلقوس کے مضبوط قدم اکھیڑ دیے اور اسے مقدونیہ کی طرف بڑھنے پر مجبور کیا لیکن وہ راستے میں تھسلی کو تاراج کرتا ہوا گویا اس ملک کو خدا حافظ کہہ گیا۔ اسکے بعد روما کے حلیفوں یعنی ایتولیوں نے بھی تھسلی کو تاراج کیا، لیکن تیتوس نے جب لارستہ کے قریب شہر اتراکس کی تسخیر کرنے کی کوشش کی تو اسے ناکامی ہوئی اور اسکے بعد وہ موسم سرما بسر کرنے کے لئے فوکس کے شہر انتی کیرا چلا گیا۔ اسکے بھائی لوکیوس نے رومن، رھوڈزی اور پرگامم کے جہازوں کی مدد سے ایریتیریا اور کاریستوس لے لئے۔ اب تیتوس نے اکائیائیوں کو مقدونیہ کے مخالفانہ لیگ میں شامل ہونے کے لئے کہا، اور روما کے مخالفوں یعنی آرگوس، میگالوپوس اور دیمے کے قائم مقاموں کے اٹھ جانے جمعیت لیگ میں سے اٹھ جانے کے بعد اکائیہ بھی اس لیگ میں شامل ہو گیا۔ اسکے برعکس آرگوس فیلقوس ہی کا ساتھ دیتا رہا۔

اس موقعہ پر خود تیتوس فیلقوس کے ساتھ کسی قسم کی مفاہمت کو خوش آمدید کہتا اسلئے کہ اگر جنگ جاری رہتی تو روما سے اس کی جگہ نیا کانسل آجاتا۔ الغرض دونوں رہبر ۱۹۷ ق م میں نقیہ کے قریب خلیج مالوس دوبارہ ایک دوسرے سے ملے۔ تیتوس کے ساتھ اتالوس، رھوڈز، اکائیہ اور ایتولیہ کے سفیر بھی آئے اور انمیں سے بعض نے اپنے مخصوص دعاوی اور بعض نے یونانیوں کے عام مفاد کو پیش کیا۔ مثلاً اتالوس نے پرگامم کے قریب کے ان بت خانوں یعنی افرودیسی زیون اور نیلےخوریون کے ازسرنو تعمیر کا مطالبہ کیا جو جو فیلقوس نے اجاڑ ڈالے تھے اور رھوڈزیوں نے اپنے سمندر پار مقبوضات اور ایشیا کے جملہ ایسے مقامات کے تخلیہ کا مطالبہ کیا جن پر فیلقوس نے قبضہ کر لیا تھا۔ الغرض فریقین دو مہینے کے لئے

جنگ کے التوا پر راضی ہوے اور قرار پایا کہ روما میں گفت وشنود جاری رہے۔ لیکن اس گفت وشنود کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا اسلیئے کہ فیلقوس نے دمیتریاس، خالکِس اور کورنتھ سے دست بردار ہونے سے انکار کر دیا جسکی وجہ سے جنگ جاری رہی۔ اس مہم کے لئے تیتوس کو رومن فوج کا سپہ سالار بنا یا گیا اور ساتھ ہی اسی کے سپرد یونانی امور کے طے کرنے کا کام کیا۔ اسی زمانے میں فیلقوس نے ایک اور چال چلی جس سے اس کی بدترین خصائص نمایاں ہوگئے۔ فیلقوس بعض مرتبہ ثانوی امور کو ضروری باتوں سے زیادہ نتیجہ خیز سمجھتا تھا، چنانچہ اس دفعہ اسنے نابس کو اپنی طرف لے آنے کی جی میں ٹھانی اور ظاہر ہے کہ بغیر معاوضہ دئیے ہوئے یہ ناممکن تھا۔ اسکے لئے سب سے سیدھا سادہ طریقہ یہ تھا کہ نابس کو آرگوس نذر کردے جو حال ہی میں مقدونیہ کے ساتھ جاملا تھا! ظاہر ہے کہ آرگوس پر قبضہ کرنے کے بعد خود سر نے آرگوسیوں کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا، لیکن اس سے شاہ مقدونیہ کو کیا غرض مطلب! لیکن سب سے عجیب لطف یہ ہے کہ اس تحفے کے باوجود نابس رومنوں کے ساتھ ہی ملا رہا اور اسطرح گویا ایک بدمعاش کو دوسر اس سے بڑے بدمعاش یعنی خود سر نابس نے شاہ فیلقوس کو چال چلکر نیچا دکھا دیا! اب فیلقوس رفتہ رفتہ ایک ایسا شخص بن گیا تھا جو چھوٹے چھوٹے داؤ پیچ میں منہمک رہتا تھا لیکن ساتھ ہی اپنے فوجی معلومات اور فن تقریر کی وجہ سے لوگوں پر اثر ڈالتا رہتا تھا۔

۱۹۷ ق م کے موسم بہار میں تیتوس بیوتیہ کو فیلقوس سے بغاوت پر آمادہ کرنے کے بعد تھسلی پہونچا جہاں کوہ کینوس کیفالائے کے قریب ایک مقام پر جو فیرائے اور اسکوتوسا سے دور نہ تھا ایک لڑائی ہوئی۔ اس مڈبھیڑ میں رومن علیحدہ علیحدہ رسالوں میں

باب ۱۶

منتظم تھے جن کا انتظام آسانی کے ساتھ کیا جاسکتا تھا اور جسکے باہمی اختلاط میں زمین کی اونچ نیچ کی وجہ سے کسی قسم کا فرق پیدا نہیں ہوتا تھا؛ اسکے برعکس مقدونوی فوج اپنے جتھے میں منتظم تھی - اس جنگ میں ڈیڑھ سو برس میں پہلی مرتبہ اس طرز تنظیم کو جو تمام دنیا میں مشہور تھی، نیچا دیکھنا پڑا - رومن میمنہ نے عقب سے مساویانہ فاتح و ناصر مقدونوی میمنہ پر وار کیا اور اسے بھگا دیا، اور یہ وہ بات تھی جو مقدونوی جتھے کی گھنی ترکیب کی وجہ اسکے لئے مشکل سے ممکن تھی - اس لڑائی میں آٹھ ہزار مقدونوی مارے گئے اور پانچ ہزار گرفتار ہوئے، اور ادھر رومن فوج کے بھی سات سو سپاہی کام آئے فیلقوس اس سے پہلے ہی اپنی فوج کو لڑکوں اور بڈھوں سے بھرنے پر مجبور ہوا تھا، اور اس ہزیمت کے بعد وہ لڑائی جاری نہیں رکھ سکتا تھا، چنانچہ اب اسنے صلح کی استدعا کی - ادھر ٹیٹوس یہ نہیں چاہتا تھا کہ مقدونیہ صفحہ ہستی سے بالکل نابود ہو جائے اور اسکی جگہ ایتولی قوت پکڑ لیں - ایتولیوں نے ۲۱۱ ق م کے عہد نامے کی بنا پر غیر منقولہ مال غنیمت یعنی تھسلی کے ان شہروں کا مطالبہ کیا جن پر کسی زمانے میں انکا قبضہ تھا اور جنسے فیلقوس اب دست بردار ہو گیا تھا لیکن رومن یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ شہر ایتولیوں کو مل جائیں اور اپنے اس جواب کی وسیلہ یہ پیش کی کہ چونکہ ایتولیوں نے ۲۰۵ ق م میں بغیر رومنوں کے مشورے کے فیلقوس کے ساتھ صلح کر لی تھی اسلئے ۲۱۱ ق م کا عہد نامہ منسوخ سمجھا جائے - اس استدلال میں بہت کچھ حقیقت پنہاں تھی - اسکے علاوہ فیلقوس کو تین بڑی بڑی زکیں مل چکی تھیں جس کی وجہ سے وہ ان شرائط کو اب تسلیم کرنے کے لئے تیار تھا جو ایک مرتبہ اس نے مسترد کر دئے تھے یعنی ارھوڈز یوں نے استراتونی کیہ تک کاریہ فتح کر لیا تھا، کورنتھ کا مقدونوی رسالے کو شکست مل چکی تھی، اور لیوکاس پر ل - کورنتھ پر ٹیٹوس کا قبضہ ہو چکا تھا

باب ۱۶

جسکی وجہ سے اکارنانی مقدونیہ کا ساتھ چھوڑ کر روما سے جا ملے
تھے ۔ الغرض ایک مقدونوی سفارت یرغمال کی طور پر فیلقوس کے
بیٹے دیمتریوس کو ساتھ لے کر روما گئی ۔ روما کی مجلس سینات
نے جن شرائط کو طے کیا اور فیلقوس نے منظور کیا، اور جن کی تکمیل کی
نگرانی کا کام حسب معمول دس سربرآوردہ رومنوں کے سپرد کیا گیا تھا،
وہ حسب ذیل تھے :- یورپ میں فیلقوس کی حکومت میں جو یونانی
تھے وہ اب رومنوں کے سپرد کر دیئے گئے، ایشیا میں جو تھے وہ
آزاد کر دیئے گئے؛ علاوہ ازیں اسے رومنوں کو ایک ہزار ٹالنٹ بطور خرچہ
جنگ کے دئیے اور سوائے پانچ جنگی جہازوں کے باقی سب جنگی جہاز
انھی کے حوالہ کرنے پڑے ۔ لیوی اسپر یہ اضافہ کرتا ہے کہ اسے
اپنی فوج میں صرف پانچ ہزار سپاہی رکھنے کی اجازت دیگئی اور آئندہ
کے لیئے یہ قرار پایا کہ بغیر رومنوں کی اجازت کے وہ کسی جنگ
میں حصہ نہیں لے گا[۵] رومنوں کے حلیفوں میں سب سے کم مطمئن
ایتولی تھے ۔ جب تھسلی میں انکے دعاوی کی کچھ شنوائی نہیں ہوئی تو
انھوں نے ذرا عامیانہ شکایت پیش کی، وہ یہ کہ جو کچھ ہوا ہے وہ
یہی کہ اب آئندہ بجائے فیلقوس کے روما یونان کا آقا بن گیا ہے ۔
گو اس شکایت کا رومنوں نے بہت جلد انسداد کر دیا لیکن اس میں
شبہ نہیں کہ یونان میں اس سے پہلے مقدونیہ کا جو اثر تھا اسکی جگہ
باوجود اس انسداد کے روما کا اثر قائم ہو گیا تھا ۔

---

۵ شرائط صلح ؛ پولی بیوس ۱۸، ۴۴ ؛ لیوی ۳۳، ۳۰ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اے نوس و مورونیہ بادشاہ ہی کے قبضہ میں رہ گئیے ؛ دیکھو باب ۱۸، حاشیہ ۲ ۔
نیز دیکھو نیسن : "تحقیقات" ۴۴ وغیرہ ۔

۱۹۶ ق م کے بعد یوبیہ کے سکوں میں مزید ارتقاء ؛ ہیڈ ؛ "فہرست سکہ جات یونان وسطی موجودہ نوادر خانہ برطانیہ ۱۸۸۴ء"، ص LXIV ؛ طلائی درہم، تصویر ۱۹، ۱ ۔

باب ۱۶

جنگ کے ان نتائج کا ۱۹۶ قم کے خاکنائے والے کھیلوں کے موقع پر یونانیوں کے روبرو اعلان کیا گیا۔ یہاں تیتوس کے موجودگی میں ایک زعیم نے اعلان کیا کہ چونکہ رومیوں اور پروکانسل وامیر تیتوس کوئناک تیوس نے فیلقوس کو شکست دیدی ہے اسلئے اس نے اب مفصلۂ ذیل بستیوں کی آزادی کا اعلان کیا جاتا ہے :- کورنتھی، فوکسی، لوکرس، یوبییہ، ماگنیتیس، تھسالوی، پرھائے بی اور فتیوتی کائیائی۔ الغرض جس خطرہ کا ایتولیوں نے اظہار کیا تھا اسکا اکثر وبیشتر انسداد کردیا گیا تھا۔ یہ اعلان سنکر یونانیوں میں خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی، تیتوس کی بڑی بھاری آؤبھگت کی گئی اور انکے تقاضے پر زعیم کو اپنے الفاظ کا اعادہ کرنا پڑا، اور پلوتارک کہتا ہے کہ اس غل وشور سے جو اسوقت پیدا ہوا بہت سے پرندتک بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے[۵۶]۔

منجملہ دوسری تفصیلی معاملات کے جنھیں دس سفیروں اور تیتوس نے طے کیا تھا یہ بھی تھے کہ آئندہ فوکس اور لوکرس ایتوبی لیگ میں اور کورنتھ، تری فیلیہ، اور ہرائیہ، اکائیائی لیگ میں شامل رہیں گے، اور اورپوس وایریتریہ بجائے پرگامم کے مقبوضات ہونے کے بالکل

---

[۵۶] خاکنائے والے کھیل، ۱۹۶ قم - پولی بیوس ۱۸، ۴۶ - لیوی ۳۳، ۳۲ - ہم یہ غلط بیانی اکثر سنتے ہیں کہ اس موقع پر جملہ "یونانیوں" کی آزادی کا اعلان کیا گیا تھا، اور اس غلطی کی بنا نہ صرف زوناراس، ۹، ۱۸ ہے بلکہ پولی بیوس ۱۸، ۴۶ بھی ہے، جسکے قول کے مطابق جملہ یونانی "ایک اعلان کے ذریعے سے" آزاد ہوگئے۔ اسکے صرف یہ معنی ہوسکتے ہیں کہ تیتوس کے اعلان کے بعد اب تمام یونانی آزاد تھے؛ ان سے اکثر تو پہلے ہی سے آزاد چلے آتے تھے، اور اب صرف وہ یوروپی یونانی آزاد ہوئے تھے جنھیں فیلقوس نے رومیوں کے سپرد کیا تھا۔ رومیوں نے فیلقوس سے لیکر یونانیوں کو جو آزاد کیا اسکی کیفیت اسی برتاؤ کی تھی جو نپولین سوم نے لومبارڈی اور وینس کے ساتھ کیا۔ یونان کو اب اسپر غور کرنا پڑا کہ قوت کا پلڑا کس طرف کو جھکا ہوا ہے۔

آزاد رہیں گے۔

زمانۂ حال میں تیتوس کے اس اعلان کو محض ناٹک کا ایک پردہ سمجھا جاتا ہے، اور یہ کہا جاتا ہے کہ جب روما کی طرف سے یونان کی آزادی کا اعلان کیا جارہا تھا اسوقت اس کا واقعی ارادہ یہ تھا کہ وہ اس ملک پر پوری طور پر حاوی ہوجائے۔ اس سے رومنوں پر دو الزامات عائد ہوتے ہیں، ایک تو تمدنی کا (اسلئے کہ روما کو کیا پڑی تھی کہ یونان کی آزادی کا اعلان کرے) اور دوسرے منافقت کا، ہمارے نزدیک پہلا الزام واقعات پر مبنی نہیں ہے اور دوسرا قرین قیاس نہیں۔ رومنوں نے جملہ یونان کی آزادی کا اعلان نہیں کیا بلکہ صرف ان بستیوں کے آزادی کا اعلان کیا جو فیلقوس نے رومنوں کے سپرد کئے، اور ایسا کرنے میں وہ بالکل حق بجانب تھے۔ لیکن ہمیں اسکا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ رومنوں کا مقصد یہ تھا کہ یہ آزادی محض نام ہی کی ہو۔ گو یہ ممکن ہے کہ بہت سے رومن یونانیوں کے طرز عمل پر اثر ڈالنا چاہتے ہوں، لیکن اس سے خاکنائے والے اعلان سے کچھ تعلق نہیں تھا اور یہ اعلان دراصل ایک عملی مسئلے کا ایک نہایت ہی مناسب حل تھا۔

چونکہ پیلوپونیز میں نابس نے آرگوس حوالہ کرنے سے انکار کردیا اسلئے یہاں کے معاملات ابھی تک پیچیدہ تھے۔ تیتوس نے کورنتھ میں حلیف یونانیوں کی ایک کانفرنس طلب کی اور انھوں نے یہ تصفیہ کیا کہ نابس سے جنگ چھیڑنی چاہئے، اور فیلقوس نے بھی (جسے پہلے ہی سے نابس سے پرخاش تھی) اپنی فوج حلیفوں کی مدد کے لئے روانہ کی۔ تیتوس زبردستی اسپارٹا میں جا گھسا، لیکن جب اسپارٹیوں نے اپنے شہر میں آگ لگادی تو اسے شہر چھوڑ دینا پڑا۔ اب اس نے نابس کے ساتھ ایک صلحنامہ کیا جسکے بموجب نابس نے اسکے جملہ مطالبات کو منظور کرلیا اور نہ صرف آرگوس کو (جو حال ہی میں اسکے پنجے سے نکل چکا تھا) آزاد قرار دیا بلکہ کریٹ کے ان مقامات سے بھی دست بردار

باب ۱۶

ہو گئے جو انکے قبضے میں تھے اور اپنا بیڑہ بھی رومنوں کے حوالہ کردیا نیز وہ لقونوی جو نابس کے مخالف تھے انھیں جنوبی لقونیہ میں آزادانہ طور پر رہنے کی اجازت مل گئی (۱۹۵ قم)۔ الغرض اسطرح سے نابس کا کوئی تعلق سمندر سے نہیں رہا، اور یہ صورت حال ایسی تھی جو کسی بحری قزاق کو کبھی پسند نہیں آسکتی تھی۔ ؎

۱۹۴ قم میں رومنوں نے اپنے رسالے دیمتریاس، خالکس اوریوس، ایریتریا، اور اکرو کورنتھوس سے واپس بلالیئے؛ اسمیں شبہ نہیں کہ اس سے رومنوں کی خالص بے نفسی ٹپکتی تھی، لیکن یہ فعل مدبرانہ نہیں تھا، اسلیئے اسکے بعد رومنوں کو یہ معلوم کرنے کا کوئی طریقہ بھی باقی نہیں تھا کہ انطاکوس کس کس انداز سے یونان میں اپنا بول بالا کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔

الغرض فیلقوس کی شکست پر یونان کی حالت ناقابل اطمینان نہیں تھی۔ مورخوں کو چاہئے کہ اس واقعے کو تسلیم کر کے حالات کو اپنے اصلی قالب میں دیکھنے کی کوشش کریں۔ ہمیں افسوس ہے کہ علی العموم مورخ صحیح نقطۂ نظر کا اتباع نہیں کرتے، اور ۲۰۰ قم کے یونانیوں کو بد اخلاق اور رومنوں کو بے ایمان سمجھا جاتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یونانیوں میں پہلے ہی کی سی اعلیٰ صفات موجود تھیں، اور ابی دوس کے شہریوں نے ثابت کر دیا کہ ان میں پرانی سورمائیت اسوقت تک موجود ہے اور وہ ساگنتول یا سرقسطہ و پوئبلہ کے باشندوں سے انتہائی جرات وہمت میں کسی آن کم نہیں رہے

؎ یومنیس نے بھی نابس کے خلاف جنگ میں حصہ لیا؛ یہ نوشتوں سے ظاہر ہوتا ہے: فرنیکل، نمبر ۶۰، ۶۱ - نابس سے صلحنامہ اور اسکے شرائط؛ لیوی، ۳۴، ۳۵، ۲۸، ۳۰، ۳۱-
نیز دیکھو میشکے: "آثار تاریخ یومنیس دوم" Meischke: Symbolæ ad Eum. II. hist
لائپزگ، سنہ ۱۸۹۲ع، ص ۴۶

رومن تو وہ اتنے ہی کم خود غرض تھے جتنا ایک مملکت دوسرے کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ بلاشبہ یونانی آپسمیں اتحاد نہیں کر سکتے تھے، لیکن اس سے انکی بد اخلاقی لازم نہیں آتی۔ کیا گوئلف اور گبے لین اسلیئے بد اخلاق تھے کہ وہ آخر تک برابر آپسمیں لڑتے رہے؟ انگلستان کے کیولے لیر اور "گول سرون" کو نالائق کہا جا سکتا ہے؟ اگر دوسری صدی ق م کے نصف اوّل کے یونانی باتیں زیادہ کرتے اور عمل کم تو ایسی حالت میں ہم انھیں زوال پذیر کہنے میں حق بجانب ہوتے، لیکن اسکے بجائے ضرورت کے وقت وہ بر سر پیکار ہو گئے؛ اور ہمارے نزدیک فلوپوئے مین اور ائی دوس کے شہری کسی ملک اور کسی عہد کے لئے بھی باعث زینت ہو نگے۔

پھر ہمیں یونانیوں کی طرح رومنوں کے ساتھ بھی انصاف کرنا چاہئیے اسلیئے کہ انھوں نے فیلقوس جیسے حکمراں کی مخالفت کی اور تہذیب و تمدن کی پشت پناہی کی۔ جب ہم آگے بڑھکر انکے یونانیوں سے جو تعلقات تھے ان پر عام نظر ڈالیں تو پہلا معاملہ جن پر ہمیں نظر ڈالنی پڑے گی وہ انکے یونانی معاملات میں مداخلت کے اسباب کا مسئلہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس مداخلت کا فوری سبب یہ تھا کہ الیریائی قزاقوں کے تدمغ کو کسی نہ کسی طرح سے زیر کیا جائے اسلیئے کہ خود یونانی ان کا کوئی بال بیکا نہیں کر سکے تھے۔ پھر دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ رومنوں کے سب سے زبردست حلیف اس عہد کے امن پسند مملکتیں یعنی رھوڈز، پرگامم و ایتھنز تھے۔ آخر میں ہمیں یہ کہنا ہے کہ جو کچھ بھی مداخلت رومنوں نے کی وہ صرف اسلیئے کہ انھیں خود یونانیوں کے مختلف فریقوں نے مداخلت کی دعوت دی تھی اور یہ مداخلت محض قانونی اسباب کی بنا پر دی گئی تھی۔ مدت دراز سے یونانیوں میں اتفاق کا فقدان تھا، اور مدت دراز ہی سے

انھوں نے اس کی ضرورت سمجھی تھی کہ کسی نہ کسی طرح سے اس فقدان اتحاد پر غالب آجائیں، چنانچہ اس مقصد کے حصول کیلئے وہ کبھی غیر ممالک سے مدد لینے میں کبھی نہیں چوکے۔ پرھوس کے زمانے سے رومن مجلس سینات اپنی دور اندیشی اور استقلال کے لئے مشہور تھی، چنانچہ اگر یہ مجلس دست اندازی کرے اور کسی معاملے میں ثالثی کی کوشش کرے تو یونانی اسے غیر موزون نہیں سمجھتے تھے اور ہر حال میں انھیں اس سے فائدہ ہی فائدہ تھا۔ پھر روما، تیتوس کے وساطت سے جو عمل کیا وہ یونانیوں کیلئے ابتدا میں مفید معلوم ہوتا تھا، اور گو امتداد زمانہ سے اس کا افادی پہلو باقی نہیں رہا تو اسکی ایک وجہ یہ تھی کہ یونانیوں میں لاانتہا تفرقے پھیلے ہوے تھے اور دوسری یہ کہ امتداد زمانہ سے غود رومنوں کے خصائص میں فرق آگیا تھا اور انہیں قوت وسطوت نے جگہ کرلی تھی۔ ہمارے نزدیک سنہ ۲۰۰ ق م میں رومن سنیات کا وجود دنیاے یونان کے لئے یقیناً مفید تھا، اور ایک سو سال بعد شائد ایک ناپسندیدہ ضرورت۔

ہمیں یہ نہیں چاہئیے کہ جو کچھ روما دوسروں کے طلب پر یا ازخود کرتا ہے اسمیں محض حرص و آز کا اثر دیکھیں اور ہماری دانست میں بغیر ایک عظیم الشان اخلاقی قوت کے روما تمام دنیائے معلوم کا اپنی سلطنت میں الحاق نہیں کرسکتا تھا۔ اس الحاق کا باعث اسکے بڑے بڑے سپہ سالار نہیں تھے اسلئے کہ انکے علاوہ دوسری اقوام بھی صفحۂ ہستی پر موجود تھیں جو ہنی بعل جیسے لاثانی سردار پیدا کرسکتی تھیں۔ ہمارے نزدیک روما کی ترقی کا راز محض قوت اور چالبازی، میں مضمر نہیں تھا، بلکہ اس کشش میں مضمر تھا جو ایسی مملکت میں، جس کا قانونی نظام لاثانی ہو، ایک ایسی جمہوریہ میں مضمر تھا جو دوسرے جمہوریوں کو بالکلیہ زیر کرنا نہ چاہتی ہو بلکہ جس نے

اپنے زیر حمایت مملکتوں کے متنوع ادارات کو تقریباً بلا کسی قسم کی تبدیلی کے اپنے حال پر چھوڑ دیا تھا۔

لیکن ساتھ ہی ہمارا یہ خیال کہ روما کی ترقی کی بنیاد اس کی کشش پر اور ایک خاص فطری قانون پر تھی، اس بات کا منافی نہیں ہے کہ خاص خاص مواقع پر حکمت عملی یعنی ایک خاص قسم کی ترکیب سے بھی اس کے اقتدار میں ترقی ہوئی، اور اس طرز عمل کی رہبری بعض مرتبہ محض خیالات نے کی اور بعض مرتبہ عملی ضروریات نے۔ تاہم ان سب کی اہمیت ثانوی تھی، اور اصلی چیز وہی غیر شعوری مقناطیسیت تھی جس کا اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ایک روز افزوں زد جو روز بروز ناقابل مدافعت ہوتی جا رہی تھی اور جو باوجود مخالفت پر روز بروز حاوی ہوتی جاتی اور جملہ ادارات خصوصاً ملوکی ادارات کو بہائے لئے جاتی تھی اپنے بحیرۂ روم کے ساحلی علاقوں کو جو امن و امان کے خواہاں تھے روما کی گویا گود میں لا ڈالا۔ش

ش ہمارے نزدیک اس عہد میں روما اور اسکے مخالفوں کو، خصوصاً جب وہ مخالف بادشاہ ہوں، ایک ہی نظر سے دیکھنا درست نہیں؛ اسلئے کہ بادشاہ ملک فتح کرتے ہیں لیکن روما کی حکمت عملی فتوحات پر مبنی نہیں ہے۔ ا، ”مکابیان“ ۸، ۱ میں روما کی جو الفاظ عالیہ میں تعریف و توصیف کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری صدی ق م جیسے قریب زمانے میں اسکا کیا رتبہ سمجھا جاتا تھا، یہاں مرقوم ہے کہ روما انصاف پسند، دور اندیش اور اقوام کا حامی ہے اور یہاں ۳۲۰ اشخاص جنکے ہاتھ میں حکومت کی کل ہے، جو ہر سال سربراہ کار مملکت مقرر کرتے ہیں، جو مخالف اقوام و ملوک کو نیچا دکھاتے ہیں لیکن دوستوں کے ساتھ جو وعدے کئے ہیں انھیں پورا کرتے ہیں؛ ان سب چیزوں کا اثر اس دنیا پر نہایت زبردست پڑا ہوگا۔ ایفائے وعدہ کی یہ آخری صفت ایسی تھی جو اس زمانے کے بادشاہوں میں ناپید تھی، گو اس بارے میں بہت کم ایسے بادشاہ ہونگے جو فیلقوس کی طرح اپنے وعدوں سے بے پروا ہوسنگے۔ ظاہر ہے کہ روما ہمیشہ اپنی شہرت کے معیار پر پورا نہیں اترتا تھا۔

باب ۱۷

باب ہفدہم

رومنوں کی آویزش انطاکوس، ایتولیوں اور غالطیوں کے ساتھ

۱۹۲ قم تا ۱۸۹ قم

اگر انطاکوس سوم نے روما کے خلاف فیلقوس کا ساتھ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - لیکن آخر یہ انسانیت کا ہی تقاضا ہے۔ اس عہد میں ملوکیت انانیت کا مترادف سمجھا جاتا تھا اور جمہوریت ایسی حکومت کے مترادف سمجھی جاتی تھی جس کی باگ تمام شہریوں کے قبضے میں ہوتی۔ ہمیں شبہ نہیں کہ بادشاہ بعض مرتبہ یونانی شہروں کی آزادی کی عزت کرتے تھے، لیکن وہ جنگ خود اپنے ہی غرض سے کرتے تھے جسکی وجہ سے شہر انکے جھگڑوں میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ لیکن روما کی صورت حال اس سے مختلف تھی۔ دونوں کے درمیان مفصلہ ذیل تباین نظر آتا ہے؛ بادشاہوں کی قوت مطلق العنانی پر مبنی تھی اور اسکے ساتھ بیہمی اقتدار اور نیچے درجہ کے خصائص والے درباری؛ رومنوں میں قانون کی عزت اور اعلیٰ خیال کے مدبر۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں کے درمیان وزن جس طرف ہوگا وہ ظاہر ہے۔ پھر کیا رومنوں نے وہ نہیں کیا جو مقدونوی مجموعہ ممالک نے کبھی نہیں کیا تھا یعنی ایک وسیع رقبے میں امن وامان قائم کی؟ ہرٹزبرگ (۱، ۹۷) یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ اس زمانے کا یونانی "اخلاقی معیار پر پورا نہیں اترتا تھا" اور اسکے ثبوت میں بہت کچھ واقعات پیش کرتا ہے؛ لیکن یہ واقعہ

باب ۱۷ دیا ہوتا تو اس سے اسی کا فائدہ تھا۔ یہ سچ ہے کہ بادشاہوں کے لئے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ ہے کہ حب وطن اور محبت آزادی بالکل مردہ نہیں ہوگئی تھیں، اور بلا شبہ ان اوصاف میں کچھ کم غلو نہ تھا۔ ہرٹز برگ کہتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آیا جب یونانیوں کے لئے مقدونوی حکومت پردیسی حکومت نہیں رہی تھی، لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ یہ ایک ملوکی سیادت کے مترادف تھی اور یونانیوں کو اس قسم کے سیادت کی مطلق ضرورت نہ تھی۔ اسمیں شک نہیں کہ فیلقوس محض اپنے ذاتی مفاد کی خاطر یونان پر قابو یافتہ ہونا چاہتا تھا، اور یونان کے لئے اسکی برداشت کرنے کی آخر کون ضرورت تھی؟ بلاشبہ روما کی زبان اور تمدن یونانیوں کے لئے بالکل نئے تھے لیکن اسکی نظر میں یونانی تمدن کی اس درجہ عزت تھی کہ وہ ذہنی اعتبار سے مقدونوی بادشاہوں سے بھی زیادہ یونانیوں کے ساتھ وابستہ تھے۔

اسی عہد کے یونان کا تیرھویں صدی عیسوی کے اٹلی سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے یہاں بھی وانتی جیسے عالی منش اور عالی دماغ شخص نے اسمیں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا ایک پردیسی یعنی رومن شہنشاہ اطالویوں کی آپس میں صلح کرادے۔ ایسی ریاستوں کے لئے جنھیں اقتدار اعلیٰ حاصل ہو اور جنھیں اپنی آزادی کا پورا خیال ہو جسکی وجہ سے وہ کسی قسم کا وفاقی دستور اپنے لئے پسند نہ کرتی ہوں ایسی مملکتوں کے لئے ایک دیسی ذہنی اقتدار شخصیت کی ضرورت پڑتی ہے جوان سے بالاتر ہو اور جو انکے طرز عمل میں اعتدال کی کیفیت پیدا کر سکے۔

۱۰۰ شلیگل A. W. Schlegel نے اپنی کتاب "روما" Rom. میں اس شہر کی تعریف کرتے ہوئے بالکل ٹھیک کہتا ہے کہ "رومن" مختلف سلطنتوں کے ثالث اور بادشاہوں کے علاوہ بننے کیلئے تماشا گاہ پر نمودار ہوتے تھے۔

۵۷ ہمارے اسناد خاص طور پر لیوی کتاب ۳۵ تا ۳۸ اجزا، پولی بیوس کتاب ۳۰ و ۳۱ اور اپیان: سوریہ Appian: Syriake ہیں، اور اسی آخری کتاب میں رھوڈزی امیرالبحر کا نام پوسی ماخوس بیان کیا گیا ہے۔ ابواب ۴ و ۵ میں اپیان کو مصری معاملات کے بابت جو معلومات ہیں وہ ناقص ہیں۔

مقابلہ کرو گ۔ نیسّے: "ماخذ تاریخ یونانیین دوم" لائپزگ سنہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۶۷ وغیرہ۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ دیگر)

باب ۱۰

ایسے محالفوں میں حصہ لینا جن میں استحکام ہو نہایت ہی دشوار تھا اسلئے کہ انکی حکمت عملی کلیتہً لوٹ مار پر مشتمل ہو گئی تھی اور یہ بادشاہ اسکی پروا بہت کم کرتے تھے کہ انکے لوٹ مار کے ہدف انکے دشمن ہیں یا وقتی دوست؛ چنانچہ فیلقوس اور انطاکوس کے مابین جو محالفہ تھا اسکی واحد بنیاد یہ تھی کہ ان دونوں میں کوئی بھی دوسرے کو لوٹ مار سے باز نہیں رکھ سکتا تھا۔ لیکن اسی حکمت عملی کی وجہ سے فیلقوس اور روما میں آویزش ہو گئی تھی اور اب انطاکوس بھی فیلقوس کے قدم بقدم چلنے لگا۔

رومنوں نے مقدونیہ سے جو صلح کی تھی اسکے مطابق انھوں نے ایشیائے کوچک کے ان شہروں کا تیا پانچا کر دیا تھا جنھیں انطاکوس خود اپنے تصور کرتا تھا۔ گو ان کا مطلب اسوقت صرف یہ تھا کہ یہ شہر آزاد ہو جائیں لیکن اس سے انطاکوس اور بھی زیادہ ناراض ہو گیا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ ۱۹۷ء قم میں انطاکوس کی کوششیں؛ لیوی ۳۳، ۱۹: انطاکوس نے کلیکیہ، لکیہ اور کاریہ میں ریگران شہروں پر حملہ کیا جو بطلیموس کے قبضے میں تھے اور فوج اور بیڑے دونوں سے اس حملے میں کام لیا"۔

انطاکوس ایشیائے کوچک میں علاقے فتح کرتا ہے اور رھوڈز کے ساتھ جھگڑا مول لیتا ہے (۱۹۷ء قم)؛ لیوی ۳۳، ۲۰، ۲۱۔ رھوڈزہی "ان بلدیات کی آزادی کی حفاظت کرتے ہیں جو بطالسہ کی حلیف ہیں (یعنی کاڈنوس، منڈوس، ہالی کارناسوس، ساموس)"، لیوی ۳۳، ۲۰۔ دیکھو اوپر، باب ۱۳، حاشیہ ۳۔

۱۹۶ء قم میں انطاکوس، ہلیس پونٹ پر اور تھریس میں؛ لیوی، ۳۳، $\frac{۳۸}{۴۱}$ ۔ ہم پولی بیوس ۱۸، ۴۱ سے یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ انطاکوس نے الفی سوس پر ۱۹۷ء قم میں قبضہ کر لیا ہوگا؛ نیز لیوی ۳۳، ۳۸ (۱۹۶ء قم) سے بھی ہم یہی استدلال کر سکتے ہیں، اسلئے کہ یہاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسنے موسم سرما بسر کرنے کے لئے اسی شہر میں پڑاؤ ڈالا تھا۔

اور فیلقوس کے ناکامی کے بعد اُس نے ان سب شہروں کا دعویٰ کیا جنھیں فیلقوس نے فتح کیا تھا یا جنکا اسنے کبھی مطالبہ کیا تھا۔ جنگ مقدونیہ کے دوران میں اسنے کلیلیہ، لیکیہ اور کاریہ میں فتوحات کے ذریعہ سے مصر کو نقصان پہونچایا تھا اور ساتھ ہی رھوڈز کو اپنا مدّمقابل بنالیا تھا۔ اب رھوڈزیوں نے اسکے پاس پیغام بھیجا کہ دیکھو خیلی ڈونیائے والی راس سے آگے نہ بڑھنا؛ اسکی اسنے ضرور تعمیل کی لیکن گویا اسکے معاوضے میں اقلیمی علاقے کے جسقدر زیادہ رقبے پر ممکن ہوا قبضہ کرلیا۔ رھوڈز ہی مصر کے حلیفوں یعنی کاؤنوس مین ڈوس، ہالی کارناسوس اور ساموس کی حفاظت کررہے تھے، لیکن انطاکوس نے ایفی سوس پر قبضہ کرکے اسے اپنا مرکز بنالیا اسکی خواہش یہ تھی کہ باقی ماندہ ایشیائے کوچک لے کر اسکے بعد تھریس پر قبضہ کرے۔ اسے یاد تھا کہ میں اسی سلیوکوس کا جانشین ہوں جسنے سو برس پہلے لیزی ماخوس کو نیچا دکھایا تھا اور اس نے اب یہ دعویٰ کیا کہ اگر میرے جد کو یک بیک موت کے گھاٹ نہ اُتار دیا جاتا تو جن علاقوں کو وہ اپنی سلطنت میں ملحق کرلیتا وہ سب میرے ہی قبضے میں ہوتے۔ بدیں سبب وہ ایشیائے ہیشیں اور تھریس میں گویا فیلقوس کا جانشین بن گیا، اور اسی کی طرح ان ریاستوں کو جو کم وبیش آزاد تھیں دق کرنے لگا؛ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سلیوکیوں نے یونانی عنصر کے ساتھ جو سلوک کیا وہ اس سختی کا عشر عشیر بھی نہ تھا جو فیلقوس نے انکے ساتھ روا رکھی تھی انھوں نے کبھی کسی بستی کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جیسا فیلقوس نے ابی ڈوس اور دوسری یونانی بلدیات کے باشندوں کے ساتھ کیا تھا۔ یہی برتاؤ تھا جسکی وجہ سے جہاں فیلقوس کو اپنے حلیف بنانے میں ناکامی ہوئی تھی وہاں انطاکوس کو بہت سے حلیف مل گئے۔ سنہ ۱۹۶ ق م کے اوائل ہی میں انطاکوس تھریس گیا

باب ۱۷

اور شہر لیزی ماخیہ کی، جسے فیلقوس نے برباد کر دیا تھا، مرمت کی۔ یہاں اسے رومن سفرا ملے جنھوں نے اس سے تھریس اور ایشیا کے شہروں کو چھوڑ دینے کے لئے اور مصری مقبوضات پر حملہ نہ کرنیکا وعدہ کیا۔ اسکا اسنے یہ جواب دیا کہ میں محض اپنے حقوق کا ایفا چاہتا ہوں، رہا مصر، سو ہمیں اور بطلیموس میں پورا اتفاق ہے اور شاہ مصر کو اس سے کسی قسم کی شکایت نہیں ہے، نہ صرف یہ بلکہ بطلیموس اسکا حلیف اور اسکا نیاک داماد ہے۔ اس جواب سے روما کی توہین ہی نہیں ہوئی بلکہ اس کے اثر کو دھکا بھی لگا۔ [۱] انطاکوس اور

[۱] روما اور فیلقوس کے درمیان جو جنگ ہوئی اسمیں ایشیا کے صورت حال میں جو تبدیلی ہوئی تھی اسے درست زاویہ نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ ۱۹۸ ق م میں کوہ پانیوم پر انطاکوس کو جو کامیابی ہوئی اسکے بعد اسنے ترکیب چلکر مصر سے مفاہمت کرلی اور اس مفاہمت کے بموجب (بغیر اپنے حلیف روما سے رائے لینے کے) مصر نے بادشاہ سوریہ کے ساتھ چند در چند مراعات کیں، یعنی اپنے مقبوضات ایشیا کو جیسے تھریس سے دست بردار ہو گیا اور اسکے معاوضے میں جنوبی سوریہ کو (جسپر حال ہی میں انطاکوس قابض ہو گیا تھا) وقتی طور پر کام میں لانے کی اجازت حاصل کرلی۔ اس مفاہمت کو ابتدا میں رومنوں سے راز میں رکھا گیا تھا، اور اس کے مطابق اب انطاکوس تھریس تک میں مدعی کی حیثیت سے نمودار ہوتا ہے اور ۱۹۶ ق م میں لیزی ماخیہ کے مقام پر رومنوں کو ایشیا کے بطلیموسی مقبوضات کے بابت حسب ذیل جواب دیتا ہے: ”بلدیات کی یہ شکایت ہے کہ آپ ان علاقوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں جو اصل میں بطلیموس کے مملوکہ ہیں ورانحالیکہ بطلیموس سے ساتھ اچھے تعلقات ہیں اور اسکے ساتھ تعامل کرنے کی بھی ضرورت ہے“؛ لیوی ۳۳، ۴۰۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انطاکوس اور مصری وزرا نے چال چلکر رومنوں پر بازی لے لی تھی، اور اسطرح انطاکوس بغایت خطرناک ہو گیا تھا۔ اگر ہم اس صورت حال سے متفق ہو جائیں تو پھر ہم اپنے Ihne کی اس رائے سے ہرگز اتفاق نہیں کر سکتے (”تاریخ روما“ Rœm.Gesch ۳، ۱۷۸) جس سے Baed.Unteræg ۲، ۱۱۱ اتفاق کرتا ہے کہ رومنوں نے مصر کو لٹکنے میں چھوڑ دیا تھا؛ بلکہ اس کے برعکس واقعہ یہ تھا کہ مصر نے روما کے خلاف

باب ۱۷

روما کے درمیان جو کشمکش تھی اسمیں اس واقعہ سے پہلے سے بھی زیادہ اضافہ ہوا کہ ہنی بعل، جسے رومنوں کے کہنے سے قرطاجنہ کو خیرباد

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - چال چلی تھی اور یہ مفاہمت کر کے خود اپنے حوصلوں اور آرزوں پر پانی پھیر دیا تھا - مصر کو ایسا کرنے کا کسی حالت میں حق نہیں تھا - علاوہ ازیں مصر جیسی فرسودہ مملکت کو کسی قسم کے حوصلہ مندانہ طرز عمل اختیار کرنے کا کوئی حق نہیں تھا؛ ہم دیکھ چکے ہیں کہ علاوہ ان جرائم کے جس کا ارتکاب کرنے میں وہ آزاد تھا، باقی امور میں وہ اپنے وزرا کے قبضے میں گویا ایک کٹھ پتلی تھا، اور اگر ان وزرا نے شامی رشوتیں کھا کر ایک خاص طرز عمل اختیار کیا تو اس کی وجہ سے مصر کی حالت پہلے سے نہ بہتر ہو گئی نہ بدتر - صرف فرق یہ پیدا ہوا کہ اب نہ صرف روما کو مصر کو اپنے حلقۂ اثر میں کھینچ لینے کا حق پیدا ہو گیا بلکہ اب ان لپسند بحری مملکتوں کے لیگ میں مصر نے خود اپنی خوشی سے جو جگہ خالی کی تھی اسے روما نے کمال اطمینان سے پُر کر دیا اور اسطرح اس نے انطاکوس کو پونتوس کے آزادانہ جہاز رانی کو روک دینے سے اسیطرح باز رکھا جیسے اس سے پہلے اسنے فیلقوس کو باز رکھا تھا - چونکہ مصر اپنی خوشی خاطر اس لیگ سے نکل گیا تھا اسلئے روما نے اپنے داؤ کو دوگنا کر دیا - ان سب واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۶ سنہ قم ایشیائے یونانیین کے لئے نہایت اہم ہے - یہاں مصر کو ایک سو سال سے جو رتبہ حاصل تھا اس سے وہ انطاکوس کے حق میں دست بردار ہوتا ہے اور اب انطاکوس گویا رومنوں سے مخاطب ہو کر یہ کہہ سکتا ہے کہ "اب آپکو غیر ضروری تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں اسلئے کہ مصر آپکی امداد کا خواہاں نہیں ہے"۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہی وہ کامیابی تھی جس کی وجہ سے اس کا آخر کار بالکل خاتمہ ہو گیا - اگر اس میں یہ تسلیم کرنے کی عقل ہوتی کہ اسکے لئے تھریس سے دست بردار ہونا ہی بہتر ہے تو پھر اغلب امر یہ ہے کہ روما اسے ایشیا میں آزاد چھوڑ دیتا لیکن اس کے اس خیال کی وجہ سے کہ اول تو اسے تھریس کا دعوی کرنا چاہئے اور دوسرے یہ کہ اسکا فرض ہے کہ تالیس اجی ماندر اور ایتولیوں کی آزادی کی حفاظت کرے تو اسے نہ صرف اپنے حال کے مقبوضات سے دست بردار ہونا پڑا بلکہ ان علاقوں کو بھی چھوڑ دینا پڑا جو اسکی سلطنت میں پہلے سے شامل تھے -

باب ۱۷

کہنا پڑا تھا؛ ۱۹۵ قم میں انطاکوس سے ملنے ایتی سوس آیا اور وہاں پہونچکر بادشاہ کے صلاح کاروں میں شامل ہوگیا۔ انطاکوس نے وقتی طور پر روما کے ساتھ جنگ کرنے سے گریز کیا لیکن ساتھ ہی اس نے نہ صرف بیزنطہ اور غالطیوں کے ساتھ گفت و شنود کی اور بطلیموس سے صلح کرلی بلکہ اریارتھیس حکمراں کاپاروسیہ سے محالفہ کرلیا، اور اسطرح آنیوالی جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوگیا اور یہ بھی کوشش کرنے لگا کہ یومنیس شاہ پرگامم بھی جو ۱۹۷ قم ہی میں تخت نشین ہوا تھا، اسکی طرف آجائے، لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا، اور یومنیس نے اسکا ساتھ دینے کے بجائے شام کے بادشاہ سے جنگ چھیڑنے کے لئے رومنوں کو حتی الامکان اکسانے کی کوشش کی۔

۱۹۴ قم میں ایشیا کے آئندہ بندوبست کے لئے روما میں گفت و شنود شروع ہوئی [۱۳] اب روما کو ہر شخص یونانی جھگڑوں میں ثالث تسلیم کرنے لگا تھا، اور ایسے معاملات میں رومن سینات خاص طور پر تیتوس کوئنک تیوس کے رائے پر کان دھرتی تھی اسلئے کہ اسے مقدونیہ پر نہایت درخشاں کامیابی حاصل ہوئی تھی اور اب وہ اپنے لئے مزید جنگی کامیابیوں کا خواہاں نہیں تھا۔ دوسرے حکمرانوں کی طرح انطاکوس نے بھی روما اپنے سفیر بظاہر اس لئے روانہ کئے تھے رومنوں سے محالفہ کریں اسلئے کہ وہ معاملات ایشیا میں انکی مداخلت کے اصول کو تسلیم ہی نہیں کرتا تھا۔ اسکے جواب میں رومنوں نے شاہی سفیروں سے مطالبہ کیا کہ یا تو انطاکوس یورپ کو اپنے حال پر چھوڑدے ورنہ پھر روما کے اس حق کو

[۱۳] ۱۹۴ قم میں روما کے ساتھ گفت و شنود؛ لیوی ج ۳۴، ۵۷ تا ۵۹؛ تیتوس کوئنک توس اسکا دعوی کرتا ہے کہ یونانیوں کی آزادی کی حفاظت رومنوں کے ساتھ وابستہ ہے۔

تسلیم کریگا کہ وہ ایشیائی یونانیوں کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ اسپر شاہی سفیروں یعنی مینوپس و ہیگیسیاناکس نے یہ جواب دیا کہ ہمیں ملک کسی کو دیدینے کا اختیار نہیں ہے، چنانچہ مزید گفت و شنود ایشیا کو ملتوی کردی گئی جہاں وہی رومن سفیر روانہ ہوے جنھوں نے اس سے پہلے لیزی ماخیہ میں انطاکوس سے ملاقات کی تھی۔ وہ ایلیہ اور پرگامم ہوتے ہوئے ایفی سوس گئے جہاں ہنی بعل بھی ٹھیرا ہوا تھا۔ اس سفارت کے سردار پ۔ ویلیوس نے ہنی بعل سے دوستی گانٹھی جسکی وجہ سے انطاکوس کو اس قرطاجنی کی طرف سے شبہہ پیدا ہوگیا، چنانچہ اس نے آئیندہ والی جنگ میں اس سے مشورہ نہیں کیا جسکے باعث خود اسی کو نقصان اٹھانا پڑا۔ بادشاہ نے رومنوں کے دعاوی کو اسلئے اور بھی قبول نہیں کیا کہ اُسے خاص یونان سے حلیف ملنے کی امید ہوگئی تھی۔ ایتولیوں کا خیال تھا کہ رومنوں نے انھیں مال غنیمت میں سے وہ حصہ نہیں دیا جسکے وہ مستحق تھے، چنانچہ انھوں نے انطاکوس کے پاس یہ پیام بھیجا کہ روما کے ساتھ جنگ ہو تو وہ اسے نہایت قابل قدر مدد دینگے اور ساتھ ہی یہ بھی وعدہ کیا کہ انطاکوس کو فیلقوس شاہ مقدونیہ، اینابذروالی اسپارٹا اور نابس کی مدد بھی دلوا دینگے۔ فیلقوس اس اتحاد میں شریک ہوجاتا تو شائد پلڑا بھاری ہوجاتا لیکن وہ الگ ہی رہا، اور باقی دونوں حکمران روما کے ساتھ جنگ میں بالکل بے کار تھے۔ انطاکوس نے براہ راست تو مشرقی تدمغ کے اصول پر کاربند ہوکر رومن سفیروں سے براہ راست گفتگو کرنا ترک کردی تھی، اسنے اب اپنے وزیر اعظم مینوٹن کے ذریعے سے ویلیوس اور سلپی کیوس سے کہلا بھیجا کہ ایشیا کے شہر جنمیں سمرنا، لمپساکوس اور اسکندریہ تروآس شامل ہیں میری ملکیت ہیں، اور اگر روما میرا حلیف ہونا منظور کرے تو میں رہوڈز، بیزنطہ، کیزکوس اور بعض دوسرے مقامات کی آزادی کو

تسلیم کرنے کے لئے تیار رہوں۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے لئے جو اپنے آپکو روما کا ہم پلہ سمجھتا ہو، یہ سب بغایت مہربانی آمیز شرائط تھے۔ لیکن اسے جو اپنے اوپر اعتماد تھا وہ اتنا نہیں تھا کہ خاص اٹلی میں رومن علاقے پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے، اور یہی وہ بات تھی جسے قرطاجنی پسند کرتے، مگر وہ یونان جانے اور وہاں رومنوں سے جنگ کرنے کیلئے تیار تھا۔

جنگ نابس نے شروع کی۔ ظاہر ہے کہ یہ ناممکن تھا کہ نابس جیسا ناقابل اصلاح شخص بحری قزاقی میں حصّہ لینے سے باز رکھا جا، چنانچہ ۱۹۲ ق م میں وہ ییک ییک کی تھیوم پر آپڑا۔ یہ شہر "آزاد لقونیوں" کے علاقے میں واقع تھا اور اکائیائی لیگ میں شامل تھا، چنانچہ اکائیائیوں نے فوراً ایک رسالہ گی تھیوم میں مقرر کیا، لیکن انہیں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ روما کے حلیف سے برسرِ پیکار رہوں، اسلئے انھوں نے روما سے مداخلت کرنے کے لئے استدعا کی۔ رومن مداخلت کے لئے تیار تھے، لیکن انہیں انھوں نے جلد ہی نہیں کی جسپر اکائیائیوں کے استراتےگوس، فلوپوئے مین نے تنہا لڑائی شروع کردی۔ لیکن نابس نے اسکے چھوٹے سے بیڑے کو شکست دے کر گی تھیوم پر قبضہ کرلیا، لیکن بڑی لڑائی میں اسی کو شکست ہوئی اور اسے اسپارٹا بھاگ جانا پڑا۔ اب تیتوس، جو معاملات یونان کے لئے

---

۵ نابس اور الیوتھیرو لقونی؛ ہرتزبرگ ۲، ۱۱۱، ۹ ۱۵؛ بخصوصاً ریول "اکائیائیوں اور نابس کی آخری جنگ" Ruehl: Der letzte Kampf der Achaier gegen" Nabis ۱۸۸۳ء، نیز دیکھو تیولیفر کا مضمون اکائیہ پر پاؤلی کے "محیط" میں۔ نابس کے مظالم پولی بیوس ۱۳، $\frac{6}{8}$؛ اسکی بیوی اپیگا، ۱۳، ۷؛ ۱۸، ۱۷، ۱۔ نابس کی وفات لیوی ۳۵، ۳۵۔ نابس کے خلاف پرگامم کے افواج بھی حصہ لیتی ہیں؛ پرگامم کے نوشتے، فرینکل ۶۲، ۶۳؛ دیکھو تیولیفر؛ نیز میشکے، ص ۴۱ وغیرہ؛ میشکے اس جنگ کو مفصل بیان کرتا ہے۔

باب ۱۲

روما کا مستقل ماموریت مقرر ہوا تھا، میدان میں آگیا اور اُس نے فریقین کے مابین صلح کراکر اکائیائیوں سے لقونیہ کا تخلیہ کرادیا۔ اس طرح نابس کی مداخلت کا تو خاتمہ ہوگیا لیکن روما کے مخالفوں کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا، اور اب ایتولیوں کی باری آئی جنھوں نے اسے ابھارا تھا۔ ایتولیوں کی جمعیت نے خود تیتوس کے روبرو یہ طے کیا کہ انطاکوس کو رومنوں سے یونان کو ایتولیوں کے مدد سے آزاد کرانے کے لئے دعوت دیجائے، اور جب تیتوس نے، جو اسوقت موجود تھا، اس قرارداد کی نقل مانگی تو استراتےگوس دیمقرتوس نے جواب دیا کہ قرارداد کی نقل کو وہ ایک لشکر جرار لے کر دریائے تائبر پہونچ کر حوالہ کریگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ لفاظی کی متعدی بیماری نے ایتولیہ کے عمل پسند کیانوں تک پر حملہ کردیا تھا۔ رومن ۱۹۴ قم ہی میں دیمیتریاس کا تخلیہ کرچکے تھے، چنانچہ اب ایتولیوں نے مگنیسیا میں سے جو لوگ انکے ہمنوا تھے انکی مدد سے اس مقام پر قبضہ کرلیا تو لطف یہ ہے کہ انھوں نے مگنیسیا کو یہ یقین دلایا تھا کہ یہ مقام اب فیلقوس کے حوالے کردیا جائے گا۔ فیلقوس اس خیال سے کہ اگر وہ رومنوں کے طرف چلاگیا اور انکی خوب اچھی طرح مدد کی تو اسے بہت کچھ فائدہ ہوگا، اب کلیتہً روما کا طرفدار بن گیا۔ اسے رومن طرز عمل کی تائید کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انطاکوس نے اپنے طرز عمل سے پھول کر ایک شخص فیلقوس ساکن میگالوپولس کو جو امی نائدر کا بھائی تھا خاص تخت مقدونیہ کا دعویدار بنا دیا تھا، اور اب فیلقوس نے اپنے دلمیں یہ ٹھانی کہ روما کا ساتھ دینے سے وہ اپنے حریف انطاکوس سے انتقام لے سکیگا۔ اسکے برعکس ایتولی تھواس خالکس نہیں لے سکا، گو اسپارٹا ایتولیوں کے قبضے میں آتے سے بس بال بال بچ گیا۔ ہوا یہ کہ جب نابس کے راستے میں مشکلات حائل ہوئیں تو اسنے اپنی مدد کے لئے ایتولی سپاہی طلب کرلئے،

باب ۱۷

اور جب وہ ۱۹۲ ق م میں فوج کی قواعد پر سلامی لے رہا تھا تو ایتولیوں کے سپاہ دار الکسامنیس نے اسے جان سے مار ڈالا۔ ہمارے نزدیک اگر ایتولیوں نے اسپارٹا کے فوجی وسائل کو کام میں لانے پر قناعت کی ہوتی تو وہ اس محالفے سے مدت دراز تک مستفید ہوتے رہتے؛ لیکن اسکے بجائے انھوں نے شہر کو تاراج کر دیا جس سے اسپارٹیوں کا جامِ صبر لبریز ہو گیا، چنانچہ حملہ آور انبوہ کو تہ تیغ کر کے غو و اکائیائی لیگ میں شریک ہو گئے۔ یہ طرزِ عمل بالکل انوکھا تھا، اور اگر زمانہ حال کے خیالات درست ہوتے کہ رومنوں کو ہر جگہ مداخلت کرنے اور یونانیوں میں نفاق ڈلوانے میں مزا آتا تھا، تو اس حکمت عملی کے مطابق یہ مسئلہ ضرور بحث میں آنا چاہئے کہ اس پر رومن کیا کہینگے۔ لیکن رومن بالکل خاموش رہے اسلئے کہ جو کچھ یونانی اس وقت کر رہے تھے اس سے وہ اسوقت تک بے تعلق تھے جب تک انکے پاس شکایتیں نہ پہونچیں یا جب تک یونانی براہ راست انپر وار نہ کریں۔ یہی وہ اصول تھا جسکے مطابق تیتوس عمل کرتا تھا یعنی جب جھگڑا ہو اسوقت ثالث کی طور پر مداخلت کر دے، ورنہ یونانیوں کے معاملات سے بے تعلقی کا اظہار کرے۔ ظاہر ہے کہ یونانی آزاد تھے۔ علاوہ ازیں رومنوں کی خواہش تھی کہ اکائیائیوں کو ناراض نہ کریں ورنہ انطاکوس اور ایتولیوں کے ساتھ جنگ کی صورت میں انکی مخالفت بغایت تکلیف دہ ہوتی۔

اب تھواس نے ایشیا جاکر بادشاہ کو یونان آنے پر راضی کیا۔ اسمیں شک نہیں کہ اسنے ہنوز سمرنا، لمپساکوس اور اسکندریہ تروآس فتح نہیں کیا تھا، اور اکائیائی امدادی فوج کے عین موقعہ پر پرگامم میں داخل ہو جانے کی وجہ سے اس شہر پر بھی قبضہ نہیں کر سکا، تاہم وہ صرف دس ہزار پیادوں، پانچ سو سواروں اور چھ ہاتھیوں کو مع سو جنگی جہازوں کو اور دو سو

باب ۱۷

باربرداری کے جہازوں کے اپنے ساتھ لیکر سنہ ۱۹۲ ق م میں ڈیمیتریاس پہونچ گیا۔[۵] ایتولیوں نے شہر لامیہ کے قریب لیگ کا ایک جلسہ کیا جسمیں انھوں نے انطاکوس کو اپنا سپہ سالار مقرر کیا۔ لطف یہ ہے کہ وہ اسوقت تک نہ صرف روما کے ساتھ بلکہ اکائیایوں کے ساتھ بھی برسرپیکار نہیں تھا۔ اسے قانوناً تو یونان پر اتنا ہی دعوے تھا جتنا رومنوں کو تھا، اسلئے کہ یونانیوں نے اپنے جھگڑے طے کرنے کے لئے پہلے تو رومنوں کو اور پھر انطاکوس کو طلب کیا تھا؛ ظاہر ہے کہ اس سب معاملے کا اختتام جنگ ہی سے ہوسکتا تھا، لیکن انطاکوس کچھ ایسا تجربہ کار مدبر تھا اور اپنی حکمت عملی میں کچھ ایسا درست تھا کہ وہ بکمال ہوشیاری کے ساتھ بغیر کسی قسم کے قانونی نقص کے اور بغیر باضابطہ جنگ کے مختلف بلدیات کو مسخر کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس نے خالکس سے کہلا بھیجا کہ میں روما سے برسرپیکار نہیں ہوں اسلئے تم میرے ساتھ نہایت اطمینان سے مخالفہ کرسکتے ہو، جسپر خالکس والوں نے جواب دیا کہ بہت اچھا ہم پہلے اپنے حلیفوں یعنی رومنوں کی اجازت لے لیں۔ اسنے اکائیایوں سے غیر جانبدار رہنے کی استدعا کرنے کے لئے اپنے سفیر ایگیوم روانہ کئیے جہاں تیتوس بھی موجود تھا۔ ان سفیروں کے گفتگو کا اکائیایوں نے خاطر خواہ جواب نہیں دیا۔ لیکن اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ روما نے اکائیایوں پر کسی قسم کا جبر کیا ہو۔ فلوپوئےمین کو صرف ایک بات کا خیال آیا تھا، اور یہ اپنے ہم ملکوں کی بہبودی تھی، اور اب وہ اس نتیجے پر پہونچا کہ اکائیائیوں کو روما سے گہرے تعلقات پیدا کرنے کی

[۵] جنگ کے مفصل حالات کیلئے دیکھو لیوی اور پولی بوس۔ اکائیائی پرگاموم کو چھڑاتے ہیں؛ ڈٹن برگر ۲۰۸؛ فرینکل ۶۴؛ تیونفر: "اکائیہ پاؤلی کے مجموعے میں۔

ضرورت ہے چنانچہ انھوں نے بجائے غیر جانبدار رہنے کے یہ طے کیا کہ انطاکوس اور ایتولیوں سے جنگ کرنی چاہئے۔ اس واقع سے جنگ کے مدبرانہ مدارج تو ختم ہوئے، اور انطاکوس نے خالکس پر حملہ کرکے (جسکی مدافعت کرنے کے لئے صرف پانچ سو پرگام والے اور پانچ سو اکائیائی موجود تھے) اسے مسخر کرلیا۔ اس کے بعد اس نے ایک ہزار آدمیوں کو ایلس روانہ کیا جو اسوقت تک ایتولیہ کے قبضے میں تھا، تاکہ وہاں سے اکائیائیوں کو دق کرتا رہے انطاکوس نے اپنے قدم بیوتیہ پر بھی جمائے۔ یہاں فیلقوس کے شکست پر ۱۹۷ ق م ہی میں اختلافات واقع ہوگئے تھے جن میں ان بیوتیوں کی مدد سے جو فیلقوس کی فوج میں سے گھر واپس آئے تھے، مقدونوی فریق برسر اقتدار ہوگیا تھا، لیکن اس کے بعد اس فریق کے رہبر براخی لاس کو روما کے بعض ہمنواؤں نے ملک عدم پہونچا دیا تھا جس پر غضب آلود بیوتیوں نے رومن سپاہیوں کو ایک ایک کرکے قتل کر ڈالا جس ضلع میں رومیوں پر یہ مظالم ڈھائے گئے تھے وہاں کے باشندوں کو تیتوس نے سخت سخت سزائیں دیں جسکی وجہ سے بیوتیہ میں روما کی طرف سے اور بھی زیادہ تنفر کی لہر دوڑ گئی۔ اسی طرح اپائروسیوں نے بھی انطاکوس سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ اپائروس آئیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ ۱۹۱ ق م کے اختتام سے پہلے انطاکوس نے تھسلی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی، اور فیرائے اور سکوتوسا پر قبضہ کرلیا کینوس کیفالائے میں اُن مقدونوی سپاہیوں کے غیر مدفون لاشوں کو جو وہاں کام آئے تھے، دفن کیا، جس سے فیلقوس سخت پریشان ہوا، لیکن جب اس نے یہ سنا کہ ایک رومن مقدونوی فوج آرہی ہے تو اس نے لاریسہ کا محاصرہ اٹھاکر خالکس کی راہ لی۔ رومن فوج پیٹر بائی بیوس کے کمان میں تھی، جسے شاہ سوریہ کے یونان میں آنے کی اطلاع پر

رومنوں نے ایپائروس روانہ کیا تھا۔ بات یہ ہے کہ اسوقت تک
رومنوں کو انطاکوس کے پیش نامے کے متعلق کوئی قطعی معلومات
نہیں تھے اور انھیں خیال تھا کہ انطاکوس میں نقصان رسانی کی
قابلیت موجود ہے جو واقعتاً اسمیں نہیں تھی۔ چنانچہ انھوں نے اسوقت
تک اپنے تمام تر قوت واقتدار کا مرکز اور اٹلی اور سسلی ہی کو
قرار دیا تھا۔

۱۹۱ سنہ ق م کے ابتدا میں رومن قوم نے انطاکوس کے خلاف
جنگ کا اعلان کر دیا اور کانسل مارکوس اکی لیوس گلابریو کو فوج کا کمانڈر
مقرر کرکے تقریباً چالیس ہزار سپاہیوں کو اسکے سپرد کر دیا۔ انطاکوس
اکارنانیہ چلا گیا تھا جہاں پہونچکر اس نے میدیوم فتح کر لیا تھا لیکن
اس کانسل کے اپولونیہ میں اترنے اور بیئے بوئس اور فیلقوس کے
اقدام کی خبریں سنکر وہ ایشیا سے کمک کا انتظار کرنے کے لئے
خالکس واپس ہو گیا، لیکن جب یہ کمک آئی تو اتنی ہی کہ اب بھی اسکے
پاس دس ہزار پیادوں اور پانچ ہزار سواروں سے زیادہ نہیں تھے۔
اور انہیں اب صرف چار ہزار ایتولیوں کا اضافہ ہو گیا۔ ہمارے نزدیک
یہ مشرقی تفاخر کا ایک نمونہ ہے کہ اس فوج کو ساتھ لیکر انطاکوس
کو روما سے لڑائی لڑنے کی ہمت ہو گئی۔ اس کے اس خیال میں
ضرور تھوڑی بہت عقل کا شائبہ تھا کہ شمال کی طرف سے حملہ
ہونیکی صورت میں وہ اس فوج کی مدد سے تھرموپلی پر قبضہ کرسکیگا
خصوصاً ایسی حالت میں کہ ایتولیوں نے دروں کو مغرب کی طرف
سے بند کر دیا تھا بہر حال اسکی یہ کوشش بھی ناکام ثابت ہوئی۔ گلابریو
کا قائم مقام مارکوس پورکیوس کاتو جو ۱۹۵ سنہ ق م میں کانسل رہ چکا
تھا، کوہ ایتہ کو عبور کرکے بادشاہ کے عقب میں پہونچ گیا۔ اس پر
انطاکوس صرف پانچ سو سپاہیوں سمیت خالکس پہونچا، اور یہاں
سے وہ بحری راستے سے ایفی سوس چلا گیا۔ اب بیوشیہ اور یوبیہ

باب ۱۷

نے ہتھیار ڈال دیئے۔ ایتولی اب بھی تھرموپلی کے قریب چند قلعہ بند مقامات خصوصاً ہرقلیہ و لامیہ پر قابض تھے، چنانچہ گلا بریوے ہرقلیہ کو زیر کیا اور عین جسوقت فیلقوس لامیہ پر قبضہ کرنے والا تھا اسوقت کانسل نے اسے اسکی ممانعت کر دی اسلئے کہ رومن یہ نہیں چاہتے تھے کہ شاہ مقدونیہ کو اس نواح میں کوئی علاقہ اپنے سلطنت میں الحاق کرنے کا موقع مل جائے۔ اب جب ایتولیوں نے صلح کرنے کی طرف اپنا میلان ظاہر کیا تو تیتوس نے تو یہ کہا کہ انکے سامنے نرم شرائط پیش کرے لیکن گلا بریو نے اس اصول سے اختلاف کیا اور پہلی شرط تو یہ پیش کی کہ دو سربرآوردہ ایتولی اور اتھامانیس کے سرداروں کو انکے حوالہ کر دیا جائے جسپر ایتولیوں نے لڑائی جاری رکھنے ہی کو مناسب سمجھا اور نئوپاکتوس میں رومنوں کی مدافعت شروع کی۔ اسی دوران میں تیتوس کے کہنے سے ایلس اور مسینیہ والے اکائیائی لیگ میں شامل ہو گئے چنانچہ اب اس لیگ میں پیلوپونیز کی جملہ ریاستیں شامل ہوگئیں تھیں۔ اس نئے معاوضے میں رومنوں نے زاکینتھوس کو اپنی حمایت میں لے لیا اور کورکائرا انکا پہلے سے ہی محمیہ بنا ہوا تھا چونکہ فیلقوس نے تھسلی میں کچھ اقدام کیا تھا اسلئے تیتوس نے اسکی نگرانی کرنا اپنا فرض سمجھا کہ ایتولیوں پر ضرورت سے زیادہ دباؤ تو نہیں پڑ رہا۔ نئوپاکتوس کا محاصرہ اٹھا لیا گیا اور رومنوں کے پاس سفارت روانہ کرنے کی غرض سے اور رومنوں کے خواہشات دریافت کرنے کی غرض سے ایتولیوں کو التوائے جنگ کی اجازت دیدیگئی۔

جہاں تک یورپ کا تعلق تھا، جنگ عملاً ختم ہو چکی تھی اسلئے کہ ایتولیوں سے جو لڑائی جاری تھی اسمیں جلد یا بدیر اس پہاڑی قوم کو شکست ہونا گویا طے شدہ تھا۔ اب سب سے اہم کام تو یہ باقی رہ گیا تھا کہ کسی طرح انطاکوس کو ایشیا میں شکست دی جائے، اور

اگر ہم یہ نہ جانتے ہوں کہ رومنوں نے جو کچھ اس محاذ میں کیا وہ انکے اسی جائز اعتماد کی وجہ سے تھا، تعجیل کی کوئی زیادہ حاجت نہیں تو انکے افعال ہمیں تحیر و تعجب میں ڈالنے کے لئے بالکل کافی ہوں گے سب سے پہلے تو انھوں نے ایشیا کی طرف ایک بیڑا روانہ کیا، اور پریٹر کائیوس لیویوس، نیپلز، لوکرس، ریگیوم اور قرطاجنہ کے جہاز لیکر یونان چلا۔ یہاں ان جہازوں میں وہ رومن جہاز بھی مل گئے جو پرائیوس میں پڑے تھے اور اسکے بعد پرگامم کا بیڑا بھی آگیا، چنانچہ اب اس امیر البحر کے کمان میں ڈیڑھ سو عرشہ دار اور پچاس کھلے جہاز تھے، اور ان کو لے کر اس نے سو جہازوں کے شامی بیڑے کو، جو رھوڈز کا جلاوطن پولیکسے نید اس کی کمان میں تھا، خیوس اور ایتھی سوس کے درمیان کوری کوس کے مقام پر ۱۹۱ ق م میں شکست دی۔

اسکے بعد رومنوں نے ایتولی سفیروں کو مطلع کیا کہ ایتولیوں کو صلح کرنی ہے تو انھیں اپنے دفاعی و جراحی مخالفہ کرنا پڑے گا اور ایک ہزار تالنت انکے نذر کرنے پڑینگے۔

۱۹۰ ق م میں رومنوں نے ل۔ کورنے لیوس سی پیو (جو افریقانوس کا بھائی تھا) اور گ۔ لئے لیوس کو (جو برادران سی پیو کا دوست تھا) کانسل منتخب کیا۔ ظاہر ہے کہ ل۔ کورنے لیوس کے سوا کون ایسا تھا جسے ایشیا کے جنگ کو ختم کرنے کا معزز اور سودمند کام سپرد کیا جاتا، لیکن چونکہ اس کام کی کورنے لیوس کو اہلیت نہیں تھی اسلئے اسکا بھائی اسکے قائم مقام کی حیثیت سے اسکے ساتھ ایشیا چلا۔ اسی دوران میں گلابریو نے لامیہ کو فتح کر لیا تھا، اور ل۔ کورنے لیوس نے ایتولیوں کو معاملات پر غور کرنے کے لئے ایک سال کی التوائے جنگ کی اجازت دیدی، گو اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ نوپاکتوس کے دشوار محاصرے سے وہ دستبردار ہو سکے۔ اسکے بعد وہ بجائے بحری راستے کے طول طویل بری راستے

باب ۱۵

سے ایشیا چلا اسلئے کہ یہ سفر زیادہ محفوظ تھا اور اسکی یہ خواہش نہیں تھی کہ سمندر اور طوفان کے دیوتاؤں کو بلا وجہ اپنی طرف مائل کرے، وہ دیوتا جنھوں نے دوسری فینیقی جنگ میں رومنوں سے کیا کچھ چالیں نہیں چلی تھیں! رومنوں کو اسکا یقین تھا، اور یہ یقین غلط نہیں تھا، کہ اسمیں مطلق کوئی مضائقہ نہ ہوگا اگر انطاکوس اس وقفے میں تھوڑی سی مزید فوج جمع کرے، لیکن سمندر پر بادشاہ کی قوت اب بھی بڑھی ہوئی تھی۔ رومن بیڑے نے سستوس لے لیا، لیکن انطاکوس نے لیزی ماخیہ کے سامان خورونوش کا انتظام کر دیا اور پولیسے نیداس نے پوستراتوس اور رومن بیڑے کو ساموس کے قریب شکست دیدی جسپر فوکیہ، ساموس اور کیمے انطاکوس کی طرف چلے گئے۔ اب پریٹر ائمی لیوس نے بحری مہم کے انتظام کو اپنے قبضے میں لیا۔ اسکا پہلا پیش نامہ یہ تھا کہ اپنی پوری فوج کے ساتھ جنوب کی طرف جائے اور انطاکوس کے نئے بیڑے سے، جو ہنی بعل فینیقیہ سے لاتا، بر سر پیکار ہو۔ لیکن ائمی لیوس کو پتارا سے پسپا ہونا پڑا اور یہاں سے جنوب کی بجائے شمال کا رُخ کرنا پڑا، چنانچہ اس نے اب رھوڈزیوں کو فینیقی بیڑے کا کام تمام کرنے کیلئے چھوڑ دیا، اور ان دونوں میں سیدے کے مقام پر جو لڑائی ہوئی اسمیں رھوڈزیوں ہی کو کامیابی ہوئی۔ اس پر طرہ یہ لگا کہ خود ائمے ملیوس نے میونے سوس پر پولیسے نیداس کو بحری جنگ میں شکست دی اور اسکے ۲۹ جہازوں کو ڈبو کر اسکے ۱۳ جہاز گرفتار کر لئے۔ انطاکوس نے اسی زمانے میں پرگامم پر حملہ کر دیا تھا، لیکن اس کے بیڑے کو پے در پے زکیں ملنے پر اسنے خوفزدہ ہو کر لیزی ماخیہ کو چھوڑ دیا اور اسطرح رومنوں کے لئے ایشیا کا راستہ بالکل صاف کر دیا۔ اب ائمے ملیوس نے فوکیہ فتح کر لیا، اور گو اس نے بہت روکا لیکن رومن سپاہیوں نے

شہر والوں کے ساتھ نہایت ہی وحشیانہ سلوک روا رکھا،
اب انطاکوس نے رومنوں سے صلح کرنے کی کوشش کی،
اور اس نے یہ دیکھ کر کہ افریقیانوس کا ایک بیٹا اسکے کمپوییں اسیر
جنگ ہے اپنے روما کے اس قائم مقام کے ساتھ گفت و شنود شروع
کردی۔ لیکن جب افریقیانوس نے اس سے کہلوا بھیجا کہ اسے
طاروس کے شمال تک تمام ایشیائے کوچک سے دست بردار ہونا
پڑے گا (اور یہ کچھ زیادہ علاقہ نہ تھا اسلئے کہ اسی پہاڑ کے شمال میں
بہت ہی کم مقامات ایسے تھے جنپر اسکا واقعی قبضہ ہو) تو وہ
بالکل درست اس نتیجہ پر پہونچا کہ اگر وہ لڑائی جاری رکھے گا تو
بھی اسے اس سے زیادہ نقصان نہیں پہونچ سکتا، چنانچہ آخر اس نے
اسکا تہیہ کرلیا۔ لڑائی سنہ ۱۹۰ ق م کے موسم خزاں میں مگنیشیہ (بر دریائے
سپی لوس) کے مقام پر افریقیانوس کے غیاب میں ہوئی اسلئے وہ ایلایہ
میں بیمار پڑا تھا۔ اسمیں رومن تیس ہزار رومن فوج تقریباً اسی ہزار
ایشیائیوں کا مقابلہ کررہی تھی، اور اس ایشیائی لشکر میں علاوہ سانڈنی
سواروں، گاڑیوں کی قطاروں اور ۵۴ ہاتھیوں کے سولہ ہزار مقدونوی
کا جتھا بھی شامل تھا جو ۵۰ سپاہی طویل اور ۳۲ سپاہی عریض دس
حصوں میں منقسم تھا۔ الغرض حالانکہ "پیجن" میں تین ہزار سے چھ ہزار
سپاہی تک ہوتے تھے۔ پیجنوں کے پیدل فوج نے جنگ میں کوئی
حصہ نہیں لیا لیکن میدان رومنوں ہی کے ہاتھ آیا۔ حلیفوں نے ایشیائی
فوج اور ہاتھیوں کو تتر بتر کردیا، اور اس طرح مقدونی جتھا، جسپر
مفروروں نے دھاوا کیا، ٹوٹ گیا اور اسکا نتیجہ وہی ہوا جو قدیم زمانے
کے اکثر لڑائیوں کا ہوتا تھا، یعنی فاتحوں نے مفتوحوں کا قتل عام کردیا۔
کہتے ہیں کہ رومنوں کے ۲۴ پیادے اور ۳۰۰ سوار، اور ایشیائیوں کے
پچاس ہزار سپاہی کام آئے۔ اس جنگ کے بعد ایشیائے ہیشین
کا راستہ رومنوں کے لئے کھل گیا اور انھوں نے سارڈس کو

باب ۱۷

مستقر قرار دیا یہاں۔ انطاکوس نے پیغام بھیجا کہ میں صلح کے لئے تیار رہوں جیسی ہوئے جواب دیا کہ آپ اپنے سفیر روما بھیجئے اسلئے کہ وہیں آخری تصفیہ کیا جائے گا۔ علاوہ انطاکوس کے بعض دوسری ایشیائی ریاستوں نے اپنے ایلچی روما روانہ کئے' اور یہ مجمع ایک پوری کانگریس بن گیا جسمیں روما کا واحد کام یہ تھا کہ احکام صادر کرے۔

روما کے مجلس سینات نے چند اصول منضبط کئے اور حکم دیا کہ حسب سابق ایک عشاریہ جائے اور موقع پر انکا انطباق کرے' چنانچہ ۱۸۸ ق م میں اسکی تعمیل کی گئی اور ایشیائے کوچک میں حسب ذیل بندوبست کیا گیا۔ سب سے اہم شرط یہ تھی کہ انطاکوس کوہ اطاروس کے اسطرف کے تمام فتوحات سے دست بردار ہوگیا' جس سے مراد اغلباً کلیلیہ کے شمال کے ازنجیرے سے تھی اسمیں شک نہیں کہ لفظ طاروس کے معنے میں اختلاف رائے پیدا ہوا۔ لیکن کیا اس سے پمفیلیہ کے شمال کا علاقہ شامل نہیں تھا؟ اور پھر کیا پمفیلیہ پر شاہ سوریہ دعوے کرسکتا تھا؟ روما کے سربرآوردہ عہدہ دار اس نتیجے پر پہونچے کہ یہ ایک دوسرا زنجیرہ ہے' اور پمفیلیہ طاروس کے "اس طرف" واقع ہے۔ یہ یقیناً نہایت وجہ تعجب کی بات ہوئی کہ شکست ملنے پر انطاکوس ایک ایسے صوبے کا الحاق کرسکتا جو کوئی سلیوکی پوری طور پر فتح نہیں کرسکا تھا۔ علاوہ ازیں انطاکوس کو اپنے ہاتھی اور دس کے سوا باقی تمام جنگی جہاز رومنوں کے حوالے کرنے پڑے اور یہ منظور کرنا پڑا کہ جو جنگی جہاز اسکے پاس رہجائیں گے وہ کالی کا دنوس کے مغرب میں نہیں جاسکیں گے۔ اس شرط کی وجہ سے وہ اپنے جہازوں کو کلیلیہ والے طاروس کے ساحل پر بھی نہیں لاسکتا تھا جسکی وجہ سے یہ ساحل گویا بحری قزاقوں کی آماجگاہ بن گیا' اور

باب ۱۷

اس طرز عمل کیوجہ سے خود رومنوں نے گویا بحری قزاقوں کو دلیر بنا دیا جس کی وجہ سے انھیں بعد میں کلیلیہ اسپریا میں اسقدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ انطاکوس کو پندرہ ہزار تالنت روما کو اور پانچسو تالنت یومنیس کے حوالہ کرنے پڑے اور یہ وعدہ کرنا پڑا کہ ممکن ہوا تو روما کے بعض دشمن، مثلاً ہنی بعل رومنوں کے حوالہ کردیئے جائیں گے۔

اس صلحنامے سے انطاکوس برابر اس علاقے کا مالک بنا رہا جو سلیوکیوں کی میراث تھے (دیکھو باب ۱۲) گو اسے بہت سے دعاوی اور بعض منفرد امور سے دست بردار ہو جانا پڑا۔ واقعہ یہ ہے کہ روما کے تاویل کے مطابق جو طارس تھا وہ ہمیشہ شامی حکومت کی حد سمجھا جاتا تھا، اور اس صلحنامے سے موجودہ صورت حال برابر قائم رہی[۱]۔

جو ملک اب شامی اثر سے آزاد ہو گیا تھا اسکا مفصلۂ ذیل بندوبست کیا گیا:- وہ یونانی شہر جنھوں نے روما کا ساتھ دیا تھا آزاد رہے یا آزاد کر دیے گئے، اور جنھوں نے اپنی خوشی خاطر انطاکوس کا ساتھ دیا تھا وہ یومنیس کے باجگذار بنا دیے گئے۔ اس اصول کے مطابق علاوہ کیزکوس، لمپساکوس اور اسکندریہ ترواس کے حسب ذیل بلدیات آئندہ آزاد تھے، ایی دوس (جسے پے درپے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا)، دردانوس، الیوم (جسمیں رھٹی تیوم اور رگرس کا الحاق کر دیا گیا) نوتیوم، میلاسہ، کلازومے نائے (جسے جزیرۂ دریماسہ مل گیا)، ملطہ، خیوس، اسمرنا، اریتھرائے، پیمے اور فوکیہ۔ یومنیس کے حصے میں بہت بڑا علاقہ آیا یعنی یورپ میں خرسونیز و لیزیماخیہ

---

[۱] شرائط صلح نامہ ۱۸۹ قم؛ پولی بیوس ۲۱، ۴۵/۴۸؛ لیوی ۳۸، ۳۹؛ App. Syr ۳۸؛ پوسانیاس ۷، ۱۱۔

باب ۵۱

ایشیا میں ہلیسپونتی افروجیہ، افروجیہ عظمیٰ، میزیہ، لیدیہ، لیکاؤنیہ، اور ملیاس، بلدیات ہیں سے اندرون ملک میں ترالیس اور ساحل پر افسوس اور افی سوس وتیل مسوس۔ انطاکوس کے قبضے سے پہلے افی سوس مصر کی عملداری میں تھا، لیکن مصر اپنے شمالی مقبوضات سے خود اپنی خوشی سے دست بردار ہوگیا تھا چنانچہ اب وہ انمیں سے کسی کا دعویٰ نہیں کرسکتا تھا۔ تلمے سوس رھوڈزہی علاقے میں تھا، اور یہ یومینیس کو اس لئے دیا کہ تاکہ پرگامم کے پاس جنوبی ساحل پر کوئی بندرگاہ آجائے۔ رھوڈز کو میاندر کے جنوب میں لیکیہ اور کاریہ مل گئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ لیکیہ والے بہت جلد رھوڈزیوں کے انتظام کی شکایت کرنے لگے اور روما نے اعلان کیا کہ اسکی اصلی خواہش یہ تھی کہ لیکیہ والے رھوڈز کے رعایا نہیں بلکہ دوست بن کر رہیں جسکی وجہ سے اس خراج میں روز بروز کمی ہونے لگی جو رھوڈز کو ملتا تھا۔ روما نے ایشیا کے کسی علاقے کا اپنی سلطنت میں الحاق نہیں کیا۔

چونکہ ایشیا کے علاقوں کا قطعی بندوبست ۱۸۹ء ق م سے پہلے ممکن نہیں ہوا اسلئے ۱۹۰ء ق م کے اواخر میں رومنوں نے کمشرق کی طرف کمک روانہ کی۔ اس سال پرٹیر فابیوس لابیو نے اضافہ شدہ بیڑے سے کریٹیوں کے معاملات میں مداخلت کی اور ایک اعلان اس شایع کیا، جس پر گورتی نا نے بعض رومن اسیروں کو اسکے حوالہ بھی کردیا۔ اسکے بعد اسنے ائے نوس و مارونیہ سے شاہی حرس نکال دیا۔ دوسری طرف کانسل مانلیوس وُلسو نے غالطیوں کے خلاف، جنمیں سے بہت سوں نے شاہ سوریہ کے فوج میں خدمات انجام دی تھیں، فوجکشی کی تاکہ انھیں سزا دے اور ساتھ ہی اپنے اجداد

ف غالطیوں سے جنگ؛ لیوی ۳۸، $\frac{12}{27}$
لیوی نے مانلیوس کے کوچ کے بابت جو امور بیان کئے ہیں (۳۸، $\frac{12}{15}$) انکے لئے

باب ۵

مائلیوں کی طرح، جو غالویوں سے لڑے تھے، اپنی شہرت میں چار چاند لگائے اور مال غنیمت سے بھی مستفید ہو۔ وہ ایلفی سوس سے جنوبی ملک میں چکر لگاتا ہوا انکے ملک میں پہونچا اور وہاں اُسنے خود انکا طریق عمل اختیار کرکے انکے ملک کو پوری طور پر برباد و تاراج کیا اور صرف ترومی ہی اسکے چنگل سے بچ گئے، وہ بھی اس لئے کہ مانلیوس نے ہالیس کو عبور نہیں کیا۔

لیکن ایشیا کا بندوبست اسوقت تک مکمل نہیں ہوا جبتک ۱۸۸ء قم میں مانلیوس پروکانسل نہ بن گیا، مانلیوس پہلے تو میانڈر کے منابع کے قریب شہر اپامیہ، اسکے بعد پمفیلیہ کے ملک میں بڑھ گیا جسے انطاکوس کے سپہ دار نے اسکے حوالہ کردیا، اور اسکے بعد واپس اپامیہ آیا جہاں شام اور روما کے مابین صلحنامے اور معاہدے پر اس نے قسم کھائی اور اسکے جواب میں رومن سفیر انطاکوس کے پاس گئے اور اس سے بھی حلف لیا۔ اُدھر یومینیس کے بیچ میں پڑنے سے اسکے خسر اریار اتھیس حکمراں کلپاڈوسیہ کو روما سے صلح کرنے کی اجازت دی گئی اور اُسے روما کے حلیفوں میں شامل کرلیا گیا۔

اب ایتولیوں اور رومنوں کی جنگ کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ انھوں نے حال ہی میں اتنی قوت پکڑی تھی کہ انھوں نے انتھامانیہ سے فیلقوس

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ دیکھو ریمزے کا مضمون رائناش کے "اخبار مشرق" Reinach Chronique d'Orient ص ۲۱۳ وغیرہ میں، اور اسکی کتاب "ایشیائے کوچک کا تاریخی جغرافیہ" ۲۲۱۔ مانلیوس ایفی سوس سے انطاکیہ ہوتا ہوا اکاریہ تابائے کے ملک، ضلع کبرا اس اور ترمیسوس اور (پمفیلیہ) گیا۔ سوال یہ ہے کہ آیا وہ غالطیوں کو دھوکا دینا چاہتا تھا؟

ایتولیوں کے ساتھ مزید کشمکش اور انکے ساتھ صلحنامے کے لئے دیکھو لیوی وپولی بیوس ۲۱: $\frac{۲۷}{۳۲}$ -

باب ۱۷

کو نکال باہر کیا اور اسکے بعد دولوپیوں کے ملک اور امفی لوخیہ پر قبضہ کرلیا (سنہ ۱۹۰ ق م) یہ سب رومنوں کی ناراضگی کا موجب نہیں تھا، کیونکہ اس سے صرف فیلقوس ہی کو نقصان پہونچتا تھا؛ لیکن ایتولیوں کے کامیابیوں نے انکا دماغ پھیر دیا، اور سنہ ۱۸۹ ق م کے کانسل مارکوس فلویوس نوبی لیور کو انسے جنگ آزما ہونے میں چند در چند مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس مہم کا مرکز امبریسیہ تھا جس کا تمام حربی قواعد کے مطابق محاصرہ کیا گیا اور حملہ آوروں کی مدافعت کی گئی؛ چنانچہ رومنوں کا اسپر صرف اسوقت قبضہ ہوا جب انھوں نے مدافعین کے ساتھ عزت کا سلوک کرنے کا وعدہ کیا۔ اب رھوڈز اور ایتھنز کے بیچ میں پڑنے سے روما نے ایتولیوں کے سامنے پہلے سے نرم تر شرائط پیش کرنے کا وعدہ کیا بشرطیکہ وہ واقعی سنجیدگی کے ساتھ امن کا پیام بھیجیں اسوقت ایتھنز تماشاگاہ تاریخ پر ایک ذلیعت مملکت کی حیثیت سے نمودار ہوتا ہے۔ روما نے اس خرچہ جنگ کا جو وہ اسوقت تک مانگتا تھا صرف نصف طلب کیا اور اگر ایتولیوں کو اس تمام علاقے سے دستبردار ہونا پڑا جو انہیں اس جنگ میں ہاتھ آیا تھا، تو اس کا بھی یقین نہیں کہ انہیں دولوپیوں کے ملک سے بھی ہٹ جانا پڑا ہو جو انھوں نے ابھی حال میں فتح کیا تھا۔ رومنوں نے امبریسیہ کے ساتھ بھی کچھ ایسا برا سلوک نہیں کیا، سوائے اسکے کہ انھوں نے وہ سب فنی شاہکار جو پرہوس کا پایۂ تخت بننے کے زمانے سے برابر اس شہر کے شاہراہوں کی تزئین کر رہے تھے، اٹھا کر روما پہونچا دیے ظاہر ہے کہ رومنوں کے ساتھ مخاصمے کے بعد ایتولیوں کی قسمت روما کے ساتھ وابستہ ہوگئی - اگر رومنوں نے خلاف توقع اسکے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو اس کا سبب یہ تھا کہ مقدونیہ کے ساتھ جو تعلقات تھے انکی طرف سے بے اعتمادی کے باعث وہ ایتولیوں کو اپنا

باب ۱۷

جانی دشمن بنانا نہیں چاہتے تھے۔ اس مقصد میں روما کو صریح کامیابی ہوئی۔ بہت سوں نے ایتولیوں کو لٹیرا لکھا ہے اور ہم بھی ان کے طبیعت کی اس خصوصیت کی طرف اس سے پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔ ظاہر ہے وہ یونانی نژاد ہونےکی وجہ سے غالطیوں سے کمتر درجہ کے لٹیرے تھے، اور اسی وجہ سے انکے ساتھ رومنوں نے جو برتاؤ کیا وہ مختلف تھا۔ تاہم یہ امر ضرور قابل لحاظ ہے کہ رومنوں نے ان دونوں مملکتوں کو ایک ہی زمانے میں اور ایک ہی وجہ سے زیر کیا، اور یہ وجہ صرف یہ تھی کہ انھوں نے شام کے بادشاہ کا ساتھ دیا تھا۔[ل]

[ل] انطاکوس سوم ان یونانیوں کا ممنون تھا جنھوں نے پچھلی جنگ میں اسکا ساتھ دیا تھا۔ اور انہیں نیچا دیکھنا پڑا تھا۔ اس نے بعض ایتولیوں، کریٹیوں اور یوبیائیوں کو انطاکیہ کے ایک جدید محلہ کو منتقل کر دیا؛ او۔ میولر: "قدیمات انطاکیہ" O. Mueller: Antiqu. Antioch. کے ۱۸ جہیں لیبانیوس کی پیروی کی گئی ہے (۳۰۹)۔

اسکے سکوں کے لئے دیکھو بابلوں LXXVII-LXXXVI ؛ سولون اور اکائیوس کے سکے LXXXVI وغیرہ۔ انطاکوس کے سکوں پر اسکی ہر عمر کی تصویریں ہیں یسراڈورڈ بن بری ("جریدۂ مسکوکیات" ۱۸۸۳ء) انھیں تین شقوں میں تقسیم کرتا ہے، اور یہ شقیں ان سکوں کی اُن تصویروں سے جو بن بری کے مجموعے کی فہرست میں مندرج تھیں (سوتھبی Soth by ۱۸۹۶ء) صاف ظاہر ہوتی ہیں۔ اس فہرست میں سکوں کی جو نہایت نفیس تصاویر ہیں انسے یہ سلیوکی سکوں کے طالبعلم کیلئے نہایت مفید ثابت ہوگی انطاکوس کے طلائی سو درہمیاں بھی ہیں جنھیں "منا پایا" کہتے تھے؛ بابلوں LXXXI انطاکوس نے یورپ میں جو مہیں سر کیں انکے آثار اسکے سکوں میں بھی پائے جاتے ہیں (بابلوں، جسنے گارڈنر کا اتباع کیا ہے):- (۱) لیمنوس کے شہر ہفاسیتا کا سکہ جسپر ایک سر کی شبیہ ہے انطاکوس کا معلوم ہوتا ہے، لیمنوس نے انطاکوس کو خوش آمدید کہا تھا۔ (۲) کاریستوس کا سکہ جسپر انطاکوس کا سر ہے (لیکن

باب۱۰

آخر میں ہمیں صرف یہ کہنا باقی ہے کہ شام کے شکست کا براہِ راست نتیجہ یہ تھا کہ مصر (جسے انطاکوس نے اپنی ترکیبوں سے روما سے علیحدہ کرلیا تھا) ازسرِنو روما کا تابع بن گیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ سکس (Six) جریدۂ مسکوکیات '۴۱' ص ۳۰۱ میں کہتا ہے کہ یہ سر اسکا نہیں بلکہ اسکندر وارکراتے روس شاہ یوبیہ کا ہے جو تقریباً ۲۵۰ سنہ ق م میں یوبیہ پر حکومت کرتا تھا۔ (۳) سکہ جات خالکس؛ جنپر نقاب پوش سر بنا ہے؛ اسے پہلے ہیرا کا سر سمجھا جاتا تھا (دوسری طرف دیمیتر چوکراسی پر بیٹھا نظر آتا ہے) لیکن اب کہتے ہیں کہ یہ کلیوبطلیموس کے بیٹی کا سر ہے جسکے ساتھ انطاکوس نے خالکس میں نکاح کیا اور جسے وہ یوبیہ کہکر پکارا کرتا تھا' پولی بیوس ۲۰' ۸؛ لیوی ۳۶' ۱۱۔ (۴) ایولی سکے جنپر انطاکوس کا سر بنا ہے (گوسکس ص ۲۹۷ کہتا ہے کہ یہ سر دیمیتریوس شاہ مقدونیہ کا ہے اور اسکی تاریخ ۲۳۵/۲۳۴ ق م ہے)۔(۵) اکارنانی سکہ جنپر لنگر بنا ہے۔ نیز ایک سکہ اور بھی دریافت ہوا ہے جنپر ہاتھی کی تصویر ہے؛ اسے اب نوادرخانہ برطانیہ نے ۱۸۹۱ء میں حاصل کرلیا ہے۔ (۶) اپیناندر حکمران اتھامانیہ کے سکے جس پر خالکس کا زنانہ سر ہے۔ نیز شاید لیکیہ میں بھی انطاکوس سوم نے سکے ڈھالے؛ پ۔ گارڈنر بابلون LXXXVI میں صور کے ۲۰۱ سنہ ق م والے سکوں میں سلیوکی سند (۲۰۲-۲۰۱ سنہ ق م مندرج ہے لیکن شاہی سکہ جات شام پر اسکا اندراج ۲۰۱ سنہ ق م تک نہیں کیا جاتا۔

انطاکوس سوم کے شکست پر ایشیائے کوچک کے سکوں کے ایک جدید عہد کی ابتدا ہوتی ہے؛ مقابلہ کرو ہیڈ "فہرست سکہ جات نوادرخانہ برطانیہ' ایونیہ XLXIII۔ اب عام طور پر اس ملک میں اٹیکائی معیار کے سکے اسکندری نمونے کے مطابق بنائے جاتے ہیں جن کے ایک طرف ہرقلیس کا سر' ایک دوسری طرف' زیوس ایتوفوروس کی شبیہ ہے۔ یہ سکے اپنی چوڑی چپٹی شکل کی وجہ سے پہلے سکوں سے ممتاز ہیں۔ "اسطرح سکندر کی موت کے بعد اسکے سکوں کے احیاء سے جو عزت کی گئی وہ ایک تو اسوجہ سے تھی کہ اس نے ایشیائی یونانیوں کے آزادی کی بنیاد ڈالی تھی اور دوسرے اس احیاء سے تجارت میں بھی طرح طرح کی

باب ہیژدہم

روما اور پرسیوس

۱۷۹ سنہ ق م تا ۱۶۸ سنہ ق م

مشرق تقریباً ۱۶۹ سنہ ق م میں

معاملات یونان پر جو رومن اثرات پڑے انمیں مزید تبدیلی کا ظہور پہلے پہل یورپ یعنی یونان و مقدونیہ میں ہوا، وہ اسطرح کہ یونان کے جمہوریتوں نے تو خود روما سے مداخلت کرنیکی استدعا کی، اور معاملات مقدونیہ میں مداخلت سے خود روما کا مفاد

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - آسانیاں پیدا ہوگئیں" (ایضاً ص xli) مختلف شہروں کے سکوں پر انکے علامات کندہ ہیں، اور انمیں سے بعض کے جو درہمیاں مقامی شکلوں سے ممتاز ہیں۔ کستو فوری سکوں کے لئے دیکھو ضمیمہ، باب ۲۱، حاشیہ ۴۔
علاوہ ازیں دیکھو دیکن کا مضمون ایتولیہ؛ پاؤلی وسووا ا، $\frac{1113}{1127}$؛ کومپل: تحقیقات متعلق جنگ روما بزمانہ انطاکوس سوم" Kumpel. Die Quellen zur Gesch. des Krieges d. Roemer gegen Ant. III ہامبرگ، ۱۸۹۳ء؛ اس کتاب میں تقریباً ہر واقعہ کا ماخذ براہ راست یا بالواسطہ پولی بوس ہے۔

باب ۱۸

مقصود تھا۔

یونان میں جو اختلافات رونما تھے انکی وجہ یہ تھی کہ یہاں کے چھوٹے سے چھوٹے رقبہ میں بھی کسی ایسے قسم کی مستقل تنظیم ممکن نہیں تھی جسکی بنیاد مختلف فریقوں کے آزاد رائے اور باہمی تعامل پر ہو - اکائیاؤں کا دستور بھی ہمیشہ محض ابتدائی حالت میں رہا، اور جب فلوپوئے مین نے اسے بہتر کرنے اور اس مقصد سے اسکی ترمیم کرنے کی کوشش کی تو اسکی وجہ سے یہاں بیشتر سے بھی زیادہ نقیض پیدا ہوگئے۔ اسنے سب سے پہلے تو لیگ سے اکائیائی مرکز کے تعوق کا خاتمہ کرنے کے لئے ائی گیوم کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر اس کے جمعیت کے اجلاس منعقد کئے، اور بڑی بڑی بستیوں کا اثر زائل کرنے کے لئے اس نے ایسی بستیوں کو جو میگالوپوس جیسے شہر کے تابع تھیں، لیگ کے باضابطہ رکن بنا دیا[۱] ممکن ہے کہ یہ چیزیں دور اندیشانہ بھی ہوں اور مفید بھی، لیکن انکی وجہ سے لیگ کے قدیم ارکان میں ناراضی کی لہر دوڑ گئی اور اس سے یہ یقین پھیل گیا کہ دستور سے ارکان کی ذاتی مفاد کی حفاظت نہیں ہوتی۔

جنگ کے ابتدا کا فوری سبب یہ تھا کہ اسپارٹا سمندر سے علیحدگی کی وجہ سے برہم تھا، جسکی وجہ سے وہ اب پہلے کی طرح سے تئے نارودم کے اجیر سپاہیوں کے بازار کو اپنے ہی ملک میں ہوکر نہیں جاسکتا تھا۔ الغرض اسنے تئے نارودم کے راستے میں شہر لاس پر حملہ کیا لیکن اسمیں بھی اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ اسپر فلپوپوئے مین نے مطالبہ کیا کہ امن و امان

---

[۱] یونان - ہرٹزبرگ (۱، ۲۴۴ وغیرہ) جہاں ضروری حوالے دئیے ہوئے ہیں؛ نیز تیوپفر کا مضمون "اکائیہ" پاؤلی میں۔ فلوپوئے مین کے اصلاحات، ہرٹزبرگ ۱، ۱۵۸۔ کالیکراتیس اور اسکے پیرو، ایضاً ۱۷۲ وغیرہ —

کے دشمنوں کو اسکے حوالے کیا جائے، لیکن بجائے اس کی تعمیل کے غصے میں بھرے اسپارٹیوں نے اپنے شہر کے اکائیائی فریق کے تیس افراد کو تہ تیغ کرا دیا، اور اکائیائی لیگ سے اپنے قطع تعلق کا اعلان کر کے روما سے مدد کے لئے استدعا کی۔ اب لیگ نے اسپارٹا کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا لیکن کانسل م. فلویوس نے فریقین کو کچھ عرصے کے لئے لڑائی سے باز رہنے پر راضی کیا اور کہا کہ مناسب یہ ہے کہ تم دونوں اپنے جھگڑے کے تصفیے کے لئے روما کو حکم بناؤ۔ جب دونوں اسپر راضی ہو گئے تو روما کے مجلس سنیات نے کچھ اس قسم کا مبہم فیصلہ شائع کیا جس کو فریقین نے اپنے مفید مطلب سمجھا، اور ارا فلوپوئے مین آخر اسپارٹا کی فصیل تک پہونچ گیا۔ جب اسپارٹا والوں نے تعمیل حکم کرنے سے چارہ کار نہیں دیکھا، تو انھوں نے اسی شہریوں کو جنپر اکائیائیوں نے الزام عائد کیا تھا، فلوپوئے مین کے کمپو میں بھیجدیا جنمیں سے سترہ کو تو ان اسپارٹیوں نے فوراً تہ تیغ کر دیا جو اکائیائی فوج میں شامل تھے، اور باقی کو اگلے دن سزائے موت دیدی گئی۔ اب فلوپوئے مین اسپارٹا میں داخل ہوا، اور وہاں خارج البلد اشخاص کو انکی اپنی جگہ واپس پہنچایا، اور جن جن لوگوں نے انکی جائداد پر قبضہ کر لیا تھا انسے وہ واپس دلائی اور شہر کے فصیل کو مسمار کر دیا۔ ظاہر ہے کہ بعض اسپارٹیوں نے ان سب چیزوں کی روما میں شکایت کی، جس کا جواب فلوپوئے مین نے دیا، لیکن اسکے جواب کے باوجود کئی کی لیوس میتے لوس کی صدارت میں ایک رومن ماموریہ ۱۸۳ قم میں آیا اور آرگوس میں نشست کر کے اکائیائیوں کو مورد الزام ٹھرایا۔ لیکن اکائیائیوں نے ماموریہ کے قرار داد کی مطلق پروا نہیں کی، اور جب دو اارا اسپارٹیوں مسمی آریوس اور الکی بیادیس نے روما میں جاکر شکایت

باب۳۱

کی تو اکائیائیوں نے انکے غیاب ہی میں انھیں سزائے موت کا حکم دیدیا اور ادھر روما میں انھوں نے اپنے طرز عمل کو حق بجانب ٹھرانے کی کوشش کی۔ اب اپیوس کلاؤدیوس کی صدارت میں روما سے ایک جدید سفارت یونان پہونچی اور اس نے یہ اعلان کیا کہ گو اسپارٹا اب بھی اکائیائی لیگ کا رکن ہے لیکن انفرادی اسپارٹیوں پر لیگ کوئی حکم نہیں چلاسکتی اور اسپارٹا کو ضرور اپنی فصیل کو مستحکم رکھنے کا حق حاصل ہے۔ ۱۷۹ ق م میں جب فلوپوئے مین کے انتقال پر اکائیائی لیگ کی زمام حکومت کالیکراتیس کے قبضے میں آئی تو اکائیائیوں کے مخالف اسپارٹا واپس آگئے۔ ہم آج بیٹھے ہوے یہ حکم نہیں لگاسکتے کہ ان سب تنازعات میں کونسا فریق حق بجانب تھا اور کونسا نہیں بلکہ ہمارے نزدیک تو اس زمانے میں بھی مشکل سے کوئی اسکا تصفیہ کرسکتا ہوگا اس لئے کہ دونوں فریق اپنی طرف سے روایات اور قرار دیں پیش کرسکتے تھے۔ جب اکائیائیوں نے یہ کہا کہ رومنوں کو اسپارٹیوں کے ساتھ اکائیہ کے برتاؤ میں مداخلت کرنے کا اتنا ہی کم حق حاصل ہے جتنا یونانیوں کو روما کے کاپوا کے ساتھ برتاؤ میں مداخلت کرنے کا، تو ہمارے نزدیک یہ قول واقعاً تو لغو تھا ہی، لیکن قانوناً بھی اسمیں سب سے بڑا سقم یہ تھا کہ خود اکائیائیوں نے روما سے مدد کے لئے استدعا کی تھی۔ اس قسم کی بات محض لفاظی اور خطابی کا ایک نمونہ سمجھنا چاہئے جس سے رومن ناراض ہوجائیں جس سے اصل مدعا حاصل نہیں ہوسکتا تھا

اب اکائیہ اور میسینے کے درمیان جھگڑا پیدا ہوا اور اس سے نہایت ہی افسوسناک نتائج ظہور پذیر ہوے۔ اکائیائی لیگ کو جسوقت فلوپوئے مین عمومی اصول پر چلارہا تھا اسوقت میسینے اپنے عدیدیوں، بالخصوص وینوکراتیس کے کہنے سے (اور ٹیتوس کے تائید پر) لیگ سے سرکشی اختیار کرلی۔ فلوپوئے مین نے خیال کیا

میں مسینے کو پہلے ایکمرتبہ کی طرح مجبور کرسکتا ہوں، لیکن وہ گرفتار ہوگیا
اور قید خانے ہی میں اسنے زہر کا پیالہ پینا پڑا۔ (۱۸۲ قم)۔ اپنی
موت پر اسکی کچھ ایسی عمر نہیں تھی؛ وہ کچھ مدت تک اپنے
ملک کی خدمت کرسکتا تھا، اور اب اسکے بعد اکائیائیوں میں
کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا تھا جو انکی طرح میدان جنگ اور
میدان تدبر دونوں میں طاق ہو اور ساتھ ہی جسکے خصائل بھی
بے داغ ہوں۔ ایک لیکورتاس ضرور تھا جسنے اگلے سال ۱۸۱
ق م میں مسینے کو نیچا دکھا دیا اور جو اپنی ایمانداری میں مشہور تھا۔
لیکن میدان تدبر میں وہ اپنے ہمسروں سے بہت پیچھے رہگیا۔
رومنوں نے آخر میں ان پیچیدگیوں میں پڑنے سے بالکل گریز
کرلیا، تاہم انھوں نے اسبات کا ضرور اعلان کردیا کہ اگر اسپارٹا، کورنتھ
یا آرگوس لیگ سے علیحدہ ہوگئے، تو وہ اسمیں مضائقہ نہیں سمجھنیگے
اس اعلان کو اس وقت بھی اور آج بھی رومنوں کے تدمغ کا ایک
مزید ثبوت تصور کیا جاتا ہے؛ لیکن چونکہ ہر یونانی ان سے امداد کے لیے
استدعا کرتا تھا اسلئے ہمارے نزدیک وہ اپنی رائے دینے
میں یقیناً حق بجانب تھے۔ ظاہر ہے کہ انکا یہ فرض نہیں تھا اکائیائی
اراکین کو جبراً لیگ میں شامل رکھیں، اور یہ بھی عیاں ہے کہ اکثر و بیشتر
اسپارٹی لیگ میں شامل رہنے کے خواہاں نہیں تھے۔ یونانی سیاسیات
پر کسی رائے کے قائم کرنے کے وقت لوگ آسانی سے وقتی احساسات
و جذبات سے متاثر ہوجاتے ہیں، لیکن چونکہ ان آرا میں ہمیشہ تضاد کی
کیفیت رہتی ہے اس لئے یہ ظاہر ہے کہ یہ جذبات کسی منصفانہ حکم کے
بنیاد نہیں بن سکتے۔ ایک دفعہ تو ہم سے کہا جاتا ہے کہ رومن یونان
کے اخلاق کا احیاء کرنا چاہتے ہیں، دوسری دفعہ یہ ہے کہ یونان کے
خواہش پر بھی اس ملک کی طرف مطلق التفات نہیں کرتے؛ جب
غیر ممالک یونانیوں کو انعام و اکرام دیتے ہیں تو تیسری صدی ق م

باشلہ

ہیں تو اسے اخلاقی زوال کی نشانی سمجھا جاتا ہے لیکن پانچویں صدی ق م میں کسی کو انکی پروا تک نہیں ہوتی! علاوہ ازیں لوگ روما کے مخالفوں کے لفاظی سے بہت زیادہ متاثر ہو جاتے ہیں، اور ہم لوگ اس کا درجہ نصِ صحیح سے بس کچھ ہی کم سمجھتے ہیں حالانکہ ہم اس سے اچھی طرح سے واقف ہیں کہ یونانی مدت دراز سے لفاظی کے استاد تھے۔ میں اسی سبب سے ایسے واقعات کے درمیان فلوپوئے مین کی موت یونان کے لئے نہایت ہی بے وقت تھی، اسلئے کہ وہ محض لفاظ ہی لفاظ نہیں تھا بلکہ عمل کے میدان کا واقعی مرد تھا۔

یونان کی) آزاد ریاستوں نے تو روما کو محض دشواریوں اور مشکلات کے جال میں پھنسانے پر اکتفا کی، لیکن مقدونیہ کی وجہ سے انھیں ترددات و تفکرات کا پورا شکار بننا پڑا۔ فیلقوس نے سوچا تھا کہ

سلہ اسے نوس و مارونیہ اس زمانے کے مد و جزر کی ایک اچھی مثال پیش کرتے ہیں۔ اسے فیلقوس مصر نول سے لیتا ہے لیوی ۳۱، ۱۶ (سنہ ۲۰۰ق م)۔ رومن اسے انطاکوس کے حرص سے آزاد کرتے ہیں؛ لیوی ۳۷، ۶۰ (سنہ ۱۹۰ق م) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انطاکوس نے اسپر قبضہ کرلیا تھا، گو اسکی کوئی دوسری خاص سند نہیں ہے۔ اسے نوس میں ایک فریق یومنیس کا اور دوسرا فیلقوس کا ہم نوا ہے؛ پولی بیوس ۲۳، ۹۔ یومنیس کا حرص دونوں شہروں میں؛ پولی بیوس ۲۲، ۱۵ (سنہ ۱۸۵ق م) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے فیلقوس نے پھر لے لیا تھا۔ فیلقوس اور یومنیس کے درمیان جھگڑا؛ لیوی ۳۹، ۲۷، ۲۸۔ مارونیہ کے ساتھ فیلقوس کا ظالمانہ سلوک؛ پولی بیوس ۲۳، ۱۴؛ لیوی ۳۹، ۳۴۔ اسے نوس و مارونیہ کا مطالبہ اتالوس کی طرف سے؛ لیوی ۴۵، ۲۰؛ لیکن اسکے بجائے انکی آزادی کا اعلان پولی بیوس ۳۰، ۳ ل۔ پوستومیوس اسے نیہ کے خلاف بھیجا جاتا ہے؛ لیوی ۴۵، ۴۷۔ اسکے بعد ہم اپنے Ihne (۳، ۱۵۶) سے متفق نہیں ہو سکتے کہ یہ پتہ لگانا مشکل ہے کہ فیلقوس کو اسے نوس و مارونیہ چھوڑنے پڑے تھے۔ دوسروں کے جائداد پر بار بار قبضہ کرنے سے کسی بادشاہ کو قبضہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہو جاتا۔ اس بادشاہ کا مرغوب ترین آلۂ کار زہر خورانی تھا؛ اراتوس، فلوپوئے مین،

اگر انطاکوس اور ایتولیوں کے خلاف اس نے فوج کشی کی تو اس سے اسکا بڑا فائدہ ہوگا۔ اس نے ایتولیوں سے تھسلی کے شہر لے لئے تھے، اے نوس و مارونیہ پر (جنھیں رومنوں نے شامی جنگل سے بچایا تھا) قبضہ کرلیا تھا اور اب وہ چاہتا تھا کہ اس مال غنیمت کو مستقل طور پر اپنے پاس رکھے لیکن رومنوں نے یہ طے کردیا کہ اسے ان سب مقامات سے دست بردار ہونا چاہئے۔ زمانہ حال کے بعض مورخ اس طرز عمل کو انصاف پر مبنی نہیں سمجھتے لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ تھسالوی مقدونویوں کے ماتحت پر خود اپنے سرداروں کے سیادت میں رہنے کو ترجیح دیتے تھے اور یہ بھی کہ اے نوس و مارونیہ کی حالت بجائے فیلقوس کے حکومت کے یومنیس کے زمانہ میں زیادہ بہتر تھی جب فیلقوس نے دیکھا کہ مارونیہ ہاتھ سے نکلا جارہا ہے تو پہلے تو اسکے بعض باشندوں کو تہ تیغ کیا اور پھر اس شخص کو بھی مروا ڈالا جنے اسکے اس حکم کی تعمیل کی تھی۔ رومنوں نے کم از کم ان لوگوں کے مفاد کے متعلق عمل کیا جو ان شہروں کو ایسے اطوار کے شخص کے سپرد کرنا نہیں چاہتے تھے۔ پھر کیا وہ قانوناً یا عرفاً اے نوس و مارونیہ کو فیلقوس کے سپرد کرنے پر مجبور تھے؟ ان دو شہروں کے تاریخ جس کا میں نے اپنے حاشیہ میں اعادہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فیلقوس کو ان شہروں کے قبضہ کا مطلق کوئی حق نہیں تھا اور رومنوں کے کسی ایسے وعدے کا کہیں پتا نہیں کہ وہ یہ شہر مستقل طور پر اسکے حوالہ کردینگے۔ فیلقوس کا خیال تھا کہ وہ اس امداد کے انعام کا مستحق ہے جو اسنے رومنوں کو دی تھی لیکن رومنوں کی رائے اسکے بالکل خلاف

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ دیمیتریوس، مارونیہ میں اسکا حکمبردار۔ ہمارے نزدیک رومنوں پر ایسے شخص کو وہ سب نہ دینے کے الزام عائد نہیں کیا جاسکتا جو اسکی ملکیت نہیں تھا۔

فیلقوس باشندوں کو منتقل کرتا ہے؛ لیوی ۴۰، ۴، ۳۔

باب ۳

تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ بات بالکلیہ رومنوں ہی پر منحصر تھی کہ ایسے شخص کے ساتھ کس قسم کی مراعات کریں جو انکے ساتھ محض امید یا خوف کی وجہ سے وابستہ تھا۔ شومیٔ قسمت سے جو لوگ فیلقوس کے تذلیل کی وجہ سے اس بادشاہ کے غیظ وغضب کا شکار ہوئے وہ اسکی معصوم رعایا اور اسکے رشتہ دار تھے۔ اس نے روما کے ساتھ جنگ آزمائی کے لئے روپیہ فراہم کرنے کے واسطے محاصل میں، جو اسوقت بھی بہت بڑھے ہوئے تھے، اور بھی زیادہ اضافہ کر دیا، اپنی سلطنت کے ساحلی علاقے کے یونانیوں کو، (جنمیں اسے اعتماد نہیں تھا) اندرون ملک کے شہر ایماتھیا کو منتقل کر کے انکی جگہہ تھریسیوں کو آباد کر دیا، اور ان سب اصلاحات کی تکمیل میں نہایت ظلم وستم سے کام لیا۔ آخر میں اسنے اپنے غصہ کا ہدف اپنے بیٹے دیمیتریوس کو بنایا۔ دیمیتریوس کے ساتھ رومنوں نے نہایت اچھا سلوک کیا تھا، اس لئے کہ وہ چاہتے تھے کہ یہ شاہزادہ مقدونیہ میں انکے اثر کی تائید کرنے میں گریز نہیں کرے گا۔ اس سے اسکے بھائی پرسیوس کو، جو فیلقوس کا ناجائز بیٹا ہونے کے باوجود ولیعہد سلطنت تھا، شکوک پیدا ہوے، چنانچہ اسنے اپنی تقریروں اور ایک جعلی خط کے اعلان کے ذریعے سے جو گویا دیمیتریوس نے تیتوس کو لکھا تھا، فیلقوس کو اس درجہ دیمیتریوس کا مخالف بنا دیا کہ آخر کار باپ نے بیٹے کو زہر دلوا دیا (۱۸۱ ق م)۔ آجکل کے مورخوں کو روما کی طرف سے اسقدر بغض ہے کہ انکے خیال کے مطابق دیمیتریوس کے قتل کی ذمہ داری ایک حد تک تیتوس کے سر تھی اسلئے کہ اس شخص نے دیمیتریوس کے ساتھ اچھا برتاؤ کر کے فیلقوس کو مشتبہ کر دیا تھا۔ اسطرح ان مہربانوں کی رائے کے مطابق ایسے معاملے میں فیلقوس جیسے بادشاہ کے لئے یہ لازم تھا کہ اپنے مشتبہ بیٹے کو جان سے مار ڈالے، اور اسپر طرہ یہ کہ ان حضرات کے نزدیک رومنوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے تھا اور اسے ملحوظ

رکھنا چاہئے تھا[3] فیلقوس سنہ ۱۷۹ ق م تک نہیں مرا، اور بظاہر
اسے اپنے بے شمار جرائم کی جو بہت اعلیٰ وہ یہی ذلت آمیز احساس تھا
کہ وہ جو اپنے آپکو چال فریب کا بادشاہ سمجھتا تھا اسے اسکے بیٹے
پرسیوس نے جو اس سے اس میدان میں کہیں کمتر تھا، مات دیدیا تھا-
جب باپ آخر کار اپنے بیٹے کی چال سے واقف ہوگیا تو اُس نے
چاہا کہ پرسیوس کو عاق کر کے دور کے ایک رشتہ دار انتی گونس کو،
جو دوسون کا بھتیجا تھا، اپنا جانشین مقرر کرے؛ لیکن یہ خیال پورا نہیں
ہوا اسلیے کہ وہ بہت جلد سنہ ۱۷۹ ق م میں مرگیا، اور اسکی جگہ پرسیوس
تخت نشیں ہوگیا -

پرسیوس اپنے باپ سے بالکل مختلف تھا، اور نہ اسکی طرح تلخ
مزاج اور بدخیال تھا نہ اسکی طرح زیرک اور فہیم، گو ایک میدان یعنی
میدان تدبیر میں وہ اس سے بڑھا ہوا تھا، بشرطیکہ ہم مدبرانہ دوراندیشی
میں سازش کی قابلیت کو مدبرانہ دوراندیشی کے شق میں شامل کریں[4]

---

[3] اینے Ihne (۳، ۱۶۰) اور ہرٹز برگ (۱، ۱۴۲) دیمیتریوس کی موت کا انتی گونس کو ذمہ دار
گردانتے ہیں -

[4] پرسیوس، پرکلیس نے پاؤلی ۵، ۱۳۶۱/۱۳۶۸ میں ایک اچھا مضمون لکھا ہے -
ابتدا میں پرسیوس اور روما کے مابین ایک عہدنامہ ہوا؛ پولی بیوس ۲۵، ۳ "رومنوں
کے ساتھ دوستانہ تعلقات کی تجدید کے لئے؛ بعد ازاں پرسیوس روما کے رسل و رسائل کو
ٹھکرادیتا ہے؛ لیوی ۴۲، ۲۵؛ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی بدقسمتی ایک حد تک خود اسکے
اپنے کرتوت کیوجہہ سے تھی -
لیوی Ep. ۴۱ کے مطابق پرسیوس نے قرطاجنی سفرا سے اپنی ہمدردی کا اظہار کیا۔"
روما کا مطالبہ یہ ہے کہ پرسیوس بس ہتھیار ڈال دیگا؛ لیوی ۴۲، ۳۰، ۳۶، ۶۲ -
تھوڑی ہی مدت گذری کہ سلانیک کے بندرگاہ میں مچھیرے سمندر میں سے ایک صندوق
نکالکر لائے تھے جسمیں اسکندری سکے بھرے ہوئے تھے؛ ممکن ہے کہ یہ پرسیوس کے خزانے کا ایک حصہ ہو -

باب

اس عہد کے کسی شاہزادے کے لئے، اور بدرجہ اتم کسی جانشین انتی گونوس
کے لئے یہ بعید نہیں تھا کہ اپنے بھائی کے خلاف جھوٹی سازش کر کے
اسے مروا دے (دیکھو اوپر باب ۳)۔ جانشینان انتی گونوس میں سب سے
تیز پولیورگی تیس تھا، اور اگر ہم اسکے خصائص کا پرسیوس سے مقابلہ
کریں تو اس سے ہمارا مطلب بالکل صاف ہو جائے گا۔ ان دونوں کے
اچھی اور بری خصلتوں دونوں میں بڑا بھاری تباین معلوم ہوگا۔ پولیورگی تیس
شیر کی طرح بہادر، مہربانیوں سے بھرا ہوا، عیش پرست، عمل پسند، تھا، اور
تدبیر کے میدان میں ہیٹا تھا۔ اس کے برعکس پرسیوس اپنے خانگی
تعلقات میں باقاعدہ، اپنی شخصیت میں شاندار تھا اور واقعاً
سپاہی منش نہیں تھا اس نے وسیع اور نفیس پیش نامے تیار کیے، لیکن جب اسے
کسی ایسے نازک زمانے میں عمل کرنا ہوتا جب اسکی حالت مایوسانہ
نہ ہوتی تو کبھی تو اپنے خزانے کی حالت کے خیال سے (جو نہ صرف
ہمیشہ پُر رہتا بلکہ ہمیشہ اسے پُر رہنا پڑتا) اور کبھی غیر ضروری رجائیت
کی وجہ سے وہ عمل سے باز رہتا۔ وہ آنیوالوں کی ہمدردی کا مرکز
اسلئے بنا رہیگا کہ سکندر کے زمانۂ مابعد کے اسکندری جانشینوں میں
سے پہلا اور شاہان مقدونیہ میں سے پہلا تھا جسنے کسی رومن سپہ سالار
کے فاتحانہ جلوس میں جگہ پائی ہو۔ اگر پرسیوس ضرورت کے وقت
اپنا دماغ ٹھنڈا رکھتا تو اپنے خصائل کی وجہ سے وہ فیلقوس و انطاکوس
سے کہیں زیادہ روما کے لئے خطرناک دشمن ثابت ہوتا، اسلئے کہ اسے
سازشوں میں بہت کچھ کامیابی حاصل ہوئی، اور اسے روما سے نفرت
کا اچھا خاصہ حصہ ملا تھا۔

اسنے کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح رومنوں کے خلاف ایک اتحاد
بن جائے، اور اُدھر رومنوں نے اسے ابتدا ہی سے مشتبہ نظروں سے
دیکھنا شروع کر دیا اسلئے کہ وہی اسکے دوست دیمیتریوس کی موت کا باعث
ہوا تھا۔ اسنے اپنی تخت نشینی کے وقت عام معافی کا اعلان کر کے

یونان تک میں بہت سے لوگوں کو اپنا دوست بنا لیا تھا، اور وہ اکائیائیوں، اور ایتولیوں، اور بوتیوں کو اپنا ہمنوا تصور کرتا تھا۔ اس نے بزنطہ اور رھوڈز سے تعلقات پیدا کئے، ایک سفارت قرطاجنہ روانہ کی اور کوشش کی کہ یومنیس، سلیوکوس وانطاگوس، اریارتھیس وپروسیاس کے خلاف ہوجائیں، اور اپنی بہن کی پروسیاس کے ساتھ اور سلیوکوس چہارم کے لڑکی کے ساتھ اپنی شادی کرلی۔ اس نے ان سب حکمرانوں سے یہ کہا کہ روما کا مقصد اعظم مقدونیہ کو زیر کرنا ہے اور مقدونیہ کا زیر ہونا تمام دیار شرقی کے لئے ایک بڑی بھاری مصیبت کا سامنا ہوگا۔ ان مملکتوں نے اسکے پیامات پر کان لگایا لیکن جب وقت آیا تو اسکے لئے ایک چھنگلی بھی نہیں اٹھائی، اور جیسا ہم دیکھیں گے کہ جب وقت بالکل نکل چکا اسوقت انھیں حرکت ہوئی اسنے شمال میں پیشقدمی کرکے رومنوں کو ڈرادیا، جہاں اسنے بستینوں کو اپنے سے ملا لیا کوتیس شاہ تھریس کا دل بڑھایا، رومن حلیف ابروپولس کو نکال دیا اور الیریا میں روما کے ہمنوا ارستےنار وسس کو قتل کرڈالا اور گنتیوس کا تعاون حاصل کیا۔ مدت دراز تک رومنوں نے واقعات کو آگے بڑھنے دیا اسلئے کہ انکے مصروف کرنے کے لئے لیگوریا، کورسیکا، سروانیہ اور ہسپانیہ بالفعل کافی تھے۔ بالآخر پرسیوس کے پاس سے ایک سفیر روما آیا اور اس نے یہ بیان کیا کہ پرسیوس کے نزدیک اسکے باپ اور روما کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا وہ اب کالعدم ہے، چنانچہ اب رومنوں نے یومنیس کے متواتر استدعاؤں کو منظور کرکے اسکے خلاف جنگ کا اعلان کردیا۔ مقدونوی سفیر ہرپالوس کو یہ پتا نہیں لگا کہ آخر روما کے مطالبات کیا کیا ہیں، اور بلاشبہ ابتدا ہی سے رومنوں نے بادشاہ کے اقتدار کو مٹادینے کا، بلکہ ممکن ہو تو اسکے عزل کا تہیہ کرلیا تھا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر پرسیوس اس کے اور روما کے عہدنامے کو کالعدم سمجھتا تھا تو کیا اسپر یہ فرض عائد نہیں ہوتا تھا کہ

باب ۱۵

اپنی خواہشات کا اظہار کردے؛ اور اگر وہ اس بابت خاموش تھا تو کیا اسے بعد میں یہ شکایت کرنے کا حق باقی تھا کہ اسے روما کے خواہشات کی اطلاع نہیں دیگئی۔ بہرحال اسمیں کلام نہیں ہوسکتا کہ روما اور پرسیوس دونوں نے یہ طے کرلیا تھا کہ فتح کی حالت میں دوسرے فریق پر سخت سے سخت شرائط عاید کریں۔

رومن آخرکار ۱۷۱ق م میں میدان میں اتر پڑے۔ انھوں نے اعلان کیا کہ پرسیوس روما کے حلیفوں پر حملے کررہا ہے اور انکے خلاف تیاریاں کررہا ہے، اور جب بادشاہ نے یہ جاننا چاہا کہ آخر صلح کرنے کے لئے اُسے کونسے دعاوی و مطالبات پورے کرنے پڑینگے، تو اسے یہ جواب بھیجا گیا کہ آپ ہمارے سپہ سالاروں ہی سے اسکے بابت معلومات حاصل کرلیجئے۔

رومنوں نے م۔ لیکی نیوس کراسوس کو فوج کی کمان سپرد کی، جسمیں اکائیہ اور پرگامم کے سپاہیوں کے علاوہ پچاس ہزار رومن بھی تھے۔ انکا مقابلہ کرنے کے لئے پرسیوس کو ۴۳ ہزار پیدل اور چار ہزار سوار ہی ملسکے۔ اسے رومن قائمقام مارکیوس فیلقوس نے، جو اسوقت تھسلی میں مقیم تھا، یہ صلاح دی کہ آپ ایک سفارت کو پھر روما روانہ کیجئے، لیکن اس سفارت کو بھی کوئی جواب نہیں ملا۔ اب رومنوں سے ایتولی، اکارنانی، تھسالوی، اور بیوتی بھی مل گئے لیکن ہالیارتوس اور کورونیہ نے انکا ساتھ نہیں دیا؛ اُدھر رھوڈز نے اپنے جہاز انکے نذر کردئے۔ کراسوس ایپائروس ہوکر تھسلی پہونچا جہاں اس نے لارسا پر اپنا پڑاؤ ڈال دیا، اور بیڑا خالکس چلا گیا۔ پرسیوس نے جنگ کو کمال خوش تدبیری اور خوش قسمتی سے شروع کیا۔ اس نے درۂ ٹیمپے پر قبضہ کرکے رومنوں کو دو مرتبہ شکست دی، ایک دفعہ کوہ کالی نیکوس پر اور دوسری مرتبہ پالانا کے مقام پر۔ اسکے بعد اس نے روما کے ساتھ ایسے شرائط پر صلح کرنے کی کوشش کی جو اسکے (یعنی روما کے) لئے مفید تھیں، لیکن، وہاں سے جواب ملا کہ

نہیں تمہیں غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالدینے چاہئیں۔ رومنوں کو میدان جنگ میں تو کسی قسم کی کامیابی ہوئی نہیں، لہذا انھوں نے کمزور یونانی شہروں کو تاراج کرنا شروع کیا، مثلاً ہالیارتوس پر قبضہ کیا، تھبز اور کورونیہ کے ہتھیار قبول کئے، اور خالکس تک پر، جو انکی دوستی کا دم بھرتا تھا، قابض ہو گئے۔ انکے اس طرز عمل سے یونان میں نفرت کی لہر دوڑ گئی جسکی وجہ سے رومن ایتولیوں یا ایپائروسیوں پر آئندہ تکیہ نہیں کر سکے۔

۱۷۰ ق م میں کانسل ا۔ ہوستی لیوس مانلیوس فوج کا سپہ سالار اور ل۔ ہورتنسیوس امیر البحر مقرر رہوا، اور یہ دونوں بھی اپنے پیش رؤں کے طرح قطعاً ناقابل تھے۔ ہورتنسیوس کے پاس جتنے باربرداری کے جہاز تھے وہ سب کے سب گرفتار ہو گئے، اور اسکے معاوضے میں اسے مختلف مقامات سے نذرانے وصول کرنے پڑے۔ جب ابدیرا سے نذرانے کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے اس شہر کو تاراج کیا اور اسکے باشندوںکو غلام بناکر فروخت کر دیا۔ ہوستی لیوس بالکل ساکت وصامت رہا، اور الیریا کے بادشاہ گنتیوس کے مشکوک طرز عمل کے باعث مقدونیہ کے شمال کی طرف سے جو حملہ کیا گیا وہ ناکام ثابت ہوا۔ اسکے ساتھ ہی رومن سپہ سالاروں اور کمان داروں کے مطلق العنانہ طرز عمل اور مظالم کی ایسی ایسی داستانیں یونان سے روما میں سننے میں آتی تھیں کہ سینات ان کے نذرانے لینے کے اختیارات میں کمی کرنے پر مجبور ہو گئی، اور پ۔ لکریتیوس پر، جسنے خالکس کو لوٹا تھا، جرمانہ کر دیا۔ ۱۶۹ ق م میں پرسیوس نے الیریائی شہر اسکاناپر قبضہ کر لیا، گو جب ایتولیہ کے شہر ستراتوس پر اسکا حملہ ناکام ہوا۔

آخر کار ۱۶۹ ق م میں کانسل مارکیوس فیلقوس نے ایک جراحی حرکت کی جو کامیاب ثابت ہوئی اس نے درہ تیمپے کے دوسری طرف کوہ اولیمپوس اور سمندر کے درمیان ایک جگہ پڑاؤ ڈال لیا۔ یہ پڑاؤ ایک ایسے میدان میں تھا جسکے دو طرف تو تیمپے اور دیوم کے درّے تھے جن پر

باب

پرسیوس کا قبضہ تھا اور تیسری طرف کوہ اولیمپوس تھا، چنانچہ یہ میدان ہر اعتبار سے اسکے خاتمہ کے لئے کافی تھا، اور اگر پرسیوس ذرا بھی فن حرب میں ماہر ہوتا تو وہ رومنوں کو ایک دوسری جنگ غارہائے کو دین (غارہائے کودین میں سنہ ۳۲۱ ق م میں رومنوں کو سامینوم والوں کے ہاتھ سخت شکست پہونچی تھی) کا مزا چکھا دیتا۔ لیکن اس کے برعکس اس نے خیال کیا کہ یہ فرشتہ اجل آپہونچا ہے، چنانچہ اس نے دونوں کے دونوں دروں سے اپنی فوج کو ہٹا دیا، اور یہ حکم دیا کہ تھسالونیکے کے سلاح خانے میں جو اس مقام سے پچاس میل تھا آگ لگا دی جائے اور پیلا میں جو خزانہ تھا اسے سمندر میں ڈبو دیا جائے۔ جب اسے ذرا ہوش آیا تو آگے بڑھکر دوبارہ درہ دیوم پر قبضہ کرلیا۔ اب گویا رومنوں کے لئے مقدونیہ کا دروازہ کھل گیا تھا، لیکن انھوں نے اس سے استفادہ حاصل نہیں کیا اور سمندر پر بھی جو کوشش کاسانڈریہ، تورونے اور دیمتریاس کے لینے کی انھوں نے کیں وہ سب ناکام ثابت ہوئیں۔

الغرض تین سال کی مدت میں رومن فوجیں مقدونیہ جیسی چھوٹی سی ریاست کا بھی کچھ بگاڑ نہیں سکتی تھیں۔ اس سے سبق لے کر پرسیوس نے مدافعت کی اور بھی زیادہ تیاریاں کرنی شروع کردیں اور چاروں طرف دوسری ریاستوں کو ملانے کا خیال کرنے لگا۔ ساتھ ہی روما کی پے درپے ناکامیوں سے ان مملکتوں کے دل میں بھی جو اسوقت تک روما کے ساتھ تھیں، یہ خیال ہوا کہ اگر وہ آزادانہ روش اختیار کریں اور کسی طرح سے مقدونیہ بچ جائے تو یہ ان کے حق میں بھی مفید ہوگا، پرسیوس کے ساتھ روما نے ایسا سخت سلوک کیا تھا کہ وہ ریاستیں بھی جو اس کی کلیتہً ہمنوا تھیں وہ بھی اسی نتیجہ پر پہونچ سکتی تھیں کہ روما کو کبھی کبھی زک ملجائے تو یہ ان کے لئے بھی مفید مطلب ہوگا۔ رھوڈز نے کھلے بندوں اور یومنیس نے ذرا درپردہ جنگ کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔ پولی بیوس نے یومنیس کا کردار کچھ ایسا برا دکھایا ہے کہ اسے بعض مورخوں نے محقق

"سفیہانہ ایجاد" کا لقب دیا ہے اور کہا ہے کہ یومنیس کا اس موقع پر روما سے باغی ہو جانا قطعاً ناممکن تھا؛ لیکن یہ یقینی ہے کہ اگر وہ سمجھتا کہ میرے لئے یہی سودمند ہوگا تو پھر اسکی علیحدگی میں کیا امر مانع تھا؛ گویا کہ واحد مسئلہ حل طلب یہ ہے کہ آیا اس موقع پر اسنے روما کے دشمنوں سے ملجانے کو اپنا فائدہ سمجھا یا نہیں اور یہ اسی دوسری بات پر منحصر تھا کہ آیا پرسیوس کے ساتھ جنگ میں روما کو فتح ہوگی یا شکست، اور اگر اسنے مقدونیہ کو نیچا نہیں دکھایا تو اسکے ایشیائی حلیفوں کی بس شامت ہی تو آجائے گی۔ ان امور کو مدنظر رکھ کر یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ پرگامم کا دور اندیش بادشاہ ایسی حالت میں اس امکان کے تیار رہی کرنے میں ضرور مصروف ہوگا کہ اگر ایشیا میں روما کا اثر زائل ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیئے۔ بعض مورخ یہ بھی کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ سب ٹھیک ہو، لیکن اسی نے تو روما اور پرسیوس کو لڑایا تھا، پھر وہ کیسے روما کا مخالف بن سکتا تھا لیکن اگر یہ استدلال درست ہے تو پھر کوئی ایسی مملکت کبھی صلح نہیں کر سکتی جس نے ایک دفعہ جنگ کی ابتدا کی ہو؛ اگر یومنیس نے واقعی روما اور پرسیوس کو لڑا دیا تھا تو یہ تو اور بھی زیادہ وجہ اس کی ہو سکتی تھی کہ پرسیوس کو اس صورت حال سے واقفیت ہوتی تو وہ ایسے ذی اقتدار حکمراں سے صلح کے لئے ضرور پیام سلام کرتا اور اسمیں شبہ نہیں کہ یہی ایسا نکتہ تھا جو یومنیس کیلئے نہایت درجہ اہم تھا۔ واقعات سے یہ ثابت ہے کہ رھوڈز نے روما کے خلاف جو حکمت عملی اختیار کی وہ دھمکی بھری ہوئی تھی؛ رھوڈز میں

۵۵ پولی بیوس نے یومنیس کے ساتھ جو کارگزاری منسوب کی ہے اسے مومسن ۱۱ ۲ م ۷ "سفیہانہ ایجاد" کا لقب دیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ پرگامم کے حکمرانوں پر بدعملی کا الزام ۱۵۰ ق م تک میں لگایا جاتا ہے! (App. Syr.) میں بھی مورخ نے بادشاہوں کو غیر ضروری مطلق جامہ پہنا دیا ہے (۴۵)۔ نیز دیکھیے، حاشیہ ۱۳، جہاں میں نے اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔

باب ۸

ابتدا ہی سے دو سیاسی فریق تھے، ایک وہ جو روما کے اقتدار کے موافق تھا اور دوسرا مخالف، اور جب رومن سپہ سالاروں نے پے در پے غلطیاں کرنی شروع کیں تو مخالف روما فریق کو رفتہ رفتہ غلبہ حاصل ہونے لگا۔ لیکن اس قسم کی صورت حال پرگامم میں بھی خارج از بحث نہیں؛ وہاں بھی غالباً ایک مخالف روما فریق پہلے سے ہوگا اور وہاں بھی بہت سے لوگ یہ خیال کرنے لگے ہوں گے کہ اب روما کا اقتدار قطعاً رو بہ زوال ہے۔ عقلمند بادشاہوں پر بھی بعض مرتبہ ایک فریق اور بعض مرتبہ دوسرے فریق کا اثر پڑسکتا ہے۔ اسوقت تک روما نے جو وتیرہ اس جنگ میں اختیار کیا تھا اور جنگی نا اہلیت اور کمزوروں پر مظالم کے جو مثالیں پیش کی تھیں انسے تو ایشیا والوں کے دلمیں انکی نہ زیادہ محبت جاگزیں ہوسکتی تھی نہ زیادہ خوف۔ یہ روما کی کمال خوش بختی تھی کہ اس نے آخر الامر ۱۶۸ ق م میں مقدونیہ کو نیچا دکھاہی دیا۔

اب ہم مشرقی یونان کیطرف اپنی توجہ منعطف کرینگے اور بالخصوص پچھلے بیس برس کے حالات پر غور کرینگے تاکہ مختلف مملکتوں کی اسوقت کی حالت سمجھ میں آجائے جب مقدونیہ روما کا مدمقابل بنا ہوا تھا اور ہم اسکا اندازہ کرلیں کہ روما کو جلد فتح نہ ہوئی تو صورت حال کیا کی کیا ہوجاتی۔[۹]

یہاں مختلف ممالک میں مفصلۂ ذیل بادشاہ حکومت کررہے تھے:۔

شام (سوریہ): سلیوکوس ۴، فلوپاتر $\frac{۱۸۷}{۱۷۵}$ ق م؛

انطاکوس ۴، ایپی فانیس $\frac{۱۷۵}{۱۶۴}$ ق م؛

مصر: بطلیموس ۵، ایپی فانیس، $\frac{۲۰۵}{۱۸۱}$ ق م؛

بطلیموس ۶، فلومیتور $\frac{۱۸۱}{۱۴۶}$ ق م۔

بطلیموس ۹، یوئرگی تیس

[۹] کلیس نے پائولی ۶، ۱، ۲۴۴۹ میں اس جائز خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کوئی ۱۶۹ ق م میں یونان کی کیفیت کا بیان کردے؛ میں نے یہاں اس خیال کی تعمیل کرنے کی کوشش کی ہے۔

فیلکسوں، ۱۴۶/۱۴۷ سنہ ق م ؛

پرگامم : یومنیس ۲، ۱۹۷/۱۵۹ سنہ ق م

بتھی نیه : پروسیاس اول، ۲۲۵ سنہ ق م تا تقریباً ۱۸۵ سنہ ق م ؛
پروسیاس ۲، تقریباً ۱۸۵ سنہ ق م تا ۱۴۹ سنہ ق م

کاپادوسیه : اریاراتھیس ۴ یوسے بیس، ۲۲۰/۱۶۳ سنہ ق م اریاراتھیس ۵
یوسے بیس فلوپاتور، ۱۶۳/۱۳۰ سنہ ق م

پونتوس : فارناکیس، تقریباً ۱۹۰ سنہ ق م تا ۱۶۹ سنہ ق م ؛
متھری داتیس فلوپاتور رفلاڈلفوس یوئرگی تیس ؛
تقریباً ۱۶۹ سنہ ق م تا ۱۲۱ سنہ ق م

انطاکوس سوم کو کسی زمانے میں مشرقی مہمات کی کامیابی کی وجہ سے بڑا اثر حاصل ہو گیا تھا، لیکن اب روما کے خلاف جو اسے ناکامی ہوئی اسکے باعث یہ اثر بالکلیہ زائل ہو چکا تھا اور ارمنستان بالکل آزاد ہو گیا تھا جب وہ ایلی مائس کے بتخانہ کو تاراج کرنے کے لئے اور اس کے

ے سوریہ یا شام - میں یہاں آخر ترین تحقیقات متعلق مسکوکیات کے نتائج کا حال بیان کروں گا اور ناظرین کی توجہ خاص طور پر پرسی گارڈنر (فہرست سکہ جات نوادر خانہ برطانیہ، سلیوکی شاہان سوریہ، ۱۸۷۸ء) اور اور بابلوں کا (جسنے اسکا اتباع کیا ہے) تذکرہ کرونگا۔ مقابلہ کرو شیورر "تاریخ قوم یہود" (Schuerer : Gesch. d. jued Volkes) ۱، ۱۲۷/۱۳۷، جہاں اسناد کی ایک نفیس فہرست دی ہوی ہے اور تنقید بھی کی گئی ہے - سنویت غیر تیقن ہے - نیز دیکھو باب ۱۹ حواشی ۹ و ۱۰

سلیوکوس ۴ : کلیس کا مضمون پاؤلی ۶، ۱، ۱۴۱ ۹ ۲، ۴۴ ۹ میں - روما کے ساتھ جنگ میں ناقابل ثابت نہیں ہوا (پولی بیوس ۱، ۲، ۴، ۶، ۸ ؛ دیودورس و دیگر مورخ) لیکن وہ ایک شورانگیز عہد میں تخت نشین ہوا ؛ انطاکوس کے قدیم صوبہ داروں یعنی (شمال میں دریائے ارکسیاس کی وادی اور ارتخاتا میں ارتاکسیاس اور (جنوب میں سوفینے بدریائے دجلہ میں) زاریادریس کے عہد میں ارمنستان باغی ہو چکا تھا (استرابو ۱۱، ۵۲۸)۔ تاہم اسنے مستعدی دکھائی۔ رومانے اسے فارناکیس کو مدد دینے سے باز رکھا ؛ دیودورس ۲۹، ۲۴ - یہودیوں سے آویزش ؛ ۲ مکابیان ۳، ۴ -

روپیہ سے اپنا خزانہ بھرنے کے لئے جارہا تھا تو اُسے اور اُس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ سلیوکوس کا ہیلیودوروس کے ہاتھوں قتل؛ (App. Syr.) ۴۵۔ دیکھو اوپر، حاشیہ ۵۔ اسی سبب سے لوگ ہیلیودوروس کو روما کا تابعدار سمجھتے تھے۔ سکہ جات بابلوں LXXXIX تا XCI۔ سلیوکوس کے ٹھوڑی اور ماتھا نہایت ممتاز نظر آتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ٹکسالیں نہ صرف لاؤدیکیہ (ساحل بحر) میں بلکہ صور و سیدا میں بھی تھیں۔

انطاکوس ۴ " ایپی فانیس "۔ انطاکوس کو تخت پر بٹھانے کا ایک شہر کی طرف سے جو غالباً انطاکیہ بدریائے اورونٹیس ہوگا) یومینس، اٹالوس، فلٹے تاروس اور اتھنے نایوس کا شکریہ؛ اسکے نوشتے میں ایتھنزی اسلوب کا اتباع کیا گیا ہے؛ فرینکل ع ۱۶۰۔

انطاکوس ۴ کے لئے دیکھو ولکن کا مضمون پاؤلی وسووا، ایں۔ اسکے عہد کا تاریخ تمدن میں رتبہ، دیکھو اوپر باب ۲۰۔ مصر کے ساتھ جنگ؛ پاؤلی ۱، ۱، ۱۱۳۶، جہاں سنویت کا عدم تعین صاف ظاہر ہوتا ہے۔

سکون کے لئے دیکھو بابلوں XCI/CXIII۔ پہلا کتبہ " بازی لیوس انتیوخوئی " ہے پھر ایپی فانیوس کا اضافہ نظر آتا ہے۔ بعد کے سکون میں " نیکے فوروئے " بڑھا دیا گیا ہے، اور ان خطابات کے اضافہ کے ساتھ شکل میں شباب کی کیفیت پیدا ہوتی جاتی ہے اور روز بروز کسی دیوتا کے سے خدوخال نظر آنے لگتے ہیں۔ سلیوکیوں کے زیورات شاہی میں جو ہالہ ہے اسکی ابتدا اسی بادشاہ سے ہوتی ہے؛ انطاکوس ۳ " تھیوس " کے ہالے کی شکل مختلف ہے اور یہ اسکے بالوں میں ذرا اوپر کی طرف نظر آتا ہے۔ نیکے فوروس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہ خود زیوس تھا، اور ایپی فانیس سے " ممتاز " مراد نہیں بلکہ اس شخصیت سے مراد ہے جو " نمودار " ہوگئی ہو؛ جیسے زیوس کی یا کسی دوسرے معبود کی شخصیت۔ اسکے نقرئی سکون کے سیدھی طرف یا تو اسکا سر کندہ ہے ورنہ زیوس کا یا اپولو کا۔ اسنے فدیاس والے زیوس کے مجسمے کی ایک نقل دافنے میں اپولو کے بت خانے میں رکھوائی؛ Amm. marc. ۱۲، ۱۳؛ مقابلہ کرو بابلوں .XCV۔ بابلوں کہتا ہے کہ تصویر ۱۲، ۱۱ میں جو زیوس کا سر ہے اسمیں اور انطاکوس کے سر میں کچھ شباہت پائی جاتی ہے؛ لیکن میرے نزدیک نہ صرف اس سے بلکہ گارڈنر نے (" انواع " تصویر ۱۴، ۲۶، ۱۴) جس نفیس سکے کی تصویر دی ہے اس سے بھی کچھ نہ کچھ نسائیت ٹپکتی ہے جو بادشاہ کی تصاویر میں نہیں پائی جاتی۔ انطاکوس ۴ کی خوبصورت چوڑی (بابلوں تصویر

سپاہیوں کو ایپی ماتس والوں نے قتل کر ڈالا۔ اسکے بعد اسکے بیٹے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ ۱۲، ۱۳) جبکے سیدھی طرف اپولو کا سر ہے، اسکے الٹی جانب اپولو نیچے تک کے کپڑے پہنے اور بربط ہاتھ میں لئے نظر آتا ہے، اور یہ دافنے والے مجسمے کی نقل ہے، جو بریاکسس نے تیار کی تھی؛ بابلوں XCVI, XCVII ؛ دیکھو نیچے، باب ۲۰
اسکے تانبے کے سکے نہایت دلچسپ ہیں؛ انھیں ہیڈ (۶۴۱) کے مفصلہ ذیل قسمیں قرار دیتا ہے:۔
(۱) وہ جو شام میں مسکوک ہوئے۔ (۲) وہ جو مصر میں مسکوک ہوئے، جن پر انکی بہن قلوبترہ کی شبیہہ ہے۔ (۳) وہ جن پر دو زبانوں میں کتبہ ہے؛ یہ فنیقیہ اور لائودکیہ (کوہ لبنان) میں بنے۔ (۴) خود مختار بلدیات کے سکے۔ بابلوں کے نزدیک انکی دو شقیں تھیں: (الف) جن پر بلدیات کے نام نہیں اور جنمیں سے بعض مصر میں مضروب ہوے؛ (ب) جن پر بلدیات کے نام کندہ ہیں: سیدھی طرف اکثر بادشاہ کا سر اور ہالہ؛ الٹی طرف بلدیات کے نام اور علامات؛ بابلون، تصویر ۱۴، ۱۵، تا ۸ ۔ وہ حسب ذیل تفصیل بیان کرتا ہے جیسے پانچ "انتیوخیئس" والے دو "بیٹے روبولتائے" دو لائودیکائس" والے، ایک "الگزندرائس" والا، ایک "اپاماتس" والا، ایک عسقلون کا اور چار فنیقی شہروں کے سکے ہیں: ۱ ۔ "انتیوخیان زارو" جس سے غالباً ادانہ مراد ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر کے باشندوں کو صرف انطاکوس ۴ کے عہد میں "انتیوخوئس" کا لقب دیا جاتا تھا؛ الٹی طرف تخت نشین زیوس۔ ۲ ۔ "انتیوخیان میگدونیہ" (نصیبین)؛ الٹی طرف بڑا ہتی ہوئی نیکے۔ ۳ ۔ "انتیوخیان متعلق بہ کالیروا" = ایدیسہ (بابلوں CIII ، جہاں وہ ڈروائےسن سے اختلاف کرتا ہے)؛ الٹی طرف زیوس ایک عصائے شاہی پر ٹیک لگائے ہوئے۔ ۴ ۔ "انتیوخیان بطلیمائس" = آکے جسے بطلیموس ۲ نے بطلیمائس کا لقب دیا تھا؛ لیکن "انتیوخیان بطلیمائس" کا لقب انطاکوس سوم ہی کے زمانے ہی سے ملتا ہے؛ الٹی طرف کھڑا ہوا زیوس بتوں کا گھیرا لئے ہوئے۔ ۵ ۔ "انتیوخیان دافنے" جو دریائے اورونتیس کا مشہور شہر ہے۔ بابلوں اس سکے کے متعلق شہر کے اس حصے کا حوالہ دیتا ہے جو انطاکوس نے تعمیر کیا تھا، اور جو اسکے نزدیک دافنے کی سمت میں تھا۔ یہ نام انتیوخیان دافنے" اس بڑے شہر کا ہی نام پڑ گیا؛ دیکھو نیچے، باب ۳۰ ۔ دوسری طرف کھڑا زیوس۔ بابلوں کے نزدیک وہ دافنے کے اولمپیائی کھیلوں میں بتوں کے گھیرے تقسیم کرتا نظر آتا ہے۔ ۶ ۔ "اہالیان ہیئے رہ پولس بدریائے پیرامس" = کستابالا در کلیکیہ

باب ۱۳ سلیوکوس ۴ اور انطاکوس ۴ کے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے۔ سلیوکوس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ موجودہ بدردن قلعہ سی۔(بنٹ Bent ، ہیبرڈ کے Heberd ولہلم Wilhelm)؛ دیکھو نیچے باب ۲۰، حاشیہ ۱۶؛ الٹی طرف، عقاب؛ بابلوں ۱۵، ۷۔ ۷۔ "اہالیان ہیئے روپوس" واقع کارستیکے، بابیکے؛ الٹی طرف نمبر ۴ و ۵ کا سا زیوس۔ ۸۔ "اہالیان سلیوکیہ بہ ہیئے ریہ" دوسری طرف نمبر ۷ کا سا زیوس یا پرِ دار بجلی؛ دیکھو اس شہر کی تاسیس کا واقعہ، ملالاس صفحہ ۱۹۹۔ ۹۔ اہالیان سلیوکیہ بدریائے پیرامس" = مولپسوس؛ الٹی طرف ایستادہ ارتمیس؛ بابلوں CVI۔ ۱۰۔ "اہالیان اسکندریہ بدریائے اسوس" = اسکندرون (بیڈیکر، "فلسطین" ۳۹۴)؛ الٹی طرف زیوس، حسب بالا۔ ۱۱۔ عسقلون؛ دوسری طرف زیوس، حسب بالا؛ مورخہ ۱۶۹ یا ۱۶۸ سنہ ق م۔ ۱۲۔ اہالیان لاؤدیکیہ بساحل بحری" Em؛ الٹی طرف کھڑا ہوا پوسئیدون۔ ۱۳۔ "اہالیان لاؤدیکیہ بہ کوہ لیبان" = لاؤدیکیہ بدریائے اورونتیس؛ الٹی طرف کھڑا ہوا پوسئیدون؛ فنیقی نوشتہ جسمیں اسی شہر کو کنعان کا مستقر کہا گیا ہے۔ ۱۴۔ "اہالیان اپامیہ بدریائے اکسیوس" جو اورونتیس کے ایک معاون کا نام تھا؛ الٹی طرف زیوس۔ ۱۵۔ جبال یا بیبلوس، الٹی طرف ایستادہ معبود جسکے چھ پر ہیں؛ کتبہ "بازیلیوس انتیوخوئے" اور ایک کتبہ فنیقی زبان میں۔ ۱۶۔ صور؛ الٹی طرف ایک جہاز کا اگر بھاگ اور جبال کے سکے کی طرح کتبہ؛ دوسرا سکہ، "تیوریوں" یا فنیقی کتبہ جسمیں صور کو سیدائیوں کی ماں بتایا گیا ہے؛ تاریخ، سنہ ۱۷۵ یا ۱۷۴ ق م، سنہ ۱۶۹ یا ۱۶۸ ق م۔ ۱۷۔ سیدا؛ الٹی طرف کشتی، یا بیل پر بیٹھی یوروپا، یا اشکان؛ کتبہ مثل جبال کے مع لفظ "سیدونیوں" کے جسمیں سیدا کو کامبے (قرطاجنہ) کتیوم، اور صور کی ماں بتایا گیا ہے۔ ۱۸۔ ۵ طرابلس؛ سیدھی طرف اتینئے یا بادشاہ و ملکہ کے شبیہ؛ الٹی طرف دیوسکوری یا انکی خودیں؛ کتبہ "بازِ انت" (شاہ انطاکوس) مع لفظ "تریپولیتوں"۔

ایپی فانیہ، لیسرقے، مریی توس غیر متیقن ہیں؛ بابلوں، CXI حاشیہ ۱۲۔

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ نمبر ۵ تا ۱۰ پر جو کتبہ ہے وہ نمبر ۱ تا ۱۴ کے کتبے سے مختلف ہے اسلئے کہ ۱ تا ۴ میں تو سکوں کو انطاکوس سے اور باقی ماندہ کو "انطاکیوں" وغیرہ سے منسوب کیا گیا ہے لیکن چونکہ انپر بھی شہریوں ہی کے نام ہیں جیسے "تیوریوں" یہ "صیدائی" اسلئے انہیں بھی بالکلیہ شاہی سکے نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ گویا دو غلے ہیں جسکی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ فنیقیہ کے بڑے بڑے

سامنے جو کام انجام پانے کے لئے تھے وہ نہایت دشوار تھے، لیکن وہ فطرۃً بہادر اور جرأتی تھا، اور اگر اسے روما کی طرف سے مخالفت کا حکم نہ پہونچ جاتا تو وہ فارناکیس شاہ افشیں اور فرمانروایان پرگامم، بتھی نیہ کاپاودوسیہ و پفلاگونیہ کے جنگ میں اول الذکر کی طرف سے ضرور مداخلت کر دیتا۔ اسکے اور مصر کے درمیان بظاہر امن و امان تھا؛ لیکن اسکے وزیر ہیلیودوروس نے فلسطین کے معاملات میں جو مداخلت کی جس کا ذکر "مکابیوں" کی دوسری کتاب میں بھی دیا ہوا ہے (لیکن جو خود بہت زیادہ قابل اعتبار

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ شہر خود مختار تھے۔ نیز دیکھو بابلوں، CXXXIV ۔ الغرض ہمیں پھر ہیڈ کے تقسیم ہی کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔

لفظ "دیمیتوخیون" ذرا قابل غور ہے۔ ان شہروں میں سے بہت سوں کے نام انطاکیہ سے مختلف تھے، تاہم انکے باشندوں کو بھی "انطاکی" ہی کہتے تھے؛ پھر کیا اس کا مقصد یہ ہے کہ ہر شہر کو انطاکیہ کہا جاتا تھا؟ یہ قرین قیاس نہیں ہے اسلئے کہ ہمیں ب۔م۔ میں بطلیمائس میں انطاکی ملتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس شہر کے تمام باشندوں کو "انطاکی" ہی کہہ کر پکارا جاتا ہو لیکن یہ بھی تو ممکن ہے ان میں سے صرف اس حصے کا یہ لقب ہو جنہیں کسی انطاکوس نے وہاں لے جاکر آباد کیا تھا۔ بابلون کی رائے ہے کہ سلیوکیوں کے زمانے میں لفظ "انطاکیاں" سے ان شہریوں کی مراد تھی جنہیں مخصوص حقوق حاصل تھے، اور جس طرح بعد میں روما نے بہت سوں کو رومن حقوق دیئے اسیطرح ممکن ہے کہ بہت سے شہریوں کو "انطاکی" حقوق دیئے جاتے ہوں۔ نیز دیکھو شیورر: "تاریخ قوم یہود" ۱، ۱۵۰، و ۳، ۱۸۱۔ کم سے کم یہ بات تو یقینی ہے کہ یونان پسند انطاکوس ۴ نے اپنی سلطنت میں یونانی زندگی کو بہت بڑی مدد پہونچائی۔ بابلوں یہ نئی بات بھی کہتا ہے کہ مذکورۂ بالا جن شہروں میں انطاکی آبادی نہیں تھی انکے سکوں پر تیوں کا گھیرا لئے ہوئے زیوس کی شبیہ بنی ہوئی تھی (دیکھو ادیرے وغیرہ) یہ وہی زیوس ہوگا جو دافنے میں جیتنے والوں کو تاجپوشی کرتا ہے، اور یہی زیوس اب دوسرے شہروں کو دافنے یا انطاکیہ کا ہم رتبہ بناتا اور انھیں باقی ماندہ شہروں سے ممتاز کرتا ہے۔

ارمنستان کے لئے دیکھو نیچے، باب ۲۵۔

باب ۱

نہیں ہے) اسی وجہ سے اسکے اور مصر کے درمیان ضرور جنگ چھڑ جاتی، لیکن عین جس طرح سے چھ سال پہلے بطلیموس کو اسکے "دوستوں" نے قتل کرایا تھا اسی طرح اب ہیلیوودروس نے اپنے آقا سلیوکوس کو قتل کردیا۔ ہیلیوودروس خود بادشاہ بننا چاہتا تھا، اور یہ بندوبست رومیوں کے لئے بھی پسندیدہ تھا لیکن پرگامم کے بادشاہوں یعنی یومنیس و اٹالوس نے اسے ہٹا کر سلیوکوس کے بیٹے دمیتریوس کو نظر انداز کردیا اور سلیوکوس کے بھائی انطاکوس [۴] کو تخت پر بٹھادیا۔ یہ انطاکوس جس کا لقب ایپی فانیس تھا اپنے باپ سے بھی زیادہ جری تھا۔ ہم اس شخص کی طرف پھر (باب ۲۰ میں) رجوع کریں گے، اور یہاں صرف اسکے مصر کے ساتھ اسکے تعلقات بیان کرنے پر اکتفا کریں گے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ (باب ۱۶) انطاکوس [۳] کی بہن قلوپترہ کی بطلیموس [۵] (ایپی فانیس) کے ساتھ شادی کے موقع پر کیلے سوریہ کسی نہ کسی تاریک انداز سے بطلیموس کے سپرد کردیا گیا تھا۔ [۸] ہم یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ بطلیموس ایپی فانیس، جو ۱۸۹ق م سے رومن اثر میں آگیا تھا اُسے ۱۸۱ق م میں قتل کردیا گیا تھا۔ اسکی جگہ پہلے اسکا بیٹا بطلیموس [۶] تخت نشین ہوا لیکن وہ زیادہ دن تک زندہ نہیں رہا اور اسکے بعد اسکا چھوٹا بھائی بطلیموس [۷] "فلومیتور" اپنی ماں قلوپترہ کی تولیت میں تخت پر بیٹھا۔ بطلیموس [۶] کے انتقال پر حوصلہ مند انطاکوس [۴] نے کیلے سوریہ کا مطالبہ کیا، اور چونکہ شاہ مصر اس علاقے سے دستبردار ہونا

---

[۸] مصر۔ سکس (Ath. Mittheil ۱۲، ۲۱۲ تا ۲۲۲) پتھر کے ایک سر کو جو اٹی گینا کے قریب دستیاب ہوا تھا، بطلیموس [۶] "فلومیتور" کی شبیہ بتاتا ہے۔ مقابلہ کرو مہافی: "سلطنت" $\frac{۳۲۸}{۳۷۶}$ جہاں اس بادشاہ کا ذکر ہے۔ ہم لپسیوس Lepsius کی اس رائے سے متفق ہیں کہ اس سے پہلے ایک اور بطلیموس (ششم) ضرور تخت پر بیٹھا ہوگا؛ دیکھو مہافی، ۳۲۹۔ فلومیتور یہودیوں کا دوست تھا؛ مقابلہ کرو مہافی، ۳۵۶۔ مہافی فیلومیتور کو "مصر کے بہترین حکمرانوں" میں سے قرار دیتا ہے۔ دیکھو "فہرست نوادر خانہ برطانیہ"، ۲، ۳۲، ۸۔

باب ۱۵

نہیں چاہتا تھا اسلئے مصر اور شام کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ اس جنگ کے تفصیلی واقعات بھی غیر متعین ہیں گو ہم اس سے ناواقف ہیں کہ انطاکوس نے فلومیتور کو شکست دیکر اپنے سے ملا لیا، اور اسکے بعد چونکہ موخرالذکر کی قوم اس کے طرز عمل سے ناراض ہوگئی تھی اسلئے اسکے بھائی یورگی تیس فیسکون نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی، اور اسکے بعد بھی انطاکوس مصریوں پر دوبارہ غالب ہوگیا۔ ہم آگے چلکر اس جنگ کے تھوڑے بہت واقعات بیان کریں گے۔ ۱۶۸ء ق م کے ابتدا میں صورت حال حسب ذیل تھی:- ایپی فانیس نے ۱۷۰ء ق م میں مصر کے خلاف فوج کشی کرنے کے بعد روما سے معافی چاہ لی تھی لیکن چونکہ مصر برابر مدافعت کر رہا تھا اسلئے کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ ان واقعات کے تحت دونوں مملکتوں یعنی شام و مصر دونوں کی فوجیں دوبارہ بر سر پیکار ہونے کے لئے تیار تھیں نہ تو مصر روما کی مدد کر سکتا تھا نہ شام اس کا بال بیکا کر سکتا تھا لیکن یہ ممکن تھا کہ کسی وقت بھی صورت حال میں تبدیلی پیدا ہو جائے اور اسی حالت میں اسکی امید کیجا سکتی تھی کہ انطاکوس رومنوں کو ایک فیصلہ کن جنگ میں نیچا دکھا دے گا۔ لیکن ایسا ہوا تو پھر شام فی الفور پرسیوس کے حق میں مداخلت کر دیگا۔

ایشیائے کوچک میں ہم بتھی نیہ، کاپاڈوسیہ، پونتوس اور پرگامم کا اسی سلسلے سے تذکرہ کریں گے۔

بتھی نیہ کا بادشاہ پروسیاس اول (۲۳۵ء ق م تا تقریباً ۱۸۵ء ق م) اس خاندان کا اہم ترین بادشاہ تھا[۹] اس کے عہد حکومت

---

[۹] بتھی نیہ۔ دونوں پروسیاسوں کے لئے دیکھو گلبیس کا مضمون پاؤلی ۶، ۱، $\frac{161}{164}$ میں؛ نیز رائناش "تین سلطنتیں"، پیرس، ۱۸۸۸ء، $\frac{104}{117}$ پروسیاس اول کی بیوی اپامیہ، جو رائناش (۱۰۲) اکے خیال کے بموجب فیلقوس ۵ شاہ مقدونیہ کی بہن تھی۔ بنیز لطلہ اور رھوڈز کے درمیان جنگ، دیکھو اوپر، باب ۱۳، حاشیہ ۱۔

پروسیاس اور ناٹوپوں کے درمیان جنگ؛ پولی بیوس ۸، ۷، ۸، ۱۱۱۔

باب۱

میں بتھی نیہ اور پرگامم کے رقابت پہلے سے بھی زیادہ ہوگئی وہ بیزنطہ کا بھی مدمقابل تھا، اسلیئے کہ بیزنطہ کے قبضہ میں بوسفوروس کے ایشیائی ساحل کے بھی مقامات تھے اور یہ خواہش تھی کہ اتالوس اوّل اور اکائیوس کے باہمی جنگ کو کسی نہ کسی طرح ختم کرائے، درانحالیکہ پروسیاس اس جنگ کو اپنے حق میں مضر نہیں سمجھتا تھا، چنانچہ جب بیزنطہ اور رھوڈز کے مابین جنگ چھڑی تو بتھی نیہ نے رھوڈزیوں کا ساتھ دیا (دیکھو باب ۲۱) ۲۱۸ ق م میں پروسیاس یوروپی غالویوں کے ساتھ جنگ آزما ہوا جن میں پرگامم والے لائے تھے، اور جو شہر اربیسے کو مرکز بناکر ملک کو تاراج کر رہے تھے، اور انہیں شکست دیدی - اسنے روما، ایتولیہ اور اتالوس کے خلاف فیلقوس شاہ مقدونیہ کا ساتھ دیا اور ۲۰۵ ق م والے عہد نامے میں وہ بھی شامل تھا - اسکے بعد جب فیلقوس نے ایشیائی ممالک پر چڑھائی کی اور کیوس و میرلیا کی اینٹ سے اینٹ بجادی تو یہ یہ مقامات پروسیاس کے حوالہ کردیئے گئے جس نے کیوس کی جگہ پروسیاس اور میرلیا کی جگہ اپامیا آباد کردیا۔ لیکن مقدونیہ کی روما کے ساتھ جو جنگ ہوئی اسمیں پروسیاس نے فیلقوس کا ساتھ نہیں دیا اسلئے کہ اس نے یہ بھانپ لیا تھا کہ فریقین میں سے کون حاوی ہوجائے گا، اور اپنا سر اوکھلی میں دینے کے بجائے عام اختلال سے فائدہ اٹھاکر ہرقلیہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش میں اسے نہ صرف ناکامی ہی ہوئی بلکہ لڑائی میں اسکے ایسی چوٹ لگی جس کی وجہ سے باقی زندگی بھر لنگڑا ہی رہا۔ اسیطرح

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بلدیات پروسیاس اور اپامیہ کے بابیس؛ کون؛ ۲۷۶/۲۷۵ -
پروسیاس ہیلس پونتی افزوجیہ سے اٹھتا ہے جسے نوحصلہ "بڑی" کہتے تھے؛ استرابو؛
۱۲، ۵۶۳ -

پروسیاس "شکاری"۔ پروسیاس دوم کے چودھری پر اسکے سر پہ ایک زیور ہے جسپر ایک چھوٹا سا پر لگا ہے؛ اسکے لئے دیکھو رائناش: "تین سلطنتیں" ۱۰۹ - پرگامم و بتھی نیہ کے لئے دیکھو فرنیکل ص ۶۵، جسکا خیال ہے کہ اس جنگ میں پروسیاس اول ہی حکمراں ہوگا -

اسنے بکمال دانشمندی کے ساتھ روما کے ساتھ جنگ میں حصہ نہیں لیا۔
اس موقعہ پر اسکا دانت افروجیہ صغریٰ پر لگا ہوا تھا، لیکن اسکے بجائے
یہ ملک یومنیس کے ہاتھ آیا، اور پروسیاس نے دق ہوکر ہنی بعل کو اپنے دربار
میں جگہ دیدی۔ اسکا بیٹا پروسیاس دوم نے جو اسکی جگہ بادشاہ ہوا اپنے
باپ کے قدم بقدم چلا۔ اس نے پرسیوس کے ایک بیٹی سے شادی
کی۔ اس نے یومنیس دوم وائی پرگامم سے لڑائی ٹھانی اور ہنی بعل کے
مدد سے استفادہ حاصل کیا۔ لیکن روما کے حکم آنے پر اسے جنگ کا
ایک بیک خاتمہ کرنا پڑا اور ساتھ ہی ہنی بعل کو بھی روما کے حوالے کرنے کا
وعدہ کرنا پڑا جب ۱۸۳ ق م میں ہنی بعل نے خودکشی کرلی۔ اب پروسیاس
نے فارناکیس شاہ پونٹوس کے خلاف یومنیس سے محالفہ کرلیا۔ جب پرسیوس
اور روما کے درمیان جنگ ہوئی تو پروسیاس غیرجانبدار رہا۔ ہم اسکی
زندگی کے باقیماندہ حالات پر بعد میں باب ۱۹ میں بحث کریں گے۔ بتھی نیہ
کبھی جرأت وہمت نہیں دکھاتا، بلکہ ہمیشہ چاپلوسی کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ خود
اپنے مفاد پر منظر رکھتا ہے اور کبھی پہلے کے علائق کا لحاظ نہیں رکھتا؛
وہ ہمیشہ روما کے دوستوں کی مخالفت کرتا ہے لیکن کبھی روما کے مخالفت
پر انگلی بھی نہیں اٹھاتا، اور جب روما اپنی قوت کا مظاہرہ کرتا ہے تو
ہمیشہ ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ ایسا کرنے میں شاہان بتھی نیہ ہمیشہ ذلیل
خوشامدانہ روش پر چلتے ہیں جس سے اصل مقصود حاصل ہوجاتا ہے، یعنی
مجلس سینات ان حقیر مسخروں کو تخت پر بٹھا رہنے دیتی ہے اور وہ
اسکے احکام کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔

اریاراتھیس یوسے بیس [۱] جو اپنے باپ اریاراتھیس سوم کے

---

[۱] کاپادوسیہ۔ اریاراتھیس یوسے بیس کے لئے دیکھو رائناشس؛ "تین سلطنتیں" ۱۴، ۱۵؛ سکے، تصویر ۱، ۸، ۹۔ اسکے بہت سے درہم موجود ہیں جن پر حروف "ل، گ" کندہ ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسکی تینتیس ویں سال یعنی ۱۶۰ ق م میں بنے ہونگے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ

باب ۱

بعد کا پادوسیہ کے تخت پر اوائل عمری میں بیٹھا۔ پہلے تو انطاکوس سوم کا
حلیف تھا، لیکن جنگ مگنیشیہ کے بعد رومنوں کا ساتھی اور یومنیس
دوم والیٔ پرگامس کا دوست بن گیا، چنانچہ آخرالذکر کرنے اُس کی
بیٹی سے شادی کر لی جو پہلی بیوی کے بطن سے تھی۔ اس کی دوسری
شادی انطاکوس سوم کی بیٹی انطاکس سے ہوی، لیکن اس سے کوئی اولاد
نہیں ہوئی اور انطاکس نے دو فرضی بیٹے اریاراتھیس اور اوروفرنز
کو اپنی اولاد بتایا۔ لیکن اسکے بعد اسکے ایک بیٹا متھری داتیس (متھرداد)
پیدا ہوا جو اپنے باپ کے بعد اریاراتھیس ۵ "یوسے بیس فلوپاتر" کے
خطاب سے تخت نشین ہوا اور ۱۶۳ء ق م سے ۱۳۰ء ق م تک
حکومت کی ہے۔ ہم اس کا ذکر بعد میں کریں گے۔ یہ اریاراتھیس روما
کے خلاف غالطیوں کے دوش بدوش لڑا، لیکن روما نے بالآخر
اسے معاف کر دیا (دیکھو اوپر باب ۱۷)۔

سنہ ۱۷۹ء ق م کے قریب ہی سلطنتِ پونتوس ایک نہایت زوردار
اور ہمت والے بادشاہ یعنی فارناکیس کا انتقال ہوا۔ معلوم ہوتا ہے
کہ بادشاہ تقریباً سنہ ۱۹۰ء ق م میں تخت پر بیٹھا ہوگا لیکن یہ سنہ ۱۸۳ء ق م
تک تاریخ میں اپنا نام پیدا نہیں کرتا[11] سنہ ۲۲۰ء ق م سے ۱۸۳ء ق م تک

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ جب اسے رومنوں کو بڑی بڑی رقمیں بطور جرمانہ کے ادا کرنی
پڑتی تھیں، اور وہ اسلئے کہ اس نے انطاکوس کے ساتھ محالفہ کر لیا تھا، اس جرمانے کی ردائگی
کے لئے اسے بے شمار سکّے ڈھلوانا پڑے۔

اریاراتھیس پنجم اور اوروفرنز کے لئے دیکھو نیچے باب ۱۹۔

[11] پونتوس یا افشین۔ فارناکیس۔ مکلیس کا مضمون پاولی ۵، ۲۴۴۱، ۱۴۳۵ ایس رائناش،
تین سلطنتیں (Reinach : Trois royaumes) ۱۶۸/۱۷۲؛ رائناش، متھری داتیس، ۴۱، ۴۲۔
فارناکیس کی فوجی جلیت پہرت، پولی بیوس ۲۴، ۱۰، ۲۵، ۲ تا ۹؛ ۲۶، ۶ (شرائط
صلح نامہ)؛ ۲۷، ۶، ۱۵؛ دیودوروس، ۲۹، ۲۳ تا ۲۴ (سلیوکوس؛ لیوی، ۴۰، ۲؛ ۲۰، یوستی نو

پونتوس کا نام بھی سننے میں نہیں آتا۔ جہاں ۱۸۹ ق م میں رومنوں نے پرگامم اور رھوڈز کو بڑے بڑے علاقے دلوائے تھے، اور بتھی نیہ کاپادوسیہ اور پفلاگونیہ نے شامی مال غنیمت کا تھوڑا بہت حصّہ لینے کی کم از کم کوشش کی تھی، وہاں پونتوس بالکل خاموش تھا، اور نہ تو انطاکوس کی جنگ میں اور نہ غالطیوں کے میدان میں اس نے مطلق حرکت کی تھی۔ لیکن ایشیا سے رومنوں کے چلے جانے پر فارناکیس، نے غالطیوں اور متھری داتیس شاہ ارمنستان صغیر کے ساتھ میل کر کے اور سلیوکوس ششم شاہ سوریہ سے ایتلاف کر کے اٹھا اور ۱۸۳ ق م میں اسنوپ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اُس نے شہر کیراسوس کی جگہ شہر فارناکیہ آباد کیا اور کوتیورہ و کیراسوس کے باشندوں کو اسمیں لا بسایا۔ مغرب میں اس نے تیوس لیکر ہرقلیہ پر وار کیا، اور جب متھری داتیس کاپادوسیہ کو برباد کر رہا تھا وہ پفلاگونیہ کو تاراج کرتا رہا۔ ان واقعات کے بنا پر ایک طرف تو فارناکیس و متھری داتیس اور دوسری جانب یومنیس، پروسیاس، اریاراتیس اور مورزئوس والی پفلاگونیہ کے درمیان (یعنی ایک حد تک مشرقی و مغربی ایشیائے کوچک کے مابین) ایک عظیم الشان جنگ چھڑ گئی، اور اگر روما نے سلیوکوس چہارم کو روک نہ دیا ہوتا تو وہ بھی مشرقی مملکتوں کا ساتھ دیکر میدان میں کود پڑتا۔ علاوہ اس دباؤ کے باقی روما نے فریقین کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی، چنانچہ سوائے اسکے کہ اسنوپ کا پونتوس میں الحاق کر دیا گیا باقی حالت بدستور رہی۔ پولی بیوس سے ہمیں شرائط صلح معلوم ہوتی ہیں، وہ یہ کہ فارناکیس کو پفلاگونیہ اور تیوس دونوں کا تخلیہ کرنا پڑا، اور مال غنیمت واپس کرنا پڑا، اُدھر متھری داتیس کو (۱۸۰ ق م میں) تین سو تالنت

بقیۂ حاشیہ صفحۂ گزشتہ ۔ ۲۳ ۔ ۹ ۔ فارناکیس کے اٹیکائی چودھیاں اور درہم اسوقت تک موجود ہیں۔ "راکھاشش: تین سلطنتیں" ۱۶۸ ۔

باب۱۴

ادا کرنے پڑے۔ اس صلحنامے میں مفصلۂ ذیل کے نام آتے ہیں:۔ فرمانروائے ارمنستان، ارتاکسیاس، اکوزی لوخوس، سرماتیوں کا حکمران، گتالوس، اور یورپ میں بلدیات ہرقلیہ، میسیمبریہ، خرسونیز و کینزیکوس یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فارناکیس کے اسی قسم کے علائق تھے جیسے ہم اسکے بڑے رشتہ دار متھرداتیس یوپاتور کے پاتے ہیں، اور وہ بھی اسیطرح رومنوں کا جانی دشمن تھا۔ فارناکیس کا تقریباً ۱۶۹ سنہ ق م میں انتقال ہوگیا، اور اسکے جانشین نے (جسکا تذکرہ باب۱۵ میں کیا جائے گا) روما کے ساتھ ذرا زیادہ ہوشیاری کا برتاؤ کیا۔

آخر میں پرگامم کا رُخ کیجئے[۱] یہاں اتالوس کی جگہ (جسکی ایمانداری اور ہوشیاری کی تعریف میں پولی بیوس رطب اللسان ہے) ۱۹۷ سنہ ق م میں اسکا بیٹا یومنیس اول تخت نشین ہوا تھا، جسکی قابلیت اپنے باپ سے بہت کم تھی۔ اسے لوگ اوّل درجہ کا چالاک سمجھتے تھے، اور اگر یہ واقعہ ہے کہ پہلے تو اُسنے رومنوں کو اکسایا اور رومنوں کی طرف چلا گیا، تو اس نے دونوں مواقع پر اپنا ہی فائدہ سوچا ہوگا۔ ۱۷۰ سنہ ق م میں اسنے روما کا مبالغہ آمیزی سے جو ساتھ دیا وہ اُسے اسلئے کارآمد معلوم ہوا ہوگا کہ اسنے ۱۷۵ سنہ ق م میں ہیلیو دوروس کو معزول کرکے انطاکوس چہارم کو تخت پر بٹھایا تھا اور یہ خیال کرکے کہ روما کی کمان اُتر رہی ہے وہ رفتہ رفتہ پرسیوس کا ساتھ دینے لگا تھا، جس سے روما والوں کو اس سے کد ہوگئی تھی لیکن اسکے بھائی اتالوس کو طوعاً و کرہاً روما کے وفادار دوست کا روپ بھرنا پڑا، اور حقیقتاً وہ ایک حد تک روما کا دوست تھا بھی۔ بہرحال کچھ بھی ہو، ان باتوں سے یہ خاندان تو محفوظ ہو ہی گیا۔

۱۶۹ سنہ ق م میں مشرق کی سیاسی صورتِ حال حسب ذیل تھی۔ روما کے مخالفوں میں یونتوس قوی ضرور تھا، لیکن مستعد نہ تھا، بتھی نیہ ہمیشہ زوردار

---

[۱] پرگامم۔ اتالوس کی پولی بیوس تعریف کرتا ہے، (۱۸، ۱۶۱)۔

[۲] دیکھو اوپر، باب ۱۲، حاشیہ ۹۔

کا ساتھ دیتا تھا، اور اسمیں یہ معلوم کرنے کی خاص قابلیت تھی کہ کس طرف کا پلڑا بھاری ہونے والا ہے؛ کاپادوسیہ کسی شمار و قطار میں نہ تھا، اور پرگامم کو مشکلات سے بچنے کے لئے اپنی آنکھیں کھولے رکھنا پڑتی تھیں۔ اسلئے کہ اگر روما نے پرسیوس کا خاتمہ نہیں کیا اور پرگامم کو اسکے ساتھ وفادار رہنا تھا تو پھر اتالوسیول پر ہر طرف سے دار ہونا لازمی تھا۔ اسکے برعکس شاہ ایشیا کے طوکتوں کے لئے روما کے اثر کو زائل کر دینا ممکن تھا، اور بہت سے مشرقی مدبروں کا خیال بھی یہی تھا کہ اس اثر کا زائل ہو جانا انکے لئے بہتر ہوگا، اس لئے کہ جو ایشیائی یونانی تمدن کے رنگ میں رنگ گئے تھے انہیں اب بھی اپنی اہمیت کا کافی احساس تھا۔

جب صورت حال یہ تھی تو پرسیوس نے حلیفوں یا کم از کم بیچ بچاؤ کرنے والوں کے حاصل کرنے کی جو کوشش کی اسمیں کامیابی کی ضرور امید تھی۔ اس نے اسکے لئے سوریہ، پرگامم، بتھینیہ اور رھوڈز کی طرف رجوع کیا[۱۵]۔ شام مصر کے معاملات کیوجہ سے پہلے ہی سے مصروف کار تھا

۱۵ مزید جنگ اور گفت و شنید۔ رھوڈزی "غلہ کے برآمد کے متعلق" متردد ہیں؛ پولی بیوس ۲۸، ۱۴؛ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایتھنز کے اناج کی اب بھی اہمیت تھی۔

رھوڈزی سفیر روما جا کر کہتے ہیں کہ اب ہم اختلال کو کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے؛ لیوی ۴۴، ۱۴؛ پروسیاس کی ثالثی؛ ایضاً۔ پرسیوس انطاکوس کے پاس قائم مقام روانہ کرتا ہے؛ پولی بیوس ۲۹، ۴؛ پرسیوس و یومنیس، پولی بیوس ۲۹، ۵؛ رھوڈز، پولی بیوس ۲۹، ۱۰، ۱۱۔

رھوڈزی ایمیلیوس سے صلح کرنے کی التجا کرتے ہیں؛ لیوی ۴۴، ۳۵۔

پرسیوس اور غالوی؛ لیوی، ۴۴، ۲۶۔ پرسیوس و گنتیوس؛ پولی بیوس ۲۹، ۳، ۴؛ لیوی، ۴۴، ۲۷۔

آجکل عام خیال یہ ہے کہ روما نے یومنیس کے ساتھ جو برا سلوک روا رکھا اسکا وہ مستحق نہیں تھا، لیکن ہمارے نزدیک یہ حکم محض قیاس ہی قیاس پر مبنی ہے اور جسقدر ثبوت پولی بیوس کی روایت کے تردید کے لئے درکار تھا وہ ابھی تک پیش نہیں کیا گیا۔ درحقیقت اس قول کی ذرا بھی بنیاد نہیں کہ

باب ۱۵ | تھا، اس لئے اس نے تو کچھ نہیں کیا؛ بتھی نیہ نے روما سے دوستانہ اتداز

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ یوبنیس پر غلط الزامات لگائے گئے ہونگے۔ پولی بیوس دونوں بادشاہوں کے بابت لکھتا ہے (۲۹، ۸) : یوبنیس نہ صرف بدمعاش تھا بلکہ طماع بھی تھا، اور جو مقاصد وہ یوبنیس کے ساتھ منسوب کرتا ہے وہ اس قسم کے فرد کے لئے بالکل فطری ہیں۔ موم سن ضرور یہ کہتا ہے (۱، ۳، ۷) کہ یوبنیس نے ہرگز پرسیوس کے ساتھ گفت وشنود نہیں کی ہوگی اس لئے کہ ایسا کرنے میں محض ایک چھوٹی سی بات کے لئے سالہاسال کا کام سپرد خاک کرنا کسی حالت میں مناسب نہ تھا۔ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسے "چھوٹی سی بات" کی خواہش نہیں تھی بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح سے روما کا اثر زائل ہو جائے؛ دیکھو اوپر حاشیہ ۵۔ علاوہ ازیں اسکے اس فعل پر حکم لگانے سے پہلے ہمیں اس اثر کا اچھی طرح سے اندازہ کرلینا چاہیئے جو اسکا رومنوں پر پڑا ہوگا۔ رومنوں کا یہ خیال تھا، یا کم ازکم وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ وہ انھیں دوسروں کے جال میں گرفتار کرنا چاہتا ہے، تاہم انھوں نے اسکا تیا پانچا نہیں کیا۔ اس طرح یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے سالہاسال کا کام معرض خطر میں ڈالا ہو۔

۲ - پولی بیوس یہ کہتا ہے کہ گو یوبنیس ہی پرسیوس اور روما کے جنگ کا باعث تھا، تاہم وہ چاہتا ہے کہ پرسیوس بچ جائے، بشرطیکہ وہ اسکی مٹھی گرم کردے۔ اور ہمارے نزدیک اس قسم کا طرز عمل از خود خلاف قیاس ہے نہ یوبنیس جیسے شخص میں ناممکن ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی جنگوں کی دوران میں بعض مرتبہ ہوشیار سے ہوشیار بادشاہ بھی بعض مرتبہ ادھر سے اُدھر چلے جاتے ہیں، اور محض اپنے ذاتی فائدے کی خاطر دوست کو چھوڑ کر دشمن سے جا ملتے ہیں؛ اور آجکل جو حکمت عملی ملکی مفاد پر مبنی ہوتی ہے اس سے بھی اس قسم کے نتائج مستنبط ہوتے ہیں۔ الغرض اس میں کونسے تعجب کی بات ہے کہ پہلے تو یوبنیس نے روما کے خلاف سازش کی اور پھر اس کے اور پرسیوس کے درمیان بیچ بچاؤ کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ یہاں تک تو کہ اس نے وہی کیا جو کوئی دوسرا بھی کرتا۔ لیکن اب اس معاملے کا سب سے زیادہ عجیب وغریب حصہ آتا ہے، وہ یہ کہ یوبنیس صرف اسوقت ثالث بننا چاہتا ہے اگر اسکی مٹھی گرم کیجائے۔ اس نکتہ کو سمجھنے کیلئے ہمیں پرگامم کے خاندان شاہی کے تاریخ پر نظر رکھنی چاہیئے۔ اس مملکت کے بادشاہ کے لئے روپیہ سے اہم کوئی چیز نہیں تھی۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ان حکمرانوں کی پشت وپناہ کو فتوم

سے احتجاج کیا؛ پرگامم و رھوڈز ذرا آگے بڑھے۔ پولی بیوس کہتا ہے کہ یومنیس و پرسیوس کے مابین اس اصول پر گفت و شنود شروع ہوئی کہ اگر شاہ پرگامم مقدونیہ و روما کے باہمی آویزش میں غیر جانبدار رہا یا فریقین میں باہم صلح کرادی تو ایسی صورت میں شاہ مقدونیہ کو پرگامم کے کیا کیا حوالہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا؛ قرار پایا کہ غیر جانبدار رہنے کی حالت میں پانچسو تالنت اور صلح کرانے پر پندرہ سو تالنت کا مطالبہ کیا جائے گا۔ پرسیوس نے غیر جانبدار رہنے کا معاوضہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ دونو فریقوں کے لئے باعث ذلت ہوگا، اس نے صلح کرنے پر پندرہ سو تالنت قبول کر لئے لیکن کہا کہ میں اس رقم کو ساموتھریس میں جمع کرادونگا۔ لیکن یومنیس کو اس کا خوف تھا کہ کہیں اپنا کام ختم کرنے کے بعد پرسیوس اس رقم کو اٹھا نہ لے جائے جس کی وجہ سے گفت و شنود بالکل منقطع ہوگئی۔ پولی بیوس ان دونوں بادشاہوں کی حماقت کا مذاق اڑاتا ہے، لیکن ہم گینتیوس کے معاملے سے دیکھیں گے کہ یومنیس برسر حق تھا۔ رھوڈزیوں نے علی الاعلان یہ معززراستہ اختیار کیا (جو غایت درجہ خطرناک بھی تھا) کہ کسی نہ کسی

بقیۂ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ نہیں تھی اور انکی قوت کا واحد دارومدار روپیہ پر تھا جس کے ذریعہ سے وہ سپاہی نوکر رکھ سکتے اور جہاز آراستہ کرسکتے تھے انکی حکومت کے آغاز کیوجہ سے انکی تاریخ میں ایک مخصوص انداز پیدا ہوگیا ہے۔ انکی حکومت کی ابتدا ایک بڑے بھاری سرمایہ سے ہوئی جو سرقہ تھا اور فلے تائروس نے وہی کیا جو ہارپالوس نے کیا تھا، صرف فرق یہ تھا کہ علاوہ روپیہ کے اس نے قلعہ بند خزانے پر بھی قبضہ کرلیا اور اس طرح اپنی فراست کا ثبوت دیا۔ پرگامم کے حکمراں کے لئے کہ ایک فطری معاملہ تھا کہ خود اپنے مفاد کی خاطر دوسرے کو مدد دینے کے لئے رقم کا مطالبہ کرے یہ کمینہ پن ہو لیکن آپ نہیں کہہ سکتے کہ ایسا فعل خلاف قیاس ہوگا۔
اس سے پہلے بھی روما کے حلیفوں نے ایسے دھوکا دیکھے تھے، ایکدفعہ تو جب بغیر انکی رائے لئے ہوئے ایتولیوں نے فیلقوس کے ساتھ صلح کی اور دوسرے جب مصر اور انطاکوس نے اپنا سمجھوتا کرلیا پھر کیا وہ پرگامم کے چالاک بادشاہ سے مشتبہ ہونے میں حق بجانب نہیں تھا۔

باب ۱۰

طرح سے تنہا، یا ممکن ہو تو پرسیوس کی مدد سے صلح کرادے، اور اسی نقطہ نظر سے اسنے پرسیوس کے سفیروں کو باریاب کیا۔ ۱۶۹ سنہ ق م کے موسم بہار میں روما میں اپنی وفاداری کا اطمینان دلانے کے بعد یونان گئے اور وہاں کانسل مارکیوس سے مطالبہ کیا کہ بحری تجارت میں جنگ کے ذریعہ سے رکاوٹ نہ ڈالے۔ اسپر مارکیوس نے انسے کہا کہ آپ سینیٹ سے کہئے، چنانچہ انھوں نے روما اور پرسیوس دونوں سے صلح کرنے کیلئے کہا، اور ۱۶۸ سنہ ق م میں فیصلہ کن لڑائی سے ذرا پہلے امیلیوس پولوس کے پاس سفیر روانہ کرکے صلح کرنے کے لئے کہا۔ ان سب باتوں سے روما کے خودداری کو بڑی ٹھیس لگی، اور یہ پرسیوس جیسے شخص کے مفاد کی خاطر جس سے رسل و رسائل کرنا اور بیوقوف بننا یا ناامید نہ ہونا بالکل ناممکن تھا۔

بجنسہ یہی حشر غالویوں اور الیریائی بادشاہ گینتوس کا ہوا۔ بیس ہزار غالوی شاہ مقدونیہ کے فوج میں ملازم ہونے کے لئے تیار تھے، لیکن پرسیوس انھیں صرف پانچ ہزار دینے کے لئے تیار تھا۔ وہ اتنے پر راضی نہیں ہوئے چنانچہ پرسیوس کو انکے بغیر لڑائی لڑنی پڑی اور اس نے انکے غیاب سے نقصان ہی اٹھایا۔ اسیطرح اس نے گینتوس کے ساتھ تعلقات قائم کرنے میں نہ صرف لالچ کا بلکہ بے ایمانی کا بھی برتاؤ کیا۔ اسنے اسے تین سو تالنت دینے کا وعدہ ہی نہیں کیا بلکہ اس کے ایلچی کو اس رقم کے مساوی چاندی پر اپنے آقا کی مہر لگانے کی اجازت بھی دیدی، اور کہا کہ میں اس رقم کو فوراً الیریا روانہ کردونگا۔ اسنے دس تالنت تو فوراً گینتوس کے پاس بھیجدیئے لیکن باقیماندہ مہردار چاندی کو منزل مقصود اتنی آسانی سے نہیں پہونچی۔ جونہی گینتوس کے پاس دس تالنت پہونچے کہ اسنے یہ سمجھ کر کہ باقی رقم تو آہی جائے گی، فوراً رومن سفیروں میں سے بعض کو قید کرلیا اور اسطرح روما سے قطع تعلق کرلیا۔ اسپر پرسیوس نے باقیماندہ ۲۹۰ تالنت کو، جو سرحد پار نہیں پہونچے تھے

واپس کرلیا اس لئے کہ اس نے سوچا کہ جب دس تالنت سے کام نکل گیا تو پھر مزید رقم خرچ کرنے کی کون ضرورت ہے۔ آجکل کے مورخوں کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ روما کے خلاف رھوڈز، یومنیس اور پرسیوس کی تائید کرتے ہیں حالانکہ اس قسم کے واقعات انکے سامنے ہیں۔ کہتے ہیں کہ روما کو رھوڈز کی حماقت پر ناراض ہونا نہیں چاہئے تھا۔ اور پرسیوس محض لالچ کیوجہ سے کمینہ پن کا مرتکب نہیں ہوسکتا تھا، اور یومنیس پر بالکل غلط الزامات کی بوچھار کی گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ اصل میں روما میں جو تدریج کی جھلاک ہے اسکی وجہ سے لوگ اس سے متعصب ہوگئے ہیں اور یومنیس کے ساتھ بُرا برتاؤ کرنے کے لئے انھوں نے اسپر جو الزامات عائد کئے اسکی وجہ سے لوگوں کا تعصب حق بجانب ہے۔ ہمارے نزدیک یہ کہنا کہ یومنیس پر یہ الزام نہیں لگایا جاسکتا کہ وہ روما کی ناکامی سے اپنا بھلا چاہتا تھا۔ پرسیوس بلاشبہ ایک کنجوس آدمی ہے جو محض اپنے روپیہ کو اپنے پاس رکھنے کے لئے معمولی دھوکہ باز کے روپ میں نظر آنے لگتا ہے، رہے رھوڈز ہی تو انھوں نے سفیہانہ افعال کے مرتکب ہوے ہوں لیکن انھیں کمینہ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن کیا بڑے پیمانے کے سیاسیات میں بہ نسبت کمینہ پن کے بیوقوفانہ حرکات کا زیادہ خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے؟ کیا انھیں جو محض رسمی حقوق پر تکیہ کرکے اپنے قومی ہمسایوں کے معاملات میں دخل در معقولات کرتے ہیں نیچا نہیں دیکھنا پڑا؟

آخر کار مقدونیہ کی قسمت کا فیصلہ ۱۶۸ ق م میں ہوگیا[۱۶۵]۔ واقعہ

---

۱۶۴ جنگ پیدنا اور اسکے اثرات :- دیکھو پارہ جات کلنٹن clinton: F.H. ۸ – ۵۸ –

۱۶۵ ۱۶۸ ق م کے بعد مقدونیہ کی حالت : لیوی ۴۵، $\frac{۲۹}{۳۲}$ – چار قسمیں مفصلہ ذیل تھیں : (۱) مشرق میں نستوس و ستر کے درمیان، جسمیں ہرقلیہ سنتی کے، اور ستریمون کے مغرب میں بسالتے کا ملک شامل تھا۔ اس کا مستقر امفی پولس تھا – (۲) اس سے مغرب میں دریائے اکسیوس تک کا ملک جسمیں اندرون ملک کا ضلع بیونیہ اور ساحلی علاقہ جات خالکدیس، کاساندریہ اور تھسالونیکے شامل تھے اور جسمیں سے آخرالذکر پایۂ تخت بن گیا (۳) دریائے اکسیوس سے دریائے پینیوس تک

باب ۱۵

یہ ہے کہ حال میں صورت حال روما کے لئے بنہایت مخدوش ہوگئی تھی اسلئے کہ مقدونیہ نے اپنی بحری قوت کو ترقی دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا اور تھسالونیکا تک تمام ساحل کا مالک بن بیٹھا تھا اور اس طرح پرسیوس کا سمندر پر وہی اقتدار ہوگیا تھا جو فیلقوس ولد امین تاسس کا اسوقت تھا جب وہ ایتھنز کے خلاف تیاریاں کر رہا تھا۔ لیکن جونہی روما نے ایک قابل سپہ سالار میدان بھیجا مقدونیہ کی گویا موت آگئی ۱۶۸ ق م روما سے اسی سپہ سالار کا بیٹا جو کانائے میں کام آیا تھا، یعنی ل۔ ایملیوس پولوس مقدونیہ آیا اور کمانداری کا کام اپنے سر لیا۔ اس سے پہلے بھی چودہ سال پہلے وہ کانسل رہ چکا تھا، اور اسوقت بھی اسنے اپنی ایمانداری شان اور علو فطرت کا پورا ثبوت دیا تھا۔ اسکی روما کے دوسرے اعیانی خاندانوں کے ساتھ قریب کی عزیز داری تھی۔ اسکا بڑا بیٹا تبنیت کے ذریعے سے خاندان فابیوس کا رکن بنگیا، دوسرے بیٹے کو فاتح زاما نے اپنا بیٹا بنالیا اور آگے چلکر خود اُس نے قرطاجنہ فتح کرلیا۔ رومنوں نے اتنا بڑا لشکر جمع کرلیا تھا کہ جو فوج پرسیوس سے لڑ رہی اسمیں پچاس ہزار پیدل اور دو ہزار سوار جو گنتیوس سے لڑ رہی تھی اسمیں تیس ہزار پیدل اور دو ہزار سوار شامل تھے۔ موخرالذکر فوج نے جسکا سپہ سالار انیکوس تھا، اشکودرہ (سقوطری) فتح کرلیا اور گنتیوس کو گرفتار کرکے روما روانہ کردیا۔ پرسیوس اسوقت تک دلیوم میں تھا، لیکن اب اسے سی پیونا سیکا کے ایک جناحی حرکت کی وجہ سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ جسمیں ایپونیہ کا مغربی حصہ، ایدلیسیہ، ہیردیہ اور پیلاگونیا شامل تھے۔ اس علاقہ کا پایہ تخت پیلایا تھا۔ (۴) کوہ پور ا کے مغرب کا علاقہ جسمیں اقوام ایپیروائی و لنکیستائی اور شہر پیلاگونیہ مع ان تاشیہ و ایلیمیوتس تھے، اور جسکا صدر مقام پیلاگونیہ تھا۔

چاندی اور تانبے کے سکے۔ "کیتہ" ما کے دونوں پر دیکھو ہیڈ، ص ۲۰۸۔

دیکھو ڈرو ائے سن کی دلچسپ رائے بتجہر مقدونیہ کے متعلق جسکا اقتباس اس سے پہلے دیا جاچکا ہے، باب ۱، حاشیہ ۴۔

پیدنا کا رُخ کرنا پڑا اور اسی جگہ فرقین میں جو جنگ ہوئی اسمیں بادشاہ کو شکست فاش ہوئی۔ اس جنگ میں بھی ناہموار زمین کی وجہ سے مقدونوی حصے میں یکسانی باقی نہیں رہی جسکی وجہ سے ان مقامات میں جہاں شگاف ہوگئے تھے، رومن پیدل فوج نے قیامت برپا کردی۔ آخر کار مقدونوی سوار میدان چھوڑکر بھاگ گئے۔ کہتے ہیں کہ اس معرکے میں بیس ہزار مقدونوی مارے گئے اور دس ہزار گرفتار ہوگئے، اور رومنوں کا بیان ہے کہ انکی طرف کے صرف سو آدمی کام آئے۔ بہرحال اس جنگ سے پرسیوس کا کام تو تمام ہوگیا۔ اور نہ صرف یہ کہ اسکے تمام صلاح کاروں نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا بلکہ شہروں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ الغرض شاہ مقدونیہ تھوڑے سے کریٹی اجیر سپاہیوں کو لے کر امفی پولس پہونچا، جہاں کے باشندوں نے اس سے استدعا کی کہ براہ خدا کسی اور جگہ تشریف لے جائیے۔ اسے پچاس تالنت کریٹی سپاہیوں کے پاس چھوڑکر اور دو ہزار تالنت ساتھ لیکر شاموتھریس بھاگ گیا۔ لیکن یہاں اس نے سُنا کہ پاس ہی اوکتاویوس جہاز میں بیٹھا ہوا چکر لگا رہا ہے، چنانچہ اس خوف سے کہ کہیں اسے اس رومن امیر البحر کے حوالہ نہ کردیا جائے۔ اس نے تھریس بھاگنے کی کوشش کی اور ایک کریٹی جہاز پر اپنے خزانہ کا ایک بڑا حصہ لاددیا تاکہ رات کے اندھیرے میں خود روانہ ہوجائے۔ لیکن جب وہ روپیہ جہاز میں چھوڑکر کنارے پر آیا تو (بالکل ویسے ہی جیسے اُسنے گنیتوس کے ساتھ کیا تھا) کپتان اسکا روپیہ لیکر فرار ہوگیا۔ اب اسکے بچوں کے اُستاد نے سب سے چھوٹے لڑکے کو غنیم کے حوالہ کردیا، ملکہ شام بھاگ گئی جہاں پہونچکر اس نے اپنے بھائی دیمتریوس اوّل سے نکاح کرلیا اور خود پرسیوس نے اپنے بڑے لڑکوں سمیت ہتھیار ڈال دیئے۔ اسکے بعد اسے رومن اپنے کیمپ میں لے آئے جہاں اسکے ساتھ شاہانہ برتاؤ نہیں کیا گیا۔

یہ بات بالکل طے شدہ تھی کہ مقدونیہ میں ملوکیت کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں، چنانچہ آئندہ دستور ملکی کے طے کرنے کے واسطے حسب سابق

باب۱۵

دس ارکان کا ایک ماموریہ بھیجا گیا۔ اسنے علاوہ سرحدی اضلاع کے مقدونوی سے ہتھیار لے لئے، محاصل کو نصف کردیا اور کانوں اور شاہی جاگیروں کو بے کاروبار چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ سربرآوردہ مقدونوی روما جائیں۔ ساتھ ہی مقدونیہ کو چار اضلاع میں تقسیم کردیا گیا اور حکم دیا کہ ہرایک ضلع والوں کو صرف اسی ضلع والے کے ساتھ شادی بیاہ اور تجارتی تعلقات رکھیں۔ ان اضلاع کے بلدیات ودیہات بالکل آزاد تھے اور واقعہ یہ ہے کہ انکے قائم مقام چار مجالس میں مجتمع ہوتے تھے۔ روما نے مقدونیہ کو بالکل تھسلی کی طرح اس اصول پر منظم کرنا چاہا کہ اب مقدونیہ نے اپنے بادشاہ کو تو بالکل یکہ وتنہا چھوڑ دیا ہے، چنانچہ اب وہ رفتہ رفتہ چار عہدیتوں میں اپنے آپکو منقسم کریں گے اور امتداد زمانے سے انھیں اسی کی عادت پڑجائیگی، اور چونکہ بعض قدیم یونانی شہر مثلاً امفی پولس اس نظام کے جزء تھے اس لئے اسکی کامیابی میں اور بھی زیادہ آسانی پیدا ہوجائے گی۔ گو واقعات امیدوں سے بالکل مغائر اور گو بہت سے دعویداروں کے پیرو بھی پیدا ہوگئے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جدید نظام قدیم نظام سے بدتر تھا، بلکہ اس سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ شاہی خاندان خواہ کیسا ہی ناجائز اور انتی گونوسیوں کی طرح کیسا ہی نااہل کیوں نہ ہو، جذبۂ وفاداری آسانی سے مردہ نہیں ہوتا۔ آخر میں ہمیں صرف یہ کہنا ہے کہ اس بندوبست کے ماتحت الیریا کی آزادی برقرار رہی۔

یونان کی صورت حال اس سے بھی پیچیدہ تھی اسلئے کہ یہاں بہت سوں نے ذہنی طور پر مقدونیہ کا ساتھ دیا تھا اسلئے کہ اول تو نظری خیالات کو دور سے ہی فروغ پہونچتا ہے اور دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ بہت سے یونانیوں کو پرسیوس جس سے انکا اتنا قرب نہیں تھا جتنا اسکے باپ سے، حریت اور آزادی کے علمبردار کی حیثیت سے نظر آتا ہو۔ شلہ اسکے برعکس اس حصۂ ملک میں روما کے بعض ہمنواؤں نے

شلہ یونان ۔ رومنوں نے اکائیائیوں کو مدد بھیجنے سے باز رکھا؛ پولی بیوس ۲۹ ۲۴ ۔ لینز یکوس؛

غایت ظلم و ستم کا سلوک کیا تھا، مثلاً ایتولیہ میں لیزیکوس نے رومن سپاہیوں کی مدد سے پانچسو مخالفوں کو تہ تیغ کیا تھا گو اسکے پاداش میں ہے بیوس کو، جسنے اپنے سپاہیوں سے جلادوں کا کام لیا تھا، بعد میں سزا دی گئی۔ واحد یونانی دولت جو اب بھی تھوڑی بہت اہم تھی، اکائیہ تھی جس پر اس زمانے میں روما کا دوست کالیکراٹیس حکومت کرتا تھا، لیکن اکائیائی اسے دل سے ناپسند کرتے تھے اس لئے کہ انھیں یہ کسی آن پسند نہ تھا کہ انکا حاکم ہمیشہ روما کی جوتیاں سیدھی کرتا رہے۔ اب کالیکراٹیس اور اسکے ہمنواؤں نے اپنے مخالفوں پر رومن اصول سے غداری کا الزام لگایا۔ نہ صرف اکائیہ میں بلکہ دوسرے یونانی ریاستوں میں بھی اس قسم کے الزامات کا حال سننے میں آیا ہے جہاں روما کے موئیدوں نے اپنے مخالفوں پر ایسے الزامات کی بوچھار کردی اور اس پردے میں اپنے ذاتی اغراض پورے کئے نہ صرف یہ بلکہ وہ لوگ جنھیں سخت الزامات لگاکر ماخوذ کیا جاتا تھا انھیں روما جاکر اپنی صفائی پیش کرنی پڑتی تھی۔ ایسے ملزموں میں ہم ایتولیہ، دکارنانیہ، ایپائروس، بیوتیہ اور خاص کر ایتولیہ کے شہریوں کے نام دیکھتے ہیں اکائیہ میں کالیکراٹیس روما کے مخالفوں کو چن چن کر ماخوذ کرتا تھا چنانچہ جب اس نے بہت سوں کو ماخوذ کرلیا تو انمیں ایک یعنی زینو نے (جسے اپنی معصومیت کا پورا یقین تھا) یہ کہا کہ میں روما

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ — لیوی، ۴۵، ۲۸۔

یونانی روما طلب کئے جاتے ہیں؛ لیوی ۴۵، ۳۱۔ روما کے متعلق دوسرے احکام: ایضاً

دس سفیر ایسے یونانیوں کو نامزد کرتے ہیں جن کا اٹلی جانا لازمی ہے؛ پولی بیوس، ۳۰، ۱۳؛ نیز دیکھو ٹیوسانیاس ۷، ۱۰، ۷ وغیرہ۔ جب یہ اٹلی پہونچ جاتے ہیں تو رومن انکے موجودگی کیوجہ سے بڑے پریشان ہوتے ہیں؛ پولی بیوس ۳۱، ۸۔ مقابلہ کرو ہرٹز برگ ۱، ۲۱۷، جہاں معلوم ہوتا ہے کہ تفصیلات صاف نہیں ہیں۔

ایتھنز انعام کا مستحق سمجھا جاتا ہے؛ پولی بیوس ۳۰، ۲۱؛ ہرٹز برگ ۱، ۲۱۹؛ مقابلہ کرو ایضاً ۱، ۴۸۔

باب ۱۸

پہونچکر اپنی بریت کا پورا ثبوت دیدوں گا جسکی وجہہ سے جب اسے اور بعض دوسروں کو پکڑ کر روما بھیجا گیا تو بہت سوں کی نظروں میں اس کے اس کردار کو ظلم نہیں سمجھا گیا۔ ایسے ملزموں کی تعداد ایک ہزار سے بھی زیادہ تھی سب سے زیادہ افسوس اسبات کا ہے کہ جب یہ سب روما آئے تو کسی کو انھیں کسی عدالت میں پیش کرنے کا خیال بھی نہیں ہوا اور رومن خود یہ طے نکر سکے کہ آخر انکے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا جائے چنانچہ یہ مختلف مقامات میں تقسیم کر دیے گئے اور انھوں نے اپنی زندگی نہایت ہی تکلیف میں گزاری۔ ایتولی اندرونی کوس اور تھیزنی ہی نیون جنھوں نے تھیزنی کو پرسیوس سے مخالفہ کرنے کی صلاح دی تھی، انھیں جان سے مروا ڈالا گیا۔ ایتھنز کو ضلع ہالیارتوس مل گیا۔

روما کے غیر وفادار دوستوں کا حشر مفصلۂ ذیل ہوا:۔ رھوڈزیوں نے روما کی مخالفت اختیار کی تھی[۱۶] لیکن اب روما کی فتح کے بعد وہ بالکل پلٹ پڑے اور اس سے معافی کی التجا کی اور ساتھ ہی اس فریق کے سرگروہ

---

[۱۶] رھوڈز۔ پولیاراتوس؛ پولی بیوس ۳۰، ۹۔
روما میں رھوڈزیوں کی شکایات؛ پولی بیوس ۳۱، ۷؛ مقابلہ کرو گلبرٹ ۲، ۱۷۶۔
ہمارے نزدیک کاؤنوس ۱۹۱ ق م کے عظیم بحران ہی میں رھوڈز سے ملحق ہو گیا ہوگا۔ (دیکھو اوپر باب ۱۸، حاشیہ ۲)؛ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بطلیموس کے جن وزرا نے ایشیائے کوچک شام کے حوالہ کیا۔ انھوں نے اپنے ایک سپہ سالار کو روپیہ کے معاوضے میں رھوڈز کے ساتھ اسکا کاروبار بھی کیا لیکن سلیوکوس کا یہ بیٹا انطاکوس کون ہے جسنے استراتونیکیہ کا تحفہ رھوڈز کو دیا؟ ظاہر ہے کہ یہ انطاکوس اول تو ہوگا نہیں؛ ممکن ہے کہ سلیوکوس سوم کا کوئی چھوٹا بیٹا ہو۔ (دیکھو اوپر باب ۱۰، حاشیہ ۳)؛ لیکن پھر انطاکوس سوم میں کیا مضائقہ ہے؛ ممکن ہے کہ اس نے اس ترکیب سے رھوڈز کو اپنا ہمنوا کرنے کی کوشش کی ہو۔ اگر رھوڈز کی ان دو شہروں سے ۱۲۰ تالنت آمدنی تھی تو ہم ان کے شہریوں کے غیر مطمئن ہونے کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں، اور ہم اس کا اندازہ کر سکتے کہ جب ایتھنز پانچویں صدی میں جب ایتھنز تمام رھوڈز سے صرف ۴۲ تالنت وصول

باب ۵۱

کو قید کرلیا جو ابھی حال ہی میں ذی اقتدار ہوئی تھی۔ اس گروہ کا ایک رکن پولیاراتوس تھا جسنے رومنوں کے قبضے میں آنے سے پہلے بہت سے چولے بدلے تھے۔ پہلے تو وہ مصر، پھر فاسےلس، اسکے بعد کاؤنوس اور آخر میں کبیرہ میں بھاگ گیا، جہاں کے خودسر حاکم نے اسے رھوڈزیوں اور رومنوں کے حوالہ کردیا۔ ۱۶۷ ق م میں مارکوس یووَنتیوس نے مجلس سینات کی اجازت لئے بغیر ایک تحریک پیش کی کہ رھوڈز کے خلاف اعلان جنگ کردیا جائے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا اصل مقصد یہ تھا کہ اس مہم کا سالار اس کو مقرر کیا جائے تاکہ اسکے ہاتھ بہت سا مال غنیمت آئے لیکن سمجھدار لوگوں نے فوراً بھانپ لیا کہ رھوڈز کو برباد کرنے کی مطلق کوئی وجہ نہیں، اور جب کاتو نے اسکی تردید کی اور بڑی بیوتوں نے مداخلت کی تو بالآخر تحریک مسترد ہوگئی۔ تاہم رھوڈز کے خلاف کچھ نہ کچھ کارروائی کرنی تو ضرور ہی تھی۔ پہلے تو اسکا غیر جانبدار رہنے کا اختیار سلب کیا گیا اور اسے رومن محالفے میں شامل ہونا پڑا؛ پھر اسے کاریہ اور لکیہ سے دست بردار ہونا پڑا۔ لیکن جس چیز کی رھوڈز والوں پر خاص طور پر زد پڑی وہ یہ تھی کہ ان ممالک کے علاوہ انھیں کاؤنوس اور استراتونیکہ بھی چھوڑنے پڑے حالانکہ انھوں نے یہ کہا کہ یہ دونوں شہر انطاکوس سے نہیں لئے گئے بلکہ کاؤنوس تو انھوں نے بطلیموس کے ایک سپہ سالار سے خریدا تھا، اور استراتونیکہ انھیں انطاکوس ولد سلیوکوس نے تحفتہً دیا تھا، اور دونوں سے انھیں سالانہ ایکسو بیس تالنت کی آمدنی ہوتی تھی۔ بعد میں انھوں نے اندرون ملک شہر کالیندہ پر قبضہ کرلیا جو کاؤنوس سے باغی ہوگیا تھا۔ اسی طرح بلکہ شائد اس سے بھی زیادہ انھوں نے اس بات کو برا مانا کہ روما نے جزیرۂ دیلوس کو ایک آزاد بندرگاہ بنادیا جسکی وجہ سے مشرقی بحیرۂ روم کے تجارت کا بیشتر حصہ رھوڈز سے دیلوس کو منتقل ہوگیا، اور رھوڈز کی شکایت کی کہ اس طریقے سے محاصل دس لاکھ درہم (۱۶۶½ تالنت) سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - کرتا تھا تو اسکی حکومت کیسی خوشگوار ہوگی (جلد ۲، باب ۱) دیکھو "نیچے"، باب ۳۰، نتیجہ -

باشاب

گھٹ کر ایک لاکھ پچاس ہزار درہم (یعنی ۲۵ تالنت) رہ گئے ۔

یومنیس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ رھوڈز کے برابر سخت نہیں تھا اور نہ روما کو اسکے رویہ میں اسقدر نقص نظر آتا تھا۔ یومنیس کا بھائی اتالوس رومنوں کو انکی فتح کی مبارکباد دینے کے لئے روما آیا اور یہاں پہونچکر اسنے استدعا کی کہ روما اسے غالطیوں کے خلاف (جنہوں نے پرگامم پر دوبارہ حملہ کردیا تھا) مدد دے۔ بظاہر تو اسکے روما آنے کا مقصد یہی تھا۔ لیکن ساتھ ہی اسے یہ بھی دیکھنا تھا کہ آیا روما یومنیس پر کوئی وار تو کرنا نہیں چاہتا اسے یہ بتایا گیا کہ روما یومنیس سے مطمئن نہیں ہے لیکن اسکے ساتھ ہی اسنے اتالوس کے خلاف کوئی ایسی شکایت بھی نہیں اور وہ جو چاہے روما سے درخواست کرسکتا ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ رومنوں کو پرگامم کی تقسیم ناگوار ہرگز نہ ہوتی ۔ اتالوس دگرگوں ہورہا تھا کہ اسکے طبیب ستراتیوس نے جو اسکے سیاسی صلاح کار کی حیثیت سے اسکے ساتھ تھا، اس سے کہا کہ آپکو اپنے مفاد کو اپنے بھائی کے مفاد سے جداگانہ نہیں سمجھنا چاہئے چنانچہ اسنے اپنے لئے اینئوس اور مارونیہ کا مطالبہ کیا۔ یہ ایک مدبرانہ تحریک تھی اس لئے کہ پرگامم کے

۱؎ پرگامم ۔ آجکل بادشاہوں کو جس روشنی میں دیکھنے کا دستور ہے اس سے بھی پرگامم کے حکمرانوں کو فائدہ ہی پہونچتا ہے۔ بلاشبہ اتالوس اول کی بیوی اپولونیہ اور اسکے بچوں کے باہمی تعلقات نہایت عمدہ تھے: دیکھو فرنیکل، نمبر ۱۶۹۔ لیکن ہماری دانست میں روما میں اتالوس کے برتاؤ کی زائد از واقعہ تعریف کیجاتی ہے حقیقت یہ ہے کہ پہلے تو استراتیوس نے اپنے دلائل سے اسکے برادرانہ جذبات کو مشتعل کرنا پڑا تھا: پولی بیوس، ۳۰، ۱ تا ۳۔ دیکھو وہ قصہ جو پلوٹارک نے De frat. amore "۱۸" میں بیان کیا ہے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اتالوس بادشاہ بننے کا کس درجہ کا خواہاں تھا۔ غالطیوں کے ساتھ جنگ کے لئے جبکہ دیودوروس ۳۱، ۱۴ کے بموجب غالطیوں کو شکست ہوئی اور تمام قوم کی قوم مغلوب ہوگئی دیکھو فرنیکل، نمبر ۱۶۷۔ یومنیس کے لڑائیوں اور اتالوس کی سیلگی کے ساتھ پیدنیہ میں جنگ کے لئے دیکھو تروگوس، تمہید، ۳۴ ۔

پروسیاس، پولی بیوس ۳۰، ۱۹ ۔

اراضی کم ہونے کے بجائے اس نے گویا انہیں ہر ایک طرح کے اضافہ کی درخواست کی۔ ظاہر ہے کہ رومن اسے کب مان سکتے تھے چنانچہ انھوں نے ان دو شہروں کو آزاد کرنا ہی پسند کیا۔ ادھر انھوں نے غالطیوں کے پاس اپنے سفیر روانہ کئے اور ان سے کہلوایا کہ انھیں امان قائم رکھنا چاہئے، لیکن چونکہ غالطی اس بات سے اچھی طرح سے واقف تھے کہ یومنیس دق ہوتا رہا تو رومن خوش ہونگے اسلئے انھوں نے ان سفیروں کا کہنا نہیں مانا۔ انھیں ایشیا کے عام بندوبست کے لئے بھی مامور کیا گیا تھا، چنانچہ یہ سارڈس گئے اور وہاں دس روز تک ان سب شکایتوں کو سنتے رہے جو کسی کو شاہ پرگامم سے تھیں۔ یومنس چاہتا تھا کہ روما جاکر اپنے خلاف جملہ الزامات کی جواب دہی کرے لیکن جب وہ برونڈیزیوم پہونچا تو اسے معلوم ہوا کہ مجلس سینات نے تصفیہ کرلیا ہے کہ اب کسی بادشاہ کو خوش آمدید نہ کہے گی، اور اگر اسے کچھ کہنا ہے تو وہیں سے پیام کہلوادے ورنہ اٹلی سے چلا جائے۔ انھے اٹلی سے چلا جانا ہی مناسب سمجھا اور اسکے بعد روما کی طرف سے اس "بدمعاش" کی کوئی مزاحمت نہیں ہوئی بلکہ وقت آیا تو اس نے غالطیوں کو کھلے میدان میں شکست بھی دیدی۔

پروسیاس پہلے ہی سے روما پہونچ گیا تھا نہایت ہوشیاری سے رومنو کو رام کررہا تھا۔ عوام الناس کے سامنے وہ آزاد شدہ غلام کے کپڑوں میں یعنی گھٹا سر، ساڑھی اور ٹوپی پہنے ہوئے نکلتا تھا، سینات گاہ کی دہلیز چومتا تھا اور سیناتیوں کو معبودوں کا رتبہ دیتا تھا۔ اس سے ایک طرف تو سینات محظوظ ہوتی اور دوسری جانب اسکے ارکان کو یہ خیال ہونے لگا کہ ایسا شخص جو اپنے آپکو اتنا ذلیل کرے، پستی اخلاق کی اس حد کو پہونچگیا ہے کہ کسی تو ہی شوکت مملکت کا آلۂ کار آسانی سے بن سکتا ہے۔ الغرض رومنوں نے اسے اپنے دوست کی حیثیت سے ایشیا واپس جانیکی اجازت دیدی اور ساتھ ہی اشارہ کردیا کہ چاہو تو یومنیس کے لئے معاملات کو ناخوشگوار بنادینا۔

باب ۸

ہم شام اور مصر کے باہمی نزاعات کا اس سے پہلے اسی باب میں مختصر تذکرہ کر چکے ہیں اور یہاں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے ناظرین کی توجہ اسی جانب دوبارہ مبذول کریں[1]۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ انطاکوس چہارم "ایپی فانیس" نے بطلیموس چہارم "فلومیتور" کو بہت دبا یا تھا۔ اسنے اسے گرفتار کر لیا تھا اسکے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا اور بظاہر بطلیموس کی ایما سے مصر زیرین کو فتح کر کے میم فس میں خود اپنی تاجپوشی کرائی تھی۔ اسیر اسکندریہ لوگ جنمیں رومن فریق کا عنصر غالب تھا بغاوت کر بیٹھے اور فلومیتور کے بھائی یورگی تیس دوم "فیسکون" کو بادشاہ بنا کر ایپی فانیس کو علاوہ پیلوزیم کے باقی تمام ملک مصر کا تخلیہ کرنے پر مجبور کیا۔ اب فیسکون اور آزاد شدہ فلومیتور نے آپس میں سمجھوتا کر لیا۔ انطاکوس نے دوبارہ مصر پر اکائیائیوں کی مدد سے حملہ کیا لیکن اسے اس مرتبہ بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ یہاں تک کا قصہ ہم بیان کر چکے ہیں جواب شاہ سوریہ نے قبرص اور پیلوزیم کا الحاق کرنا چاہا لیکن عین اس موقعہ پر پیدنا کی جنگ کی وجہ سے بساط بالکل پلٹ گئی اور اس تبدیلی کے اثر سے مشرقی ممالک بھی بچ نہ سکے۔ روما کے مخالفین بددل ہو گئے اور رومنوں نے فی الفور وار کر دیا۔ انھوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ کچھ ہو سنہ ۱۹۶ ق م کے واقعات کا کسی طرح سے اعادہ نہیں ہونا چاہیے (دیکھو باب ۷، حاشیہ ۲) اور ملک شام کو پھر روما پر کسی طرح سے بازی نہیں لے جانا چاہیے۔ بہرحال پولی لیوس لنئے ناس سکندریہ سے باہر انطاکوس کے کمپو میں سفیر بن کر پہونچا اور بادشاہ کو سینات کی طرف سے یہ پیغام دیا کہ اب آپکو فوراً مصر سے دست کشی کر دینی چاہیے۔ انطاکوس

---

[1] مصر و شام کلیس، پاولی، ۶، ۱، ۸، ۲۱ کلنٹن Clinton: Fas. Hell. ۳۲۰/۳۲۳ (سواریہ)، ۳۹۹/۳۹۳ (مصر)۔ مصر میں انطاکوس کی چار جہات فرض کر لی جاتی ہیں، یعنی سنہ ۱۷۱ ق م سنہ ۱۷۰ ق م سنہ ۱۶۹ ق م، سنہ ۱۶۸ ق م۔ قدیم مصنفوں کے اقتباسات کے لئے دیکھو کلنٹن۔ انطاکوس چہارم اپنے باپ انطاکوس سوم کے قدم بقدم چلا، اور جسطرح موخرالذکر بطلیموس ایپی فانیس پر چھا گیا تھا اسی طرح انطاکوس چہارم ۹ فلومیتور پر حاوی ہو گیا۔ دونوں مواقع پر روما نے کھیل بگاڑ دیا۔

نے جواب دیا کہ بہت اچھا، میں سوچونگا۔ اسپر پولی لیوس نے اپنی چھڑی سے ریت پر ایک دائرہ کاڑھا اور کہا کہ آپ اس حلقے سے باہر نکلنے سے پہلے مجھے جواب دیجئے کہ میں سینات سے جاکر کیا کہوں"۔ بادشاہ نے خوف زدہ ہوکر وعدہ کیا کہ سینات کے حکم کی تعمیل کروں گا اور پیلوزیوم خالی کردیا۔ اسپر پولی لیوس قبرص گیا اور وہاں پہونچکر شامی بیڑے کو چلے جانے کا حکم دیا۔ لیکن انطاکوس کا کیلیے سوریہ، فنیقیہ اور فلسطین پر برابر قبضہ رہا۔ مصر کی حالت وہی ہوگئی جو پہلے تھی یعنی وہ ازسرنو ایک ایسا ملک بن گیا جسکے حکمراں روما کے خلاف کچھ نہ کریں تو جیسے چاہیں حکومت کریں۔

ایمیلیوس پولوس کے روما واپس جانے سے پہلے وہ اپنے بیٹے سی پیو ایمیلیانوس اور یومنیس کے بھائی اتھےنایوس کے ساتھ یونان میں ہوکر گزرا۔ اولمپیا میں اس نے زیوس کے نام پر قربانی کی، ڈیلفی میں پرسیوس کی جگہ اُس نے اپنابت استادہ کیا، ایتھنز میں پرائیوس اور شہر کے درمیان والی فصیلوں کی بہت تعریف کی (لیکن یہ فصیلیں اب جنگ کے قابل کسی حالت میں نہیں رہی تھیں)، امفی پولس میں اس نے یونانی کھیل منعقد کئے جسمیں ناٹک، ورزشی مقابلے اور گھڑ دوڑیں تھیں، اسکے بعد اس نے مقدونیہ کا مال غنیمت جہازوں پر لادا اور جو ہتھیار وہ اپنے ساتھ لیجانا نہیں چاہتا تھا انھیں جگہ جگہ جمع کرکے آگ لگادی۔ گنے یوس اوکتاویوس بیڑے کو اٹلی لے آیا۔ خود ایمیلیوس فوج لیکر ایپائروس گیا اور ان اضلاع کو تاراج کیا جو پرسیوس سے مل گئے تھے، وہ اس لئے کہ جن سپاہیوں کو مقدونیہ میں مال غنیمت نہیں ملا تھا وہ بھی مالامال ہوجائیں۔ علاوہ ازیں ڈیڑھ لاکھ غلام بناکر فروخت کردیئے گئے اور جو روپیہ آیا اسمیں سے ہر سوار کو چارسو اور ہر پیدل کو دوسو دینار ملے لیکن اسپر بھی انکا پیٹ نہیں بھرا۔

سینات نے طے کیا کہ ایمیلیوس پولوس کو فاتحانہ جلوس کی اجازت دی جائے اور ساتھ ہی اس اعزاز کا مستحق امیرالبحر اوکتاویوس اور فاتح

باب ۱۵

گینتوس یعنی انی کیوس کو بھی قرار دیا[۱۹] اور عموم روما سے درخواست کی گئی کہ حسب معمول ان تینوں کو تین روز کے لئے حدود بلدی کے اندر فوجی اختیارات عطا کئے جائیں۔ لیکن سلپی کیوس گلبا نے، جو ایک یمن کے ٹری بیون کے حیثیت سے امیلیوس کی فوج میں لڑا تھا اور جس کا اپنے سپہ سالار سے کچھ جھگڑا ہوگیا تھا، لوگوں پر اثر ڈالا کہ امیلیوس کو یہ اقتدار نہ دیا جائے، اور بہت سے سپاہی جو اپنے حصۂ غنیمت سے مطمئن نہیں تھے، اسکے ساتھ ہوگئے؛ چنانچہ سینات کی تحریک بہت مشکل سے منظور ہوئی۔ بہرحال فاتح پیدناسکا جلوس نہایت تابناک تھا اور لوگوں کو خزانوں کی نمائش اور پرسیوس اور اسکے اولاد کی تذلیل بہت پسند آئی لیکن وہ فاتح غم واندوہ میں مبتلا تھا اسلئے کہ حال ہی میں اس کے دو بیٹے ضایع ہوگئے تھے۔ اوکتاویوس اور انی کیوس کے جلوسس کی سادگی سے امیلیوس کے جلوس کی شان اور بھی بڑھ گئی۔

اس جلوس کے بعد پرسیوس قید میں سڑتا رہا اور لوگ اسے ایسا بھولے کہ اگر اسکے ساتھی قیدیوں کو ترس نہ آتا تو شائد وہ بھوکا مرجاتا۔ اسکے بعد اسے جھیل فوکینوس پر شہر البا بھیجدیا گیا۔ اسکی موت کے تھوڑے عرصے بعد اس کا بڑا بیٹا بھی فوت ہوگیا؛ چھوٹا بیٹا بہت دن زندہ رہا اور البا کے بلدیہ میں خرادی اور محرر ہوگیا۔

[۱۹] امیلیوس کا فاتحانہ جلوس، لیوی ۴۵، ۳۹ وغیرہ؛ پلوٹارک ۳۲ وغیرہ کلیس، پاؤلی، ۵، ۸، ۱۳۶؛ پرسیوس کے حشر کے متعلق، ایضاً۔

مہافی، ۴۳۴ وغیرہ میں روما کے یونانی طرز عمل پر دلچسپ رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔

باب نوزدہم

تاراجی کورنتھ

دنیائے یونان خصوصاً مشرق کی حالت تقریباً سنہ ۱۴۰ ق م میں
(سیاسی نقطۂ نظر سے)

سنہ ۱۶۰ ق م تا سنہ ۱۴۶ ق م

روما نے مقدونیہ اور اکائیہ کو جس پہلو سے بٹھایا تھا اس پہلو سے انھیں چین نہیں ملا۔

مقدونیہ میں اندرسکوس نامی شخص نے جو اورامیتیوم کا باشندہ تھا، دعویٰ کیا کہ میں پرسیوس کا بیٹا ہوں اور بہت سے لوگ اسکے علم کے نیچے آگئے[1]۔ دیمترلوس شاہ سوریہ سے مدد کا طالب ہوا تھا لیکن اس بادشاہ نے مدد دینے کے بجائے اسے رومنوں کے حوالہ کردیا، مگر وہ رومنوں کے حبس سے فرار ہو کر سیدھا مقدونیہ پہونچتا ہے اور

---

[1] مہافی کی کتاب "دنیائے یونان بہ سیادت روما" Mahaffy: The Greek world under Roman sway" (لندن سنہ ۱۸۹۰ء) اب اہم ہو جاتی ہے۔ مقدونیہ میں بغاوتیں: ہرٹزبرگ ۱، ۲۴۴، ۲۵۵، ۲۶۰ - صوبہ مقدونیہ: ایضاً ۲۶۰ -

باب ۱۹

وہاں بہت سے مقدونی اُسے "فیلقوس" شاہ مقدونیہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ یہاں سے وہ آگے بڑھ کر تھسلی جا پہونچتا ہے لیکن سسی پیونا سیکا اسے وہاں سے نکال دیتا ہے، لیکن اب رومنوں کو ایک بڑی زک پہونچتی ہے یعنی پرتیور یو وینیتوس تھالنا ۱۴۹ سنہ ق م اس سے لڑتے ہوئے شکست پاتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ یہ واقعہ نہایت شدید تھا۔ حال ہی میں روما اور قرطاجنہ کے مابین ایک موت وزیست کی جنگ ہو چکی تھی جسمیں روما کو ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑا تھا، اور ہسپانیہ میں وریاتھوس نے پے در پے رومن افواج کو نیچا دکھایا تھا۔ مقدونیہ بھی ہاتھ سے نکل گیا تو بحیرہ روم کے ساحلی علاقوں پر روما کی سیادت کو یقیناً زوال پہونچنے کا اندیشہ تھا، الغرض ۱۴۸ سنہ ق م میں پرتیور کئے کی لیوس میتے لیوس ایک تگڑا نسلی فوج لیکر مقدونیہ روانہ کیا گیا اور ساتھ ہی پرگامم کا بیڑا ساحلی علاقے کے نگہداشت پر مقرر کیا گیا۔ اس فوج نے اندرسکوس کو شکست دیدی اور تھریسی حکمراں بیزکس نے، جسکے دربار میں اسنے پناہ لی تھی، اُسے رومنوں کے حوالہ کردیا۔ اسکے بعد مقدونیہ کے حکومت کے لئے ایک رومن عہدہ دار مقرر کیا گیا، یعنی دوسرے لفظوں میں وہ ایک رومن صوبہ بن گیا۔ اس پرتیوری اقتدار والے عہدہ دار کا حد اختیار میں اوریاتک (ویرا خیوم و اپولونیہ) سے ایجین تک تمام علاقہ تھا، اور کچھ مدت بعد عہد جمہوری ہی میں ان دونوں بندرگاہوں اور تھسالونیکے و امفی پولس کو شاہراہ اگنیاتیہ کے ذریعے سے ملادیا گیا جو جھیل لیخ نی توس (اوخریدہ) کے شمال سے لینکستیوں کے ملک میں ہوکر جھیل بگوری تس کے شمال میں اور لینکوس کے دروں میں ہوتی ہوئی اُسے گئے (ایدیسہ) کے قریب سے شرق میں پیلا کو چھوتی ہوئی تھسالونیکے اور امفی پولس آتی تھی، اور یہ آج بھی ممالک کے مابین سب سے بڑی شاہراہ سمجھی جاتی ہے۔[۱]

---

[۱] شاہراہ اگنیاتیہ؛ پولی بیوس ۳۴، ۱۲۔ تافل "شاہراہ اگنیاتیہ" Tafel : De Via Egn. ٹیوبنگن؛

باب ۱۹

یونان کو بڑی بڑی تکلیفیں سہنے کے بعد کہیں چین نصیب ہوا[۳۵] گو بظاہر وہ آزاد تھا لیکن درحقیقت روما پر اسکی دست نگری میں کلام نہیں ہو سکتا، چنانچہ بار بار رومنوں کی خدمت میں التجا کر کے اس نے انکی سیادت پر گویا مہر لگا دی تھی۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ یونانی روما کے حکم کو بھی ماننے کیلئے تیار نہیں تھے جسکی وجہ سے انکے اندرونی جھگڑے برابر بڑھتے گئے اور آخر کار خود روما سے انکی آویزش ہوگئی۔ اسمیں شک نہیں کہ رومنوں کے تجاویز اتنی صاف وصریح نہیں تھیں جتنی ایک ثالث بالخیر کی تجویزوں کو ہونا چاہئے لیکن اس سے چارہ کار بھی تو نہ تھا اسلئے کہ یونانی طرح طرح کی شکایات لیکر روما آتے تھے اور جب فریقین کمال یونانی لسانی کے ساتھ اپنا مقدمہ پیش کر چکتے تو اسکے بعد بھی نہ تو سینیٹ حقیقت واقعات پر پوری طور سے حاوی ہوتی اور نہ ہی اسکے ایلچی ہی (جو یونان میں ہوتے)

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱۸۴ء۔ درہ ہائے پینلوس؛ طوسی دیدیشل ۴، ۳۰۴؛ کیبرٹ ۲۸۰

[۳۵] یونان کی کیفیت؛ کالیکراتیس، خاروپس وغیرہ، ہرٹز برگ، ۱، ۲۲۴ وغیرہ۔ تین سو اکائیاںیوں کی واپسی، ایضاً ۲۲۲۔ وہاں پولی بیوس کی حیثیت۔ رومنوں کی "قابل تعریف ترکیبیں"؛ اپنے Ihne ۴، ۲۵۰۔ اسمیں شبہہ نہیں کہ کالیکراتیس نے رومنوں کو یونان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی صلاح دی تھی؛ پولی بیوس ۲۴، ۱۱، ۱۲۔

۱۴۶ء قم تک معاملات یونان کے لئے دیکھو تیوپفر کا مضمون "اکائیہ" پاؤلی اشاعت سوم۔ اوروپوس کے بابت جھگڑا؛ پوسانیاس ۷، ۱۱، ۴؛ مقابلہ کرو ہرٹز برگ ۱، ۲۴۱۔ کارنیادیس روما میں؛ Lact. Inst. div. ۵، ۱۴؛ سسرو۔ "جمہوریہ" ۳، ۶؛ Piut. Cat. Maj. ۲۲۔ مقابلہ کرو مہافی: "دنیائے یونان" ۱۷،

پوسانیاس ۷، ۱۴ کورنتھ کے تاراجی سے پہلے کے واقعات کا اعادہ کرتا ہے۔ انیں سے بعض واقعات کو پولی بیوس ۳۸، ۷، وغیرہ، نیز کتاب ۳۹ میں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ نیز دیکھو لیوی، Ep. ۵۱، ۵۲۔

اولمپیا میں ممیوس کے چڑھاوے؛ پوسانیاس ۵، ۱۰، ۲۴۔

پیچھا چھڑانا ناممکن ہو جائے گا۔ سنہ ۱۴۶ ق م میں وہ یونانی جو ذرا زیادہ بچپن تھے انھیں آخر اس حقیقت کا انکشاف ہوگیا، اور اسکے بعد ہر یونانی نے اس صورت حال کو خاموشی سے تسلیم کرلیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آخر سنہ ۱۴۶ ق م کی یہ مصیبت کیسے پیش آئی۔

ہوا یہ کہ سب سے پہلے سنہ ۱۵۶ ق م میں ایتھنز اور شہر اوروپوس کے درمیان جو اسکی قلمرو میں شامل تھا، کچھ جھگڑا ہوا، اور یہ جھگڑا تاریخ تمدن کے اعتبار سے کچھ کم اہم نہ تھا۔ ایتھنزیوں نے اوروپوس کو بظاہر صرف اسوجہ سے تاراج کیا کہ انھیں روپیہ کی ضرورت تھی۔ اسپر اوروپوس والوں نے روما سے شکایت کی اور روما نے اس کا تصفیہ سکیون کے سپرد کردیا جسنے ایتھنز پر ۵۰۰ تالنت جرمانہ کردیا۔ جب ایتھنز نے دیکھا کہ اسقدر رقم جمع کرنا محال ہے تو اس نے روما ایک سفارت روانہ کی جسمیں ایتھنز کے تینوں مسالک فلسفہ کے قایم مقام شریک تھے، یعنی اکادیمی کی طرف سے کارنیاوس، رواقیوں کی طرف سے دیوجانس اور مشائین کی طرف سے کریتولاؤس۔ ان سفیروں کی کوشش اس درجہ بارآور ہوئی کہ روما نے جرمانے کو کم کرکے سو تالنت کردیا، لیکن اس ماموریہ کا سب سے بڑا اثر یہ پڑا کہ ان تین فلسفیوں کی تقریروں سے روما میں ایتھنز کی دھاک بیٹھ گئی۔ انھوں نے محض ان امور پر مباحثہ کرنے پر اکتفا نہیں کیا جنکے تصفیہ کے لیئے وہ بھیجے گئے تھے بلکہ انھوں نے دوسرے موضوعات پر تقریر کرنے کی اجازت حاصل کرلی اور ایسے امور پر تقریریں کیں جو اس زمانے کے فلسفیوں میں مقبول تھے، جس کے سبب سے رومنوں کو یونانیوں کے چوندھیا دینے والے فن خطابت سے پہلی مرتبہ تھوڑی بہت آگاہی حاصل ہوگئی۔ اگر سسرو کی کتاب جمہوریہ کا وہ اقتباس جو لکتانیتوس نے دیا ہے صحیح ہے اور کارنیاوس نے واقعی ایک دن تو یہ ثابت کیا کہ انصاف قابل تحسین و آفریں ہوتا ہے اور دوسرے دن اسکا عکس ثابت کرکے دکھایا تو پھر ہم یہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ معمر کاتو نے، جو ان تقریروں کے وقت موجود تھا یہ

باب ۱۹

اصلی حالات پر اکثر صحیح روشنی ڈال سکتے۔ ان کیفیات کے تحت روما کے لئے یہی بہتر تھا کہ وہ فریقین سے آپس میں سمجھوتا کرنے کے لئے کہے' اور یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ جب ایک فریق دوسرے کو دبا لیتا تو کیوں رومن خاص طور پر محظوظ ہوتے اسلئے کہ ایسی حالت میں وہ جھگڑا جنکے سر پیر سے کوئی رومن مشکل سے واقف ہوتا' چند روز ہی کے لئے بالائے طاق رکھ جاتا۔ ہماری رائے میں رومنوں نے یونانی معاملات میں جو حصہ لیا وہ کسی حالت میں درخشاں نہیں کہا جاسکتا لیکن اگر وہ یونان میں وہ اپنا اثر بالکلیہ زائل نہیں کرنا چاہتے تھے (اور چونکہ خود یونانی انکی ثالثی کی استدعا کرنے سے نہیں تھکتے تھے اسلئے یہ بغایت مشکل تھا) یا یونانیوں کے ساتھ سالاسیوں یا ایبریون کا جیسا برتاؤ نہیں کرنا چاہتے تھے تو پھر انکے لئے ایک ہی راستہ کھلا ہوا تھا' وہ یہ کہ نہایت صبر سے اس امید میں لگے رہیں کہ شائد خود یونانی ہی آخرکار خاموش ہو جائیں گے۔ پھر روما نے ان غلطیوں کا انسداد بھی کرنا چاہا۔ جو اس سے سرزد ہوئی تھیں۔ مثلاً ۱۵۰ ق م میں ان ایک ہزار اکائیائیوں میں سے (جو ۱۶۷ ق م میں اٹلی لائے گئے تھے) باقی تین سو واپس اپنے گھر پہونچا دیئے گئے۔ گو یہ بھی ٹھیک ہے کہ انہیں سے اکثر اسقدر تلخ کام تھے کہ یونان واپس آنے پر انھوں نے روما کے خلاف جو تحریک کی تھی اس میں اضافہ ہی کیا ہماری رائے میں اگر ہر بات کو ملحوظ رکھا جائے تو ہم اس نتیجے پر پہونچیں گے کہ اس قول میں کہ روما یونانیوں کے ساتھ سلوک میں "قابل نفرت تدبر" کو کام میں لایا مطلق کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہ واقعہ کے خلاف ہے کہ اس نے انھیں مغلوب کرنے کے لئے انہیں پھوٹ پیدا کردی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کی ترکیبیں ایتھنز میں کیوں نہیں چل گئیں؟ ہماری رائے میں ۱۴۶ ق م والی مصیبت ایک فطری واقعہ تھا اور اس کا سبب یونانی اور رومن دونو طرف اتنی الشانی بدی نہیں تھی جتنی انسانی کمزوری۔ یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ اکثر یونانی روما کو اپنے معاملات میں ثالث تصور کرتے تھے' لیکن انھوں نے ابتک یہ نہیں سیکھا تھا کہ ثالثی ختم ہونے پر اس سے